مولانا آزاد لائبریری

مسلم یونیورسٹی علی گڈھ

ڈاکٹر رام بابو سکسینہ کلکشن

(عطیہ: مسز آفتاب سکسینہ)

U33044 . Date-24-2-03

Title - MUSHTARKE ZUBAN (MAHTMA JI NE KY
SOCHA THA).

Creator - Mahatama Gandhi; Murattiba Abdu
Ghaffar.

Publisher - Anjuman Taraqqi Urdu, Hind (Aligar

Date - 1947

Pages - 207.

Subjects - Zuban; Hindustani Zubani
Hindu Muslim Ekta - Zuban.

مشترکہ زبان

(مہاتما جی نے کیا سوچا تھا)

M.A. LIBRARY

LYTTON LIBRARY
Date....................
ALIGARH.
MUSLIM UNIVERSITY

انجمن ترقی اردو (ہند)
علی گڑھ

ناشر

انجمن ترقی اردو (ہند)
علی گڑھ

۸۹۱۰۴۳

M.A.LIBRARY, A.M.U.
U33044

قیمت چار روپیہ آٹھ آنے

مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ

Ram Babu Saksena Collection.
۳۳۰۴۴
ALIGARH.
16 SEP 1963

میری بات یاد کروگے!

”میں ہمیشہ تو تمھارے پاس رہوں گا نہیں
مگر تم میرے رخصت ہو جانے کے بعد میرے
الفاظ کو یاد کروگے...... عدم رواداری
مذہب کی نفی ہے“ ۱۸ر دسمبر ۱۹۴۷ء

CHECKED-2002

یہہ کتاب کسی تمہید کی محتاج نہیں۔

جو کچھہ مہاتماجی لکھہ گئے اور کہہ گئے وہ ھندوستان کی تاریخ کا ایک ایسا جزو ھے جسے نہ تو کوئی حکومت مٹا سکتی ھے اور نہ کوئی سیاسی پارٹی ھمارے دلوں سے نکال سکتی ھے، خواہ وہ کانگریس ھی کیوں نہ ھو!

آج نہیں تو کل ھند کی جنتا کے وچار میں یہہ بات ضرور آئے گی کہ مہاتماجی بہت دور تک دیکھہ رھے تھے اور جو کچھہ وہ کہہ گئے وہ پتھر کی لکیر ھے۔ ایک دن اُن کے کہے کی سچائی سب کو ماننی ھی پڑیگی۔ موجودہ حالت تو ایک چلتی پھرتی چھاؤں ھے۔ سچی روشنی تو صرف سچائی ھی کی ھوتی ھے جس کے لئے "باپو" نے اپنی جان دی۔ جس زبان میں خود مہاتماجی بات چیت کرتے تھے، قریب قریب وھی زبان اس کتاب میں اختیار کی گئی ھے۔

مجھے نوجیون ٹرسٹ احمد آباد کا شکریہ ادا کرنا ھے جس نے انجمن کو مہاتما گاندھی کی مطبوعہ تقریروں اور تحریروں کی مدد سے اس کتاب کو مرتب کرنے کی اجازت دی۔

علی گڈھ — ۵ جنوری سنہ ۱۹۵۰ع   محمد عبدالغفار

گاندھی جی نے ہندوستان کو بہت سی چیزیں دی ہیں۔ مگر شائد کم لوگوں کا دھیان اس طرف گیا ہوگا کہ ایک بڑی چیز جو ہندوستان کو آن کے ہاتھوں سے ملی وہ آسکی ملکی زبان ہے۔ بہت سی بولیاں رکھنے پر بھی ہندوستان اپنی ملکی بولی نہیں رکھتا تھا۔ گاندھی جی نے آس کی یہہ کمی پوری کر دی۔

انگریزی زبان حکومت کے دروازے سے آئی۔ لیکن آتے ہی سارے ملک پر چھا گئی اور اس طرح چھا گئی کہ ہماری تعلیمی، علمی اور سماجی زبان کی جگہ آسی کو مل گئی۔ اب پڑھے لکھے ہندوستانی اپنی ملکی زبان میں بات چیت کرنا شرم کی بات سمجھنے لگے تھے۔ بڑائی اور عزت کی بات یہی سمجھی جاتی تھی کہ ہر موقع پر انگریزی ہی زبان سے نکلے۔ لوگ اپنی نج کی بات چیت میں بھی انگریزی کو بھلانا پسند نہیں کرتے تھے۔

پچھلی صدی کے آخری حصے میں ملک کی نئی سیاسی جاگرتی شروع ہوئی اور انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد پڑی۔ اب کانگریس کے جلسے اس لئے ہونے لگے تھے کہ ملک کی قومی مانگوں اور قومی فیصلوں کی آواز دنیا کو سنائی جائے۔ لیکن، یہہ آواز بھی اپنی زبان میں نہیں آٹھتی تھی، انگریزی میں آٹھتی تھی۔ ہندوستان اب انگلینڈ کو یہہ بات سنانا چاہتا تھا کہ آسکا ملک خود آس کے

لئے ھے ، دوسروں کے لئے نہیں ھے - لیکن یہہ بات کہنے کے لئے بھی آسے اپنی ھندوستانی زبان نہیں ملی تھی - وہ دوسروں ھی کی زبان آدھار لیکر اپنا کام چلانا چاھتا تھا -

لیکن جیوں ھی گاندھی جی نے ملک کے سیاسی میدان میں قدم رکھا ، اچانک ایک نیا انقلاب آبھرنا شروع ھو گیا - اب ملک کی آواز خود آس کی زبان میں آٹھنے لگی اور ملک کی زبان میں بات چیت کرنا شرم کی بات نہیں رھی - آنھوں نے لوگوں کو یاد دلایا کہ شرم کی بات یہہ نہیں ھے کہ ھم اپنی زبان بولیں ، شرم کی بات یہہ ھے کہ اپنی زبان بھول جائیں - آنھوں نے ۲۱-۱۹۲۰ میں سارے ملک کا دورہ کیا اور سیکڑوں تقریریں کیں ، لیکن ھر جگہ آن کی تقریروں کی زبان ھندوستانی ھی رھی -

مجھے یاد ھے کہ پہلی بڑی لڑائی کے زمانے میں ، جب میں رانچی میں قید تھا ، تو میں نے اخباروں میں آس کانفرنس کی کارروائی پڑھی تھی ، جو سنہ ۱۹۴۷ میں لارڈ چیمسفورڈ نے دلی میں بلائی تھی - گاندھی جی آس کانفرنس میں شریک ھوئے تھے ، مگر اونھوں نے یہہ بات بطور شرط کے ٹھرالی تھی کہ وہ تقریر ھندوستانی میں کریں گے - اوس وقت اخباروں نے اس واقعہ کو ایک نئی اور عجیب طرح کی بات خیال کیا تھا - لیکن یہہ نئی بات بہت جلد ملک کی

سب سے زیادہ عام بات بننے والی تھی – چنانچه آج هم سب دیکھه رهے هیں که جو جگه ۲۵ برس پہلے انگریزی زبان کی سمجھی جاتی تھی، وہ هندوستانی زبان نے لے لی هے –

ابوالکلام آزاد

(اوپر کا لکھان میری تعریف کے لئے نہیں هے – جو آدمی اپنا دھرم سمجھه کر کچھه سیوا کرتا هے، اُس میں تعریف کیا هے؟ مولانا صاحب عالم هیں، فارسی اور عربی کا گیان رکھتے هیں، اس لئے آردو خوب جانتے هیں – لیکن وہ جانتے هیں که نه تو عربی فارسی لدی آردو هندوستان کی عام زبان هو سکتی هے اور نه سنسکرت بھری هندی – اس لئے وہ آردو اور هندی کا میل چاهتے هیں، اور دونوں کو ملاکر بولتے هیں – میں نے اُن سے پراتھنا کی هے که هر هفتے ایك چھوٹا سا هندوستانی لیکھه دیتے رهیں، جس سے هندوستانی کا ایك نمونه هریجن سیوك، پڑھنے والوں کو ملتا رهے – اُس کوشش کا پہلا نمونه اوپر کا لکھان هے –

('هری جن سیوك')

(۲۶ جون سنه ۱۹۴۶ع) م – ك – گاندھی

”لیکن یہہ هندوستانی هے کیا چیز؟ آردو یا هندی سے الك اس نام کی کوئی بهاشا نہیں .... اس لئے اس کا صحیح مطلب تو هندی اور آردو هی هو سکتا هے ... “

”آج هندوستانی کا اپنا کوئی ایسا سنگٹهن نہیں جو ان ایك دوسرے سے دور بهاگتی هوئی دهاراؤں کو نزدیك لانے اور ملانے کی کوشش میں لگا هو ۔ هندی ساهتیه سمیلن اور انجمن ترقی آردو کو یہہ کام کرنا هے“ ۔

”جو بهی سنہستها میرے بتائے هوئے ڈهنگ پر کام کریگی وہ نہ صرف اپنی بهاشا کو امر بنائیگی بلکہ آخر مین ایك ایسی ملی جلی بهاشا بهی پیدا کریگی جو سارے دیش کے کام آئیگی“ ۔

”آتری هندوستان میں جس بهاشا کو وهاں کے لوگ بولتے هیں، اوسے چاهے آپ آردو کہیں چاهے هندی ۔ بات ایك هی هے ۔ آردو لکهاوٹ میں لکهہ کر اوسے آردو کے نام سے پہچانئے اور اون هی فقروں کو ناگری میں لکهہ کر اوسے هندی کہہ لیجئے“ ۔

(م ۔ ك ۔ گاندهی)

ہندوستانی کا مطلب اردو نہیں بلکہ ہندی اردو کی وہ خوبصورت ملاوٹ ہے جسے اُتری ہندوستان کے لوگ سمجھہ سکیں اور جو ناگری یا ارود لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہو۔ یہہ پوری راشٹر بھاشا ہے۔ باقی جو کچھہ ہے وہ ادھورا ہے۔

پوری راشٹر بھاشا سیکھنے والوں کو اب دونوں ہی لکھاوٹیں سیکھنی چاہئیں۔ راشٹر پریم کا ٹھیک یہی تقاضا ہے۔ جو اُسے جانیگا وہ پائیگا اور جو نہ جانے گا وہ کھویگا۔

(موہن داس کرمچند گاندھی)

(۱) اردو اور ناگری لکھاوٹ

"ھر ایك پڑھے لکھے ھندوستانی کو اپنی بھاشا ، ھندو کو سنسکرت ، مسلمان کو عربی ، پارسی کو فارسی اور سب کو ھندی جاننی چاھئے ۔ کچھہ ھندوؤں کو عربی اور کچھہ مسلمانوں اور پارسیوں کو سنسکرت سیکھنی چاھئے ۔ آتر اور پچھم میں رھنے والے ھندوستانی کو تامل سیکھنی چاھئے مگر سارے ھندوستان کے لئے تو ھندی ھی ھونی چاھئے ، آسے آردو میں لکھا جائے یا ناگری میں ۔ ھندو مسلمانوں کے وچاروں کو ٹھیك رکھنے کے لئے بہت سے ھندوستانیوں کے لئے دونوں لکھاوٹوں کا جاننا ضروری ھے ۔ ایسا ھونے پر ھم آپس کے بیوھار میں سے انگریزی کو نکال باھر کر سکینگے" ۔

(ھند سوراج ، سنہ ۱۹۰۹ع)

(۲) ھندی بھاشا کیا ھے ؟

ھندی بھاشا میں آسے کہتا ھوں ، جسے آتر میں ھندو اور مسلمان بولتے ھیں ، اور جو دیوناگری یا آردو لکھاوٹ میں لکھی جاتی ھے ۔ اس تعریف کے متعلق تھوڑا اختلاف پایا گیا ھے ۔ دلیل یہہ دی جاتی ھے کہ ھندی اور آردو دو الگ بھاشائیں ھیں ۔ یہہ دلیل ٹھیك نہیں ۔ ھندوستان کے آتری حصے میں مسلمان اور ھندو دونوں ایك ھی بھاشا بولتے

ھیں ۔ فرق صرف پڑھے لکھوں نے پیدا کیا ھے ۔ یعنی پڑھے لکھے ھندو، ھندی کو سنسکرت بھری بنا ڈالتے ھیں ۔ نتیجہ یہہ ھوتا ھے کہ بہت سے مسلمان اُسے سمجھہ نہیں پاتے۔ لکھنؤ کے مسلمان بھائی فارسی لدی اُردو بول کر اُسے ایسی شکل دے دیتے ھیں کہ ھندو نہیں سمجھہ سکتے، یہہ دونوں غیر زبانیں ھیں، اور عام جنتا کے بیچ اُن کی کوئی جگہہ نہیں ۔ میں اُتر میں رہا ھوں، ھندوؤں اور مسلمانوں کے ساتھہ خوب ملا ھوں، اور ھندی بھشا کی میری اپنی جانکاری بہت کم ھونے پر بھی اُن کے ساتھہ ملنے برتنے میں مجھے ذرا بھی دقت نہیں ھوئی ھے ۔

(۳) اردو ھندی ایک ھی ھے

اُتری ھندوستان میں جس بھاشا کو وھاں کے لوگ بولتے ھیں اُسے آپ چاھے اُردو کہیں چاھے ھندی، بات ایک ھی ھے ۔ اُردو لکھاوٹ میں لکھہ کر اُسے اُردو کے نام سے پہچانئے اور اُن ھی فقروں کو ناگری میں لکھہ کر اُسے ھندی کہہ لیجئے ۔

لکھاوٹ

اب رہا سوال لکھاوٹ کا ۔ فی الحال مسلمان لڑکے ضرور ھی اُردو لکھاوٹ میں لکھینگے، ھندو زیادہ تر دیوناگری میں لکھینگے ۔ ”زیادہ تر“ میں اس لئے کہتا ھوں کہ ھزاروں ھندو آج بھی اپنی ھندی اُردو لکھاوٹ میں

لکھتے ھیں، اور کچھہ تو ایسے ھیں، جو دیوناگری جانتے بھی نہیں - آخر جب ھندوؤں اور مسلمانوں کے بیچ شک کی تھوڑی بھی گنجائش نہ رھیگی، جب بے اعتباری کے سب کارن دور ھوچکینگے تب جس لکھاوٹ میں شکتی رھیگی، وہ زیادہ لکھی جائیگی اور وہ راشٹر کی لکھاوٹ بنیگی - اس بیچ جن مسلمان بھائیوں کو آردو لکھاوٹ میں عرضی لکھنے کی اجازت ھوگی، آن کی عرضی راشٹر میں ھر جگہ قبول کی جائیگی، کی جانی چاھئے -

اردو کا جنم ھندی میں سمایا ھوا ھے

ھندی کا مقابلہ کرنے والی دوسری کوئی بھاشا نہیں، ھندی کے بعد یہہ جگہ بنگلا کو حاصل ھے، پھر بھی بنگالی بھائی بنگال کے باھر تو ھندی کا ھی استعمال کرتے ھیں - ھندی بولنے والا جہاں جاتا ھے وھاں ھندی کو ھی استعمال کرتا ھے اور آس پر کسی کو اچنبھا نہیں ھوتا - ھندی بولنے والے دھرم پرچارک اور آردو کے مولوی سارے ھندوستان میں تقریریں ھندی ھی میں کرتے ھیں، اور ان پڑھ جنتا بھی آسے سمجھہ لیتی ھے - ان پڑھ گجراتی بھی آتر میں جاکر ھندی کا تھوڑا بہت استعمال کرلیتا ھے، یہاں تک کہ آتر کا بھیا بمبئی کے سیٹھہ کی دربان گیری کرتا ھوا بھی گجراتی بولنے سے انکار کرتا ھے، اور سیٹھہ بھیا کے ساتھہ ٹوٹی پھوٹی ھندی بولتا

شروع کر دیتا ھے ۔ میں نے دیکھا ھے کہ ٹھیٹھ دراوڑ صوبوں میں بھی ھندی کی آوازیں سنائی پڑتی ھیں ۔ یہہ کہنا ٹھیک نہیں کہ مدراس میں تو سب کام انگریزی سے چلتا ھے، میں نے وھاں بھی اپنا کام ھندی میں کیا ھے ۔ سینکڑوں مدراسی مسافروں کو میں نے دوسرے لوگوں کے ساتھہ ھندی میں بولتے سنا ھے ۔ پھر مدراس کے مسلمان بھائی تو ٹھیک ٹھیک ھندی بولنا جانتے ھیں ۔ یہاں یہہ یاد رکھنا چاھئے کہ سارے ھندوستان کے مسلمان آردو بولتے ھیں ۔ اور سب صوبوں میں اون کی گنتی کچھہ کم نہیں ھے۔ اس طرح ھندی بھاشا راشٹر بھاشا بن چکی ھے ۔ ھم نے بہت برس پہلے راشٹر بھاشا کے روپ میں اس کا استعمال کیا ھے ۔ آردو کا جنم بھی ھندی ھی کی اس شکتی میں سمایا ھوا ھے ۔ مسلمان بادشاہ فارسی عربی کو راشٹر بھاشا نہیں بنا سکے ۔ اونھوں نے ھندی گریمر کو مانا اور آردو لکھاوٹ کا استعمال کرکے فارسی لفظوں کا زیادہ استعمال کیا ۔ لیکن عام جنتا کے ساتھہ وہ اپنے کاروبار کو پردیسی بھاشا کے ذریعہ نہ چلا سکے ۔ انگریز حاکموں سے یہہ بات چھپی نہیں ھے ۔ جن لوگوں کو فوجی جاتیوں کا تجربہ ھے، وہ جانتے ھیں کہ سپاھیوں کے لئے ھندی یا آردو میں اشارے رکھنے پڑتے ھیں ۔

اس طرح ھم یہہ جانتے ھیں کہ راشٹر بھاشا تو ھندی

ھی ھو سکتی ھے ۔ پھر بھی مدراس کے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے یہہ سوال مشکل ضرور ھے ۔

دکھنی، گجراتی، سندھی اور بنگالی کے لئے تو یہہ بہت آسان ھے ۔ وہ کچھہ ھی مہینوں میں ھندی کا اچھا گیان حاصل کرکے راشٹر کا کاروبار اس میں چلا سکتے ھیں ۔ تامل بھائیوں کے لئے یہہ اتنا آسان نہیں ۔ تامل وغیرہ دراوڑ بھاشائیں ھیں، اور اُن کی بناوٹ اور گرامر سنسکرت سے بالکل ھی الگ ھے ۔ سنسکرت بھاشاؤں اور دراوڑ بھاشاؤں کے بیچ کچھہ شبدوں کی شرکت کو چھوڑکر دوسری کوئی زیادہ شرکت پائی نہیں جاتی ۔ لیکن یہہ مشکل آج کل کے پڑھے لکھے لوگوں کے لئے ھی ھے ۔ اُن کے دلوں میں جو اپنے دیش کا پریم ھے اُس پر بھروسہ کرتے ھوئے ھمیں ان سے یہہ اُمید رکھنے کا حق ھے کہ وہ خاص طور پر محنت کرکے ھندی سیکھہ لیں گے ۔ اگر ھندی کو اُس کا رتبہ حاصل ھوجائے تو آنے والے زمانے مین ھر ایک مدراسی پاٹھہ شالہ میں ھندی اپنی جگہہ بنالے، اور مدراس کو دوسرے صوبوں سے خاص واقفیت حاصل کرنے کا موقع مل جائے ۔ انگریزی بھاشا دراوڑ جنتا مین داخل نہیں ھوسکی ھے ۔ لیکن ھندی کو اپنا گھر بنانے مین وقت نہیں لگیگا .... تیلگو والے تو آج بھی اس کام میں کوشش کر رھے ھیں ۔ کون سی بھاشا راشٹر بھاشا

ھوسکتی ھے، اُس کے بارے میں یہہ کانفرنس کسی ایک فیصلے پر پہنچ سکے تو پھر اُس کام کو پورا کرنے کے لئے ترکیب سوچنے کی ضرورت پیدا ھوگی۔ جو ترکیبیں مادری بھاشا کے لئے ٹھیک ھیں، وھی ضروری پھیر پھار کے ساتھہ، راشٹر بھاشا کے لئے بھی ٹھیک ھوسکتی ھیں خاص کر گجراتی کو تعلیم کا ذریعہ بنانے کی کوشش تو زیادہ تر ھم ھی کو کرنی ھوگی لیکن راشٹر بھاشا کی تحریک میں تو سارا دیش ھاتھہ بٹائیگا۔

(تقریر جو گجرات شکشا پریشد کے سبھا پتی کی حیثیت سے کی - بھڑوچ - سنہ ۱۹۱۷ع)

(۳) بھاشا ماں کی برابر

بھاشا کا معاملہ بڑا بھاری اور بڑا ھی اھم ھے۔ اگر سب نیتا سب کام چھوڑکر صرف اسی بات پر لگے رھیں، تو بس ھے۔ اگر ھم لوگ بھاشا کے سوال کو کم اھم سمجھیں گے یا ادھر سے اپنا خیال ھٹالینگے، تو اس وقت لوگوں میں جو لہر چل رھی ھے، لوگوں کے دلوں میں جو خیال پیدا ھورھا ھے، وہ بیکار ھوجائیگا۔

بھاشا ماں کے برابر ھے۔ ماں پر ھمارا جو پریم ھونا چاھئے وہ ھم لوگوں میں نہیں ھے۔ مجھے تو ایسے سمیلن سے بھی اصل میں پریم نہیں ھے۔ تین دن کا جلسہ ھوگا، تین

دن کہه سنکر همیں جو کرنا هوگا، آسے هم بهول جائیں گے ۔ سبها پتی کے بهاشن میں زور نہیں هے ۔ جس چیز کی ضرورت هے، وه آس میں نہیں هے ۔ یہه تو هم پر اور هماری پرجا کے اوپر ایک بڑا دهبه هے که هماری بهاشا میں زور نہیں هے۔ جن میں سوچ وچار نہیں آن میں زور نہیں ۔ جب هم میں زور آئے گا تب هی هماری جنتا میں اور هماری بهاشا میں زور آئیگا۔

ودیشی بهاشا کے ذریعه آپ جو آزادی چاهتے هیں، وه نہیں مل سکتی، کیونکه اوس میں هم ماهر نہیں هیں۔ خوشی کی بات هے که اندور میں سب کام هندی میں هوتا هے، پهر بهی معاف کیجئگا، پردهان منتری صاحب کا جو خط آیا هے، وه انگریزی میں هے ۔ اندور کی پرجا یہه بات نہیں جانتی هوگی، پر میں اوسے بتلاتا هوں که یہاں عدالتوں میں پرجا کی عرضیاں هندی میں لی جاتی هیں، پر ججوں کے فیصلے اور وکیل بیرسٹروں کی بحث انگریزی میں هوتی هے ۔ میں پوچهتا هوں که اندور میں ایسا کیوں هوتا هے؟ هاں یہه ٹهیک هے، میں یہه مانتا هوں که انگریزی راج میں یہه تحریک کامیاب نہیں هو سکتی، مگر دیسی ریاستوں میں تو کامیاب هونا هی چاهئے ۔ پڑهے لکهے لوگ انگریزی کے موه میں پهنس گئے هیں، اپنی مادری بهاشا سے انہیں نفرت هوگئی هے ۔ گویا اصل ماں کے دوده میں زهر ملا هوا

ہے، اور دوسری ماں سے خالص دودھ ملتا ہے – لہذا اس خالص دودھ کے ملے ہماری ترقی ہونا ناممکن ہے – جو اندھا ہے، وہ دیکھ نہیں سکتا اور جو غلام ہے وہ نہیں جانتا کہ اپنی بیڑیاں کس طرح توڑے – پچاس برسوں سے ہم انگریزی کے موہ میں پھنسے ہیں – ہماری پرجا جہالت میں ڈوبی جا رہی ہے – سمیلن کو اس طرف خاص طور پر خیال رکھنا چاہئے ....

ہندی بھاشا کا وطن

ساہتیہ کا دائرہ بھاشا کی بھومی جاننے پر ہی طے ہو سکتا ہے – اگر ہندی بھاشا کی بھومی صرف اُتری صوبہ ہوگی، تو ساہتیہ کا دائرہ تنگ رہیگا – اگر ہندی بھاشا راشٹر بھاشا ہوگی تو ساہتیہ کی پھیلاوٹ بھی راشٹری ہوگی جیسے بھاشا کے بولنے والے ویسی بھاشا – بھاشا ساگر میں نہانے کے لئے پورب پچھم دکھن اُتر سے بڑے بڑے مہاتما آئینگے، تو ساگر کی بڑائی نہانے والوں کے لائق ہونا چاہئے – اس لئے ساہتیہ کی نظر سے بھی ہندی بھاشا کی جگہ سوچنے کے لائق ہے –

ہندی بھاشا کی پھیلاوٹ کا تھوڑا سا خیال کرنا ضروری ہے – میں کئی بار بیان کر چکا ہوں کہ **ہندی بھاشا وہ بھاشا ہے جس کو اتر میں ہندو مسلمان بولتے ہیں، اور جو ناگری یا فارسی لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہے** – یہہ ہندی

ایک دم سنسکرت لدی نہیں ہے، نہ وہ ایک دم فارسی شبدون سے لدی ہوئی ہے۔ دیہاتی بولی میں جو مٹھاس میں دیکھتا ہون وہ نہ لکھنؤ کے مسلمان بھائیون کی بولی میں، نہ آلہ آباد کے پنڈتون کی بولی میں پائی جاتی ہے۔ بھاشا وہی پیاری ہے، جس کو تمام لوگ سہج میں سمجھہ لین ۔ دیہاتی بولی سب سمجھتے ہیں، بھاشا کی جڑین کروڑون آدمیون میں ملین گی۔ ہمالیہ میں سے نکلتی ہوئی گنگا جی آخیر زمانے تک بہتی رہیگی۔ ایسی ہی دیہاتی ہندی کی عزت رہیگی، اور جیسے چھوٹی سی پہاڑی سے نکلتا ہوا جھرنا سوکھہ جاتا ہے، ویسی ہی سنسکرت سے دبی اور فارسی سے لدی ہندی کی حالت ہوگی۔

ہندو مسلمانوں کا فرق بناوٹی ہے

ہندو مسلمانون میں جو فرق کیا جاتا ہے، **وہ بناوٹی ہے ۔ ایسا ہی بناوٹی پن ہندی اور اردو بھاشا کے فرق میں ہے ۔ ہندوون کی بولی سے فارسی شبدون کو بالکل الگ کرنا اور مسلمانوں کی بولی سے سنسکرت کو بالکل الگ کر دینا غیر ضروری ہے** دونون کا قدرتی سنگم، گنگا جمنا کے سنگم سا خوبصورت، قائم رہیگا ۔ مجھے امید ہے کہ ہم ہندی آردو کے جھگڑے میں پڑ کر اپنی طاقت کم نہیں کرین گے ۔ لپی کی کچھہ تکلیف ضرور ہے ۔ مسلمان بھائی عربی لکھاوٹ میں ہی

لکھینگے، ھندو ناگری لپی میں لکھینگے - اس لئے راشٹر میں دونوں کی جگہہ ملنی چاھئے - عملداروں کو دونوں لکھاوٹوں کا لحاظ ضرور ھونا چاھئے - اس میں کچھہ مشکل نہیں ھے - آخر میں جس لکھاوٹ میں زیادہ آسانی ھوگی اس کی جیت ھوگی - بھارت ورش میں آپسی بیوھار کے لئے ایک بھاشا ھونی چاھئے، اس میں کچھہ شک نہیں ھے، اگر ھم ھندی آردو کا جھگڑا بھول جائیں - ھم جانتے ھیں کہ مسلمان بھائیوں کی تو آردو ھی راشٹری بھاشا ھے - اس بات سے یہہ بھی آسانی کے ساتھہ ثابت ھوتا ھے کہ ھندی یا آردو مغلوں کے زمانے سے راشٹر بھاشا بنتی جاتی تھی -

بھاشا کا لین دین

آج بھی ھندی سے مقابلہ کرنے والی دوسری کوئی بھاشا نہیں ھے - ھندی آردو کا جھگڑا چھوڑنے سے راشٹر بھاشا کا سوال آسان ھوجاتا ھے - ھندؤوں کو فارسی شبد تھوڑے بہت جاننے پڑینگے، مسلمان بھائیوں کو سنسکرت شبدوں کا گیان حاصل کرنا پڑیگا - ایسے لین دین سے اسلامی بھاشا کا بل بڑھ جائیگا اور ھندو مسلمانوں کی ایکتا کا ایک بڑا ذریعہ ھمارے ھاتھہ میں آجائیگا - انگریزی بھاشا کا موہ دور کرنے کے لئے اتنی زیادہ محنت کرنی پڑیگی کہ ھمیں لازم ھے کہ ھم ھندی آردو کا جھگڑا نہ آٹھاوین - لکھاوٹ کی تکرار بھی ھم کو نہ کرنی چاھئے - ... .

یہہ کہنا ضروری نہیں ھے کہ میں انگریزی بھاشا سے نفرت نہیں کرتا ھوں۔ انگریزی ساھتیہ بھنڈار سے میں نے بھی بہت رتنوں کا استعمال کیا ھے۔ انگریزی بھاشا کے ذریعہ ھم کو سائینس وغیرہ کی خوب جانکاری حاصل کرنی ھے اس لئے انگریزی کی جانکاری بھارت باسیوں کے لئے ضروری ھے۔ لیکن اس بھاشا کو اس کی ٹھیک ٹھیک جگہ دینا ایک بات ھے، اس کی پوجا کرنا دوسری بات ھے۔ ھندی۔ اردو راشٹر بھاشا ھونی چاھئے۔ اس بات کو صرف مان لینے سے ھمارا مطلب پورا نہیں ھوسکتا، تو پھر کس طرح ھم کامیاب ھوسکیں گے؟ جن ودوانوں نے اس منڈپ کو شان بخشی ھے، وہ بھی اپنی بات چیت سے ھم کو اس بارے میں ضرور کچھہ سنائیں گے۔ میں صرف بھاشا پرچار کے بارے میں کچھہ کہونگا۔ بھاشا پرچار کے لئے ھندی سکھانے والی کتاب ھونی چاھئے۔ ھندی بنگالی سیکھنے والوں کے لئے ایک چھوٹی سی کتاب میں نے دیکھی ھے، ویسی ھی مراٹھی میں بھی ھے۔ دوسری بھاشاؤں کے لئے ایسی کتابیں دیکھنے میں نہیں آئی ھیں۔ یہہ کام کرنا جیسا آسان ھے، ویسا ھی ضروری ھے مجھے امید ھے کہ یہہ کانفرنس اس کام کو جلدی سے اپنے ھاتھہ میں لیگی۔ ایسی کتابیں ودوان اور تجربہ رکھنے والوں سے لکھوانی چاھئیں۔ سب سے مشکل معاملہ دراوڑ بھاشاؤں کے لئے ھے۔ وھاں تو کچھہ کوشش ھی نہیں ھوئی ھے ھندی بھاشا

سکھانے والے، ماسٹرون کو تیار کرنا چاهئے ....

هندی بهاشا کی ایك بهی هر طرح پوری گرامر میرے دیکھنے میں نہیں آئی هے۔ جو هے، سو انگریزی میں ولایتی پادریوں کی بنائی هوئی هے۔ ایسی ایك گرامر ڈاکٹر کیلاگ کی بنائی هوئی هے هندوستان کی اور دوسری بهاشاؤں کا مقابله کرنے والی گرامر هماری بهاشا میں هونی چاهئے۔ هندی پریمی ودوانون سے میری عرض هے که وه اس کی کو دور کریں۔ هماری راشٹری سبهاؤں میں هندی بهاشا هی کا استعمال هونا ضروری هے۔ کانگریس کے کام کرنے والون اور ممبرون کے ذریعه یهه کوشش هونی چاهئے۔ میرا مطلب هے که یهه سبها ایسی پرارتهنا آینده هونے والی کانگریس میں اس کے آدمیون کے سامنے پیش کرے هماری قانونی سبهاؤں میں بهی راشٹر بهاشا سے کام چلنا چاهئے۔ جب تك ایسا نہیں هوتا تب تك پرجا کو ملك کے کاموں میں ٹهیك تعلیم نہیں مل سکتی هے، اس تعلیم سے آج پرجا خالی رهتی هے ....

(اندور میں ایك تقریر سنه ۱۹۱۸ع)

هندی هندستانی

چند سو عملدارون یا حاکون کی سہولیت کے لئے کڑوڑون لوگون کو ایك پردیسی بهاشا سیکھنی پڑتی هے۔ یهه بیهودے پن کی حد هے۔ اکثر هماری پچهلی مثالیں لے

کر یہہ ثابت کیا جاتا ھے کہ دیش کی مرکزی سرکار کو مضبوط بنانے کے لئے ایک راشٹری بھاشا کی ضرورت ھے۔ اس بارے میں بحث کی کوئی گنجایش نہیں کہ لوگوں کے لئے ایک ایسے ذریعہ کی جو سب کو منظور ھو ضرورت ھے ۔ لیکن انگریزی کو وہ جگہ نہیں دی جاسکتی ۔ حاکموں کو دیشی بھاشائیں اپنانی چاھئیں ۔ اس سوال پر غور کرنے والے ھر ایک آدمی کے لئے دھیان میں رکھنے کے لایق پہلی بات یہہ ھے کہ ۱۵۰ برس کے انگریزی راج کے بعد بھی انگریزی بھاشا ۔ ھندوستان کی راشٹر بھاشا کی جگہ حاصل کرنے میں ناکام ھوئی ھے ۔ ھاں اس میں شک نہیں کہ ایک طرح کی ٹوٹی پھوٹی انگریزی ھمارے شہروں میں اپنی کچھہ جگہ بنا پائی ھے ۔ لیکن اس حقیقت سے تو وہ لوگ ھی چوندھیا سکتے ھیں، جو بمبئی ۔ کلکتے ۔ جیسے شہروں میں بیٹھہ کر ھمارے راشٹری سوالوں پر غور کیا کرتے ھیں ۔ مگر آخر ایسے لوگ کتنے ھیں ؟ ھندوستان کی کل آبادی کے ۲ ک ۲ فی سیکڑہ ھی تو ھیں ۔ انگریزی کے حمایتی ایک دوسری بات یہہ بھی بھول جاتے ھیں کہ ھماری بہت سی دیشی بھاشائیں ایک دوسری سے ملتی جلتی ھیں اور اس لئے ایک مدراس صوبہ کو چھوڑکر باقی سب صوبوں کے لئے راشٹر بھاشا کے ناتے ھندی کے موافق ھیں ۔ ھندی کے اس لابھہ کو اور ھمارے حال کی

راشٹری بیداری کو دیکھتے ھوئے ھم انگریزی کو اپنی راشٹر بھاشا کے روپ میں کیسے مان سکتے ھیں۔

(ینگ انڈیا، ۲۱ مئی سنه ۱۹۲۰ع)

ھندی سیکھ لیجئے

مجھے پکّا وشواس ھے که کسی دن دراوڑ بھائی بہن جم کر ھندی سیکھینگے۔ آج انگریزی پر قابو پانے کے لئے وه جتنی محنت کرتے ھیں۔ آس کا آٹھواں حصه بھی ھندی سیکھنے میں کریں۔ تو باقی ھندوستان کے جو دروازے آج آن کے لئے بند ھیں وه کھل جائیں اور وه اس طرح ھمارے ساتھه ایک ھوجائیں جیسے پہلے کبھی نه تھے۔ میں جانتا ھوں که اس پر کچھه لوگ یهه کهینگے که یهه دلیل تو دونوں طرف لاگو ھوتی ھے۔ دراوڑ لوگوں کی گنتی کم ھے۔ اس لئے اس خیال سے که راشٹر کی شکتی فضول خرچ نه ھو۔ یهه ضروری ھے که ھندوستان کے باقی سب لوگوں کو دراوڑ دیس کے ساتھه بات چیت کرنے کے لئے تامل، تیلگو، کنڑه اور ملیالم سکھانے کے بدلے دراوڑ بھارت والوں کو باقی ھندوستان کی عام زبان سیکھه لینی چاھئے۔ اسی خیال سے پچھلے ۱۸ مہینوں سے الٰه آباد کے ھندی ساھتیه سمیلن کی طرح مدراس میں ھندی پرچار کا کام زور سے چل رھا ھے۔ پچھلے ھفته بمبئی میں اگروال مارواڑی جلسه ھوا تھا۔ میری اپیل کے جواب میں اس

سمیلن نے مدراس صوبہ میں پانچ سال تک ہندی پرچار کا کام کرنے کے لئے پانچ لاکھہ کا چندہ کرادیا ھے اس سے الہ آباد کے سمیلن کی اور ان دراوڑ بھائی بہنوں کی ذمہ داری بڑہ جاتی ھے جو میرے ساتھہ یہہ مانتے ھیں کہ پوری طرح راشٹری اتّحاد کے لئے مدراس والوں کو ہندی سیکھہ لینی چاھئے - کوئی بھی دراوڑ یہہ نہ سوچے کہ ہندی سیکھنا ذرا بھی مشکل ھے - اگر روز کے دل بہلاؤ کے وقت میں سے قاعدے کے ساتھہ تھوڑا سمے نکالا جائے تو معمولی آدمی ایک سال میں ہندی سیکھہ سکتا ھے - میں تو یہہ بھی سوجھانے کی ہمت کرتا ھوں کہ اب بڑی بڑی میونسپلٹیاں اپنے مدرسوں میں ہندی کی پڑھائی کو اختیاری بنائیں - میں اپنے تجربے سے یہہ کہہ سکتا ھوں کہ دراوڑ بالک بڑی آسانی سے ہندی سیکھہ لیتے ھیں - شاید کچھہ وھی لوگ یہہ جانتے ھونگے کہ دکھنی - افریقہ میں رھنے والے لگ بھگ سبھی - تامل - تیلگو بولنے والے لوگ ہندی سمجھتے ھیں اور آپس میں بات چیت کرسکتے ھیں - اس لئے میں حوصلہ کرکے چاھتا ھوں کہ کُھلے دل مارواڑیوں نے مفت ہندی سیکھنے کی جو سہولیت پیدا کردی ھے، مدراس کے نوجوان اس کی قدر کریں گے یعنی وہ اس سہولیت سے فائدہ اٹھائینگے -

(ینگ انڈیا ۱۶ جون سنہ ۱۹۲۰ع)

ہندستانی اور کانگریس

میں دیکھتا ہوں کہ اب کانگریس کا سارا کام خاص کر ہندوستانی میں ہونے کی وجہ سے شریمتی اینی بیسنٹ ناراض ہوئی ہیں، اور مجھے تعجب ہے کہ وہ اس نتیجہ پر پہنچی ہیں کہ اس سے کانگریس راشٹری نہ رہکر ایک صوبائی سبھا بن گئی ہے – میرے دل میں شریمتی بیسنٹ کے لئے اور اُن کی بھارت سیوا کے لئے بہت عزت ہے – ہندوستان کے لئے آزادی کے خیال کو جتنا اُنہوں نے لوگوں میں پیارا بنایا، اتنا دوسرے کسی نے نہیں بنایا – ہم میں سے جو اونچے درجے کے ہیں، اور عمر میں چھوٹے ہیں وہ بھی اُن کی محنت، اُن کی لگن اور اُن کی ہمت کو پا نہیں سکتے – اُنہوں نے اپنا سب کچھہ ہندوستان کی سیوا کے لئے دے ڈالا ہے – اپنی جوان عمر کا بہترین حصہ اُنہوں نے ہندوستان کی سیوا میں خرچ کیا ہے اور اُس کی وجہ سے وہ شاید لوکمانیہ تلک کے بعد دوسرے نمبر پر لوگوں کی محبت حاصل کر سکی ہیں – ہونا بھی یہی چاہئے تھا – لیکن آج کل چونکہ زیادہ تر پڑھے لکھے ہندوستانیوں کو اُن کے وچار پسند نہیں آتے ہیں، اس لئے لوگوں میں ان کی عزت کچھہ کم ہو رہی ہے اور اُن کے اس وچار پر کہ ہندوستانی کے استعمال سے کانگریس ایک صوبائی سبھا بن گئی ہے پبلک طور سے خیال ظاہر

کرتے ھوئے مجھے دکھہ ھوتا ھے - میری حقیر رائے میں یہہ ایک بڑی بھاری بھول ھے اور اس کی طرف سب کا دھیان کھینچنا میرا فرض ھوجاتا ھے سنہ ۱۹۱۵ع سے میں ایک کے سوا کانگریس کی سبھی بیٹھکیوں میں شامل ھوا ھوں اس کے کاروبار کو انگریزی کے بدلے ھندوستانی میں چلانے کے فائدوں کا خیال کرکے میں نے خاص طور سے اس زبان کو استعمال کیا ھے - میں نے سیکڑوں ڈیلی گیٹوں اور ھزاروں ملنے جُلنے والوں سے اس کی چرچا کی ھے - لوک مانیہ تلک اور شریمتی بیسنٹ اور سب ھی کام کرنے والوں کے مقابلے میں - میں شاید سارے دیش میں زیادہ گھوما پھرا ھوں اور پڑھے لکھوں اور اَن پڑھوں کو ملاکر سب سے زیادہ لوگوں سے ملا ھوں اور میں سوچ سمجھہ کر اس نتیجہ پر پہنچا ھوں کہ دیش کا کاروبار چلانے کے لئے یا سوچنے سمجھنے کے لئے ھندوستانی کو (یعنی آردو اور ھندی کے ملاپ سے پیدا ھونے والی بھاشا) چھوڑکر دوسری کوئی بھاشا شاید ھی راشٹری بھاشا بن سکے - ساتھہ ھی اب تک کے تجربے کی بناء پر میری یہہ پکی رائے بنی ھے کہ پچھلے دو سالوں کو چھوڑکر باقی سب سالوں میں کانگریس کا قریب قریب سارا ھی کام انگریزی میں چلانے سے راشٹر کو بہت نقصان اٹھانا پڑا ھے - اس کے علاوہ میں یہہ بھی کہنا چاھتا ھوں کہ ایک مدراس صوبہ کو چھوڑکر باقی سب جگہ

راشٹری کانگریس کے دیکھنے والوں اور ڈیلی گیٹوں کی بڑی تعداد انگریزی کے مقابلے میں هندوستانی کو همیشه هی زیاده سمجهه سکی هے۔ اس کا ایك حیران کن نتیجه یهه هوا هے که ان تمام برسوں کے لمبے وقت میں کانگریس دکهانے بهر کو راشٹری رهی هے۔ لوگوں کی تعلیم کی سچی کسوٹی پر اُسے کسیں، اُس کی قیمت لگائیں تو کهنا پڑیگا که وه کبهی راشٹری نهیں تهی۔ دنیا کا دوسرا کوئی دیش هوتا تو اُس طرح کی جماعت جس کے لئے هر سال لوگوں کا پیار بڑهتا رها هے اپنی زندگی کے ۴۴ سالوں میں عام لوگوں کے سامنے اُن کی اپنی بهاشا میں طرح طرح کے سوالوں کی چرچا کرکے اُنهیں حل کرتی اور اس طرح لوگوں کو راج نیتی کی تعلیم دیتی۔ اس لئے کانگریس کی پچهلی بیٹهك میں دوسری کمیاں چاهے جو رهی هوں، پهر بهی اس میں شك نهیں که وه اس سے پهلے کی بیٹهکوں کے مقابلے زیاده راشٹری تهی اور وه اس وجه سے که زیاده تر دیکهنے آنے والے اور ڈیلی گیٹ اس کے کام کاج کو سمجهه سکے تهے۔ اگر سننے والے شریمتی بیسنٹ کی تقریر سننا نه چاهتے تهے یا وه اُکتا گئے تهے تو اس لئے نهیں اُکتائے تهے که اُنهیں اُن کی بات سننی پسند نه تهی یا یهه که اُن کے دل میں شریمتی بیسنٹ کی عزت نه تهی بلکه وجه اس کی یهه تهی که بهاشن کے بهت قیمتی اور دلچسپ هوتے هوئے بهی وه

آسے سمجھہ نہیں پاتے تھے اور جیسے جیسے راشٹری خیال
جاگیگا اور تعلیم کی بھوک کُھلیگی اور کُھلنی بھی چاھئے،
ویسے ویسے انگریزی میں بولنے والوں کے لئے اپنے عام سننے
والوں کا منظور نظر بننا زیادہ سے زیادہ کٹھن ھوتا
جائیگا، خواہ بولنے والا کتنا ھی با اثر اور لوگوں کا
پیارا کیوں نہ ھو۔ اس لئے میں مدارس صوبہ کی جنتا سے
پرارتھنا کرتا ھوں کہ وہ اس بات کو سمجھہ لے کہ لوک سیوا
کا کام کرنے والوں کے لئے ھندوستانی سیکھنا ضروری
ھے۔ مدراس کے سوا دوسرے سب ھی صوبوں کے سننے
والے بنا دقت کے کم و بیش ھندوستانی سمجھہ سکتے ھیں۔
دیانند سرسوتی آتر ھندوستان کے باھر کی جنتا کو بھی
اپنے ھندوستانی بھاشنوں کے بس میں کر لیتے تھے اور عام
لوگ بھی بنا کسی دقت کے آن کی بات کو سمجھہ سکتے
تھے۔ کانگریس کا سارا کام انگریزی میں چلتا رھا،
اس سے سنج مچ راشٹر کو بہت نقصان آٹھانا پڑا ھے۔
اس کا مطلب یہہ ھوتا ھے کہ ساڑھے اکتیس کڑور
کی آبادی میں صرف تین کڑور ۸۰ لاکھہ سے کچھہ اوپر
مدراسی لوگ ھندوستانی بولنے والوں کی بات کو سمجھہ
نہیں سکتے۔ میں نے اس میں مسلمانوں کی گنتی نہیں کی ھے
کیونکہ سب ھی جانتے ھیں کہ مدراس علاقہ کے زیادہ تر
مسلمان ھندوستانی سمجھتے ھیں۔ تو پھر سوال یہہ رھتا ھے
کہ اس علاقہ کے ۳۸۰ لاکھہ لوگوں کا دھرم کیا ھے؟
کیا آن کے لئے ھندوستان انگریزی سیکھے یا پھر باقی

۲۷۷۰ لاکھ ھندوستانیوں کے لئے انہیں ھندوستانی سیکھنی چاھئے ۔ سورگ باسی نیائے مورتی کرشن سوامی نے اپنی تیز عقل سے اس بات کو تاڑ لیا تھا اور منظور کیا تھا کہ دیش کے الگ الگ حصوں میں آپس کے کاروبار کے لئے ھندوستانی ھی ایک ذریعہ بن سکتی ھے ۔ میں نہیں جانتا کہ آجکل کوئی بات اس اصول کے خلاف ھو۔ یہہ کبھی ھو نہیں سکتا کہ ھزاروں لوگ انگریزی بھاشا کو اپنا ذریعہ بنائیں اور اگر یہہ ممکن ھو تو بھی یہہ بات ماننے کے قابل نہیں ۔ اس کی سیدھی سادی وجہ یہہ ھے کہ انگریزی کے ذریعہ چلنے والا اونچے درجے کا گیان عام لوگوں تک پہنچ نہیں سکتا، یہہ تو تب ھی ھو سکتا ھے جب اس گیان کا پھیلاؤ اوپر کے درجے والوں میں بھی کسی دیشی بھاشا کے ذریعہ ھو ۔ جیسے سر جگدیش چندر بوس کی رچناؤں کو بنگلا سے گجراتی میں آتارنا، مقابلے کے انگریزی گرنتھوں کو گجراتی میں آتارنے کی نسبت آسان ھے ۔ اور اس بات کا مطلب کیا کہ باقی ھندوستان کے لئے مدراسیوں کو ھندوستانی سیکھنی چاھئے ۔ اس کا مطلب یہی ھے کہ مدراس کے جو لوک سیوک ھندوستان کے بار کام کرنا چاھتے ھیں انہیں ھر روز ایک گھنٹے کے کے حساب سے اپنا ایک سال ھندوستانی سیکھنے میں صرف کرنا چاھئے ۔ ایک سال ایسی کوشش کے بعد کئی ھزار مدراسی کم سے کم کانگریس کارروائی کا نچوڑ

تو سمجھنے لگیں گے ۔ مدراس صوبے کے کئی حصوں میں ہندی پرچار سبھا کے دفتر قائم ہو چکے ہیں جہاں ہندوستانی سیکھنے کی خواہش رکھنے والوں کو بنا فیس کے ہندوستانی سکھائی جاتی ہے ۔

("ینگ انڈیا" ۲۱ جنوری سنہ ۱۹۲۱ع)

سرکاری زبان

ایک خاص میعاد کے اندر ہر صوبے کی عدالتوں اور اسیمبلیوں کا کام کاج اُسی صوبے کی بھاشا میں جاری ہو جانا چاہئے ۔ اپیل کی آخری عدالت کی زبان ہندوستانی قرار دی جائے ۔ لکھاوٹ چاہے دیو ناگری ہو یا فارسی ۔ مرکزی سرکاری اور بڑی اسیمبلیوں کی بھاشا بھی ہندستانی ہی ہو ۔ انتر راشٹری راج بیوہار کی بھاشا انگریزی رہے ۔ مجھے بھروسہ ہے کہ اگر آپ کو یہہ تجویز اپنے وچار کے مطابق نظر نہ آئی اور آپ نے یہہ خیال کیا کہ میں سوراج کی خواہش میں حد سے باہر چلا گیا ہوں تو بھی آپ چھوٹتے ہی اسکی ہنسی نہ اڑانے لگینگے ۔ گو کہ آج ہمارے پاس ان چیزوں کے لینے یا پانے کی طاقت نہ ہو مگر سوال یہہ ہے کہ ہم انہیں حاصل بھی کرنا چاہتے ہیں یا نہیں ۔ آئیے پہلے ہم کم سے کم اپنی اس تمنا ہی کو بڑھائیں ۔

("ہندی نوجیون" ۲۶ دسمبر سنہ ۱۹۲۴ع)

کانگریس کا فیصلہ

”یہہ کانگریس طے کرتی ہے (قانون کی ۳۳ویں دفعہ کو اس طرح ٹھیک کیا جائے) کہ کانگریس کا، کانگریس کی شاخوں کا اور کاریہ کارنی سمتی کا کام کاج عام طور پر ہندستانی مین چلایا جائیگا۔ جو بولنے والے ہندستانی میں بول نہیں سکتے اُن کے لئے یا جب ضرورت ہو تب انگریزی کا یا کسی صوبائی بھاشا کا استعمال کیا جا سکیگا۔ صوبائی کمیٹیوں کا کام عام طور پر اُن ہی صوبوں کی بھاشاؤں میں کیا جائیگا۔ ہندستانی کا استعمال بھی کیا جا سکتا ہے۔

(کانپور سنہ ۱۹۲۵ع)

ہندستانی کے استعمال کے بارے میں جو ٹھراؤ پاس ہوا ہے وہ لوك رائے کو بہت آگے لے جانے والا ہے۔ ہمیں اب تك اپنا کام کاج زیادہ تر انگریزی میں کرنا پڑتا ہے۔ یہہ بلاشك ڈیلیگیٹوں اور کانگریس کی بڑی کمیٹی کے زیادہ تر ممبرں پر ایك ظلم ہے۔ اس بارے میں کسی نہ کسی دن ہمیں آخری فیصلہ کرنا ہی ہوگا۔ جب ایسا ہوگا تب کچھہ وقت کے لئے تھوڑی دقتیں پیدا ہونگی، تھوڑی بے چینی بھی رہیگی، لیکن راشٹر کی ترقی کے لئے یہہ اچھا ہی ہوگا کہ جتنی جلدی ہو سکے ہم اپنا کام ہندستانی میں کرنے لگیں۔

(ینگ انڈیا ۷ ستمبر سنہ ۲۶۹۱)

جہاں تک ہوسکے کانگریس میں ہندی اُردو کا ہی استعمال کیا جائے یہہ ایک ٹھراؤ مانا جائیگا ۔ اگر کانگریس کے سب ہی ممبر اس ٹھراؤ کو مان کر چلیں اور اس پر عمل کریں تو کانگریس کے کام میں غریبوں کی دلچسپی بڑھ جائے ۔

(نوجیون ۔ ۳ ستمبر سنہ ۱۹۲۶ع)

جلسوں کی بھاشا

معلوم ہوتا ہے کہ سبھاؤں کے انتظام کرنے والوں کو بار بار اس بات کی یاد دلاتے رہنے کی ضرورت ہے کہ جنتا سے باتیں کرنے کی بھاشا انگریزی نہیں بلکہ ہندی یا ہندوستانی ہے ۔ میں نے دیکھا ہے کہ سنہ ۱۹۲۹ع کے خلاف اس بار اس دورے میں مجھے جو ایڈریس ملے ہیں، وہ زیادہ تر تقریباً انگریزی میں ہی تھے ۔ یہہ بات زیادہ صاف جھریا میں دکھائی پڑنے لگی، جہاں کوئلے کی کھانوں کے مزدوروں کی طرف سے مجھے انگریزی میں مان پتر دینے کی کوشش کی گئی ۔ اور وہ بھی ایک ایسی سبھا میں، جس میں ہزاروں آدمی تھے مگر اون میں سے شائد ۵۰ آدمی بھی انگریزی نہ سمجھہ سکتے ہوں ۔ اگر وہ ایڈریس ہندی میں ہوتا تو بہت زیادہ لوگ اُسے آسانی سے سمجھہ سکتے ۔ اس سبھا کے کام کرنے والے بنگالی تھے ۔ اگر وہ ایڈریس میری خاطر انگریزی

میں لکھا گیا تھا ۔ تو یہہ بالکل غیر ضروری تھا ۔ ایڈریس بنگلا میں لکھا جا سکتا تھا ۔ اور اُس کا ترجمہ ھندی میں یا انگریزی ھی تیار کرالیا جا سکتا تھا مگر اُن سننے والوں پر انگریزی کا وار کرنا اُن کا اپمان کرنا تھا ۔ میں اُمید کرتا ھوں کہ وہ دن آرھے ھیں جب کسی سبھا کی کارروائی ایسی کسی بھاشا میں ھوگی جسے سبھا کے زیادہ تر لوگ نہ جانتے ھوں تو لوگ اُس سبھا سے اُٹھہ کر چل دیں گے ۔ جھریا کی سبھا کے سبھاپتی کی تعریف میں یہہ کہنا چاھئے کہ جیوں ھی میں نے اس طرف اُن کو توجہ دلائی اُنھوں نے اُسے سمجھہ لیا اور بڑی شرافت سے اُس ایڈریس کو بنا پڑھے ھی پڑھا ھوا مان لینے دیا ۔ یہہ واقعہ سبھا کے سب ھی انتظام کرنے والوں کے لئے ایک چیتاونی بن جانی چاھئے ۔ خاص کر آندھر دیش، تامل ناڈ کریلا اور کرناٹک والوں کے متعلق میں ان کی مشکلیں جانتا ھوں ۔ مگر اب کوئی ۶ سال سے اُنکے بیچ ھندی کا پرچار کرنے کے لئے ایک سنستھا کام کر رھی ھے ۔ اُنکے ایڈریس اپنے اپنے صوبے کی بھاشاؤں میں ھونے چاھئیں اور میرے سمجھنے کے لئے اُن کے ھندی ترجمے کرا لینے چاھئیں ۔ میں نے ڈراوردیش کے لئے ھمیشہ چھوٹ دی ھے اور جب کبھی انھوں نے چاھا ھے اپنا بھاشن انگریزی میں ھی کیا ھے ۔ مگر میں یہہ سوچتا ھوں کہ اب وہ وقت آگیا ھے جب انہیں بڑی اور عام سبھاؤں کے لئے انگریزی کا آسرا چھوڑ دینا چاھئے ۔ سچ پوچھو تو ھندی سیکھنے

سے انکار کرکے ھمارے انگریزی دان نیتا ھی جنتا میں ھماری تیز رفتاری کے راستے میں روڑے اٹکا رھے ھیں ۔ ھندی تو ڈراوڑ دیشوں میں بھی تین مہینے کے اندر اندر سیکھہ لی جا سکتی ھے ، اگر آسے روز ۳ گھنٹے کا وقت دیا جائے ۔ اگر انہیں اس میں کوئی شك ھو تو وہ ایك بار 'ھندی ساھیتہ سمیلن' الہ آباد کے نیچے چلنے والے مدراس کی ھندی پرچار سبھا کو آزما دیکھیں ۔ ...... ھندستان کے ۲۰ کڑوڑ آدمی ھندی سمجھتے ھیں ۔ آس ھندی کو نہ سیکھنے کے لئے سستی اور شوق نہ ھونے کے علاوہ دوسرا کوئی بہانہ ھو نہیں سکتا ۔

(ھندی نوجیون ۔ ۲۰ جنوری سنہ ۱۹۲۷ع)

ایک ھی لکھاوٹ

ایك لکھاوٹ ایك بھاشا کے پرچار کو بہت آسان کردیگی ۔ پر دونوں کام ایك حد تك ھی ساتھہ چل سکتے ھیں ۔ ھندی یا ھندوستانی کے پرچار کا مطلب یہہ بالکل نہیں کہ وہ صوبائی بھاشاؤں کی جگہ حاصل کرلے ۔ یہہ تو آن کی مدد کے لئے اور آنتر صوبائی کاموں کے لئے ھے ۔ جب تك ھندو مسلم نفرت قائم رھیگی تب تك آس کا روپ الگ الگ رھیگا ۔ وہ کہیں تو فارسی لکھاوٹ میں لکھی جائیگی اور آس میں فارسی اور عربی شبدوں کی بہتات ھوگی ، کہیں وہ دیوناگری لکھاوٹ میں لکھی

جائیگی اور تب اُس میں سنسکرت شبدوں کی بہتات ھوگی ۔ جب دونوں دل ایك ھوجائینگے تب ایك ھی بھاشا کے یہہ دونوں روپ بھی ایك ھوجائیں گے اور اُسکے اُس عام روپ میں سنسکرت، فارسی، عربی وغیرہ وہ سب ھی شبد ھوں گے، جو اُس کی پوری ترقی کے لئے ضروری ھوں گے ۔ لیکن الگ الگ صوبوں کی بھاشاؤں کا مطالعہ کرنے میں لوگوں کو مشکل نہ ھو اُس کے لئے ضرور ھی ایك لکھاوٹ کے پرچار کا یہہ مقصد ھے کہ وہ دسری تمام لکھاوٹوں کی جگہہ حاصل کرلے ۔ اس مقصد کو پورا کرنے کا سب سے اچھا طریقہ یہہ ھے کہ تمام سکولوں میں ھندؤں کے لئے دیوناگری کا پڑھا ضروری کردیا جائے، جیسے کہ گجرات میں کیا جاتا ھے اور دوسرے الگ الگ بھارتی بھاشاؤں کا بہت اچھا لٹریچر دیوناگری میں چھاپنا شروع کردیا جائے ۔ کچھہ حد تك یہہ کوشش کی بھی گئی ھے ۔ میں نے دیوناگری لکھاوٹ میں چھپی گیتانجلی دیکھی ھے ۔ مگر یہہ کوشش بہت بڑے پیمانے پر کی جانی چاھئے اور ایسی کتابوں کے چھاپنے کے لئے پرچار ھونا چاھئے ۔ اگرچہ میں جانتا ھوں کہ ھندوؤں اور مسلمانوں کو ایك دوسرے کے نزدیك لانے کے لئے تجویزیں کرنا آج کل کے وقت کے رنگ ڈھنگ کے خلاف ھے تب بھی میں اس بات کو ان کالموں میں اور بھی کئی مرتبہ کہہ چکا ھوں ۔

ھندو اردو اور مسلمان ھندی سیکھیں

اسے پھر یہاں دُھرائے بنا نہیں رہ سکتا کہ اگر ھندو اپنے بھائیوں کے نزدیک آنا چاھتے ھیں تو اونہیں اُردو پڑھنی ھی چاھئے - اور ھندو بھائیوں کے نزدیک آنے کی خواھش رکھنے والے مسلمان کو بھی ھندی ضرور سیکھ لینی چاھئے - ھندو اور مسلمان کی سچی ایکتا میں جن کا وشواس ھے، وہ باھمی نفرت کے ان خوفناک نظاروں کو دیکھہ کر پریشان نہ ھوں، اگر اون کا وشواس سچا ھے تو وہ جہاں جہاں ممکن ھوگا وھاں وھاں موقعہ ملنے پر ضرور آن کو رواداری، پریم اور ایک دوسرے کے لئے انسانیت کے کام کرنے پر آبھاریگا - اور دوسرے کی بھاشا سیکھنا تو اس راستے میں سب سے پہلی بات ھے - کیا ھندوں کے لئے یہہ اچھا نہیں کہ وہ بھگتی بھرے دل والے مسلمانوں کی لکھی ھوئی مستند کتابوں کو پڑھیں اور یہہ جانیں کہ وہ قران اور پیغمبر صاحب کے بارے میں کیا لکھتے ھیں - اسی طرح کیا مسلمانوں کے لئے بھی یہہ اچھا نہیں کہ بڑے بڑے ھندو بھگتوں کی لکھی دھارمک کتابوں کو پڑھکر وہ یہہ جان لیں کہ گیتا اور شری کرشن کے بارے میں ھندؤں کا کیا خیال ھے - بجائے اس کے کہ دونوں گروہ ان تمام خراب باتوں کو جانیں جو ایک دوسرے کی دھارمک کتابوں اور آن کے بدلے جانے کے

بارے میں جاهلوں اور توڑ مڑور کر بات کہنے والوں کی زبانی کہی جائیں۔

(نوجیون - ۲۱ جولائی سنه ۱۹۲۷ع)

پاگل پن

سنسکرت سیکھنا هر ایك هندوستانی ودیارتهی کا فرض هے هندؤں کا تو هے هی مگر مسلمانوں کا بهی هے۔ کیونکه آخر آن کے باپ دادا بهی تو رام اور کرشن هی تهے جن کے پہچاننے کے لئے اونہیں سنسکرت جاننی چاهئے۔ لیکن مسلمانوں کے ساتهه تعلق رکهنے کے لئے آن کی بهاشا سیکهنا هندؤں کا بهی فرض هے۔ آج هم ایك دوسرے کی بهاشا سے بهاگتے پهرتے هیں کیونکه هم پاگل بن گئے هیں۔ یهه ٹهیك سمجهئی که جو سنستها آپس میں نفرت کرنا اور ڈرنا سکهلاتی هے وه راشٹری نہیں هے"۔

(گروکل کانگڑی)

هندوستانی کٹهن نہیں

...........هندستانی جاننے والوں کے مقابلے میں انگریزی جاننے والے هندستانیوں کی گنتی کتنی کم هے۔ انگریزی جاننے سے تهوڑے هی لوگوں کے ساتهه بات چیت کرنے کے دروازے کهلتے هین۔ اس کے برخلاف هندستانی

سے کام چلاؤ واقفیت اپنے دیش کے بہت ھی زیادہ بھائی بہنوں کے ساتھہ بات چیت کرنے کی طاقت دیتی ھے۔ میں آمید کرتا ھوں کہ اگلی کانگریس میں بنگال اور مدراس کے بھائی ھندستانی کی کام چلاؤ واقفیت حاصل کرکے جائیں گے – جس بھاشا کو جنتا کے زیادہ لوگ سمجھتے ھیں اگر ھماری سب سے بڑی سبھا آس بھاشا میں اپنا کام نہ چ ئے تو سچ مچ ھی وہ جنتا کے لئے سبق سیکھنے کی چیز نہیں بن سکتی – میں دراوڑ بھائیوں کی مشکل کو سمجھتا ھوں لیکن جنم بھومی کی طرف آن کے پریم اور اور لگن کے سامنے کوئی چیز کٹھن نہیں –

(ینگ انڈیا – ۲ فروری سنہ ۱۹۲۹ع)

صرف ھندستانی راشٹر بھاشا ھوسکتی ھے

اگرچہ مجھے معلوم ھے کہ نوجیون کو ھندی میں چھاپ کر نکالنا مشکل کام ھے تب بھی دوستوں کے کہنے پر اور ساتھیوں کے شوق سے مجبور ھوکر نوجیون کا ھندی ترجمہ نکالنے کی ھمت کرتا ھوں – اپنے وچاروں پر میرا یقین ھے اور میرا وشواس ھے کہ آن کے مان لینے سے جنتا کو فائدہ ھوگا – اس لئے آن کو ھندی میں ظاھر کرنے کی خواھش مجھے بہت زمانہ سے تھی – لیکن آج تک پرماتما نے آسے پورا نہیں کیا تھا – ھندستانی کے سوا دوسری بھاشا راشٹر بھاشا نہیں ھوسکتی – اس میں کچھہ

بهی شک نهین ہے۔ جس بهاشا کو کڑورون هندو مسلمان بول سکتے هین وهی تمام بهارت ورش کی مانی هوئی بهاشا هو سکتی هے۔

جب تک اس مین نوجیون نه نکالا گیا تب تک مجهے دکهه تها ۔ هندستانی بهاشا کے پریمی هندی نوجیون مین اونچی قسم کی هندی کی آمید نه رکهیں ۔ نوجیون اور ینگ انڈیا کا ترجمه هی اس مین دنیا ممکن هے۔ مجهے نه تو اتنا وقت هے که همیشه هندستانی مین لیکهه وغیره لکهه کر دے سکون اور نه هندوستانی لکهنے کی زیاده قابلیت مجهه مین هے ۔

هندستانی بهاشا کا پرچار اس حوصلے کا خاص مطلب نهین هے ۔ هندستانی بهاشا جاننے والے جب تک شانتی کے اصول اچهی طرح سمجهه نه لین گے تب تک کامیابی ناممکن سی هے ۔ اس لئے هندی نوجیون کی ضرورت تهی۔ پرماتما سے دعا هے که جو لوگ صرف هندستانی سمجهتے هین انکی هندی نوجیون مدد کرے۔

(هندی نوجیون ۔ ۱۹ اگست سنه ۱۹۳۹)

”هندی هندستانی“

میں نے ابهی ”هندی هندستانی“ شبد کا استعمال کیا هے۔ سنه ۱۹۱۸ ع میں جب آپ نے مجهکو عهده دیا تها

تب بھی میں نے یہی کہا تھا کہ **ھندی اس بھاشا کا نام ھے جسے ھندو اور مسلمان قدرتی طور پر بغیر کوشش کے بولتے ھیں، ھندوستانی اور اردو میں کوئی فرق نہیں ھے۔ دیوناگری لکھاوٹ میں لکھی جانے پر وہ ھندی، اور عربی میں لکھی جانے پر اردو کھی جاتی ھے۔** جو لکھنے والا یا تقریر کرنے والا چن چن کر سنسکرت یا عربی فارسی کے شبدوں کا ھی استعمال کرتا ھے وہ دیش کا نقصان کرتا ھے۔ ھماری راشٹر بھاشا میں وہ سب طرح کے شبد آنے چاھیں جو جنتا میں کام آنے لگے ھیں۔ پھیلی ھوئی بھاشا میں یہہ طاقت رھتی ھی ھے اسی لئے تو وہ سب جگہہ کام میں آتی ھے۔ انگریزی نے کیا نہیں لیا ھے، لاطینی اور یونانی سے کتنے ھی محاورے انگریزی میں لئے گئے ھیں۔ آج کل کی بھاشاؤں کو بھی وہ لوگ نہیں چھوڑتے۔ اس بارے میں اُن کی غیر طرفداری تعریف کے لائق ھے۔ ھندوستانی شبد انگریزی میں کافی آگئے ھیں، کچھہ افریقہ سے بھی لئے گئے ھیں۔ اسی میں اُن کا فری ٹریڈ قائم ھے۔ پر میرے یہہ سب کہنے کا مطلب یہہ نہیں ھے کہ بغیر موقع کے ھی ھم دوسری بھاشاؤں کے شبد لیں جیسا کہ آج کل انگریزی

پڑھے لکھے نوجوان کیا کرتے ھیں - اس کام میں سوچ وچار کی نظر تو رکھنی ھی چاھئے - ھم کنگال نہیں ھیں پر کنجوس بھی نہیں بنتے - کرسی کو خوشی سے کرسی ھی کہینگے ' اس کے لئے 'پر ادھیہ پلک - پد' شبد کا استعمال نہیں کرینگے - اس موقع پر اپنے دکھہ کی بھی کچھہ کہانی کہہ دوں - ھندی بھاشا راشٹر بھاشا بنے یا نہ بنے میں اسے چھوڑ نہیں سکتا - تلسی داس کا پجاری ھونے کی وجہ سے ھندی پر میرا موہ رھیگا - لیکن ھندی بولنے والوں میں رویندر ناتھہ کہاں ھیں' پرفلا چندر رائے کہاں ھیں' ایسے اور بھی نام میں بتا سکتا ھوں - میں جانتا ھوں کہ میرے یا میرے جیسے ھزاروں کے چاھنے سے بھی ایسے آدمی تھوڑا ھی پیدا ھونے والے ھیں - لیکن جس بھاشا کو راشٹر بھاشا بنا ھے اس میں ایسے بڑے بڑے آدمیوں کے ھونے کی امید رکھی ھی جائیگی -

(اندور - ۲۰ اپریل سنہ ۱۹۳۵ع)

ھندی یا ھندستانی

اس پرچے میں دوسری جگہ پڑھنے والے ایک محترم دوست کا لکھا ھوا ایک بہت اشتیاق بھرا خط پڑھیں گے - یہہ خط ناگپور میں جمع ھوئے آن ڈیلیگیٹوں کے سامنے پڑھا گیا تھا جنہوں نے وھاں بھارتی ساھیتہ پرشد قائم

کی ھے۔ اسی طرح کا ایک خط ایک مسلمان دوست نے بھی بھیجا ھے اور اس کے ساتھہ اسی مضمون پر لکھا ھوا ۲۷ اپریل کے بمبئی کرانیکل کا لیڈنگ آرٹیکل بھی بھیجا ھے۔ یہہ خط اور لیکھہ مختلف صوبوں کے لئے ایک ھی بھاشا کے بارے میں میرے وچاروں سے ملتے جلتے وچار بھی ظاھر کرتے ھیں۔ پھر بھی مجھے ڈر ھے کہ اس بارے میں میں نے جو طے کیا ھے اس میں شاید کچھہ کمیاں رہ گئی ھیں۔ اس لئے انہیں سب کے سامنے رکھہ دینا ضروری ھے۔ اگر انہیں کمیاں مان بھی لیا جائے تو وہ ایک ایسے ارادے پر مبنی ھیں جو میرے دوستوں سے چھپا ھوا نہیں ھے۔ شروع ھی میں اس شک کو دور کر دینا چاھتا ھوں جو بعض مسلمانوں میں پیدا ھو گیا ھے۔ ساری فضا شک سے بھری ھوئی ھے، ھر کسی کے کاموں اور باتوں کو شک کی نگاہ سے دیکھا جاتا ھے۔ جو لوگ پوری فرقہ وارانہ ایکتا چاھتے ھیں اور شک کا کوئی موقعہ اپنی طرف سے پیدا ھونے دینا نہیں چاھتے ان کے لئے میری رائے میں سب سے اچھا راستہ یہہ ھے کہ وہ وقتی جوش سے بچکر ایمانداری سے کام کرتے رھیں۔ کانفرنس کے سے کاموں میں تو جوش کا کوئی موقعہ ھی پیدا نہیں ھوتا۔ کانفرنس کا مقصد ھندستان کی تمام بھاشاؤں میں سے اچھی سے اچھی چیزوں کو

اکٹھا کر کے اُن کو دیش کے زیادہ سے زیادہ لوگوں کے لئے اس بھاشا کے ذریعہ آسانی سے حاصل ہونے والا بنا دینا ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ سمجھہ سکیں۔ بے شک اُردو بہت سی بھاشاؤں میں سے ایک ہے جس مین ہیروں اور جواہروں کے ایسے خزانے بھرے ہوئے ہیں جو کوئی سارے دیش واسیوں کی عام جائداد ہونے چاہئیں۔ جو کوئی ہندستانی مسلمانوں کے دل کو یا بھارتی نظر سے اسلام کی تعلیم کو جاننا چاہتا ہے وہ اُردو کی مخالفت نہیں کر سکتا۔ اگر یہہ کانفرنس موجودہ اُردو ادب کے خزانہ کے تالے کھول کر اُسے سب کے لئے نہیں بنا سکے گی تو وہ اپنے فرض اور مقصد کو پورا نہیں کر سکے گی۔ خط بھیجنے والے دوست نے ایک بھول کی ہے جسے میں دور کر دینا چاہتا ہوں۔ اُن کے سامنے ٹنڈن جی کا وہ سارا کا سارا بھاشن نہیں تھا جو اُنہوں نے بنارس میں نہیں بلکہ الٰہ آباد میں دیا تھا نہیں تو وہ یہہ سمجھنے کی بھاری بھول نہ کرتے کہ ٹنڈن جی نے ۲۲ کروڑ ہندی بولنے والوں کی جو بات ں تھی وہ اُن کے بارے میں کہی تھی جو آج کل کی بناوٹی ہندی لکھتے ہیں۔ اُنہوں نے یہہ صاف طور پر کہہ دیا تھا کہ اُن کا مطلب وندھیا کے اُتر میں رہنے والے اُن لوگوں سے تھا جن میں کڑوروں مسلمان بھی شامل ہیں جو اس بھاشا کو بولتے یا سمجھتے ہیں جس

کا جنم پیج بھاشا سے ہوا ہے اور جس کا گرامری ڈھانچا اسی سے لیا گیا ہے - اوس کا ہندی نام بھی اپنا اصلی نہیں ہے، یہہ نام وہ ہے جو مسلمان لکھنے والوں نے اتر میں رہنے والے لوگوں کو دیا تھا اور یہہ ویسا ہی نام ہے جیسے نام آن کے ہندو بھائی آن کے لئے استعمال کرتے تھے - اس کے بعد یہہ دو ٹہنیاں ہو گئیں - دیوناگری میں لکھی جانی والی اتر کے ہندوؤں کی بھاشا کو ہندی اور فارسی یا عربی لکھاوٹ مین لکھی جانے والی مسلمانوں کی بھاشا کو اردو کہا جانے لگا - یہہ سچ نہیں ہے کہ سارے دیش کے مسلمانوں کی عام زبان اردو ہے، مجھے معلوم ہے کہ علی بھائیوں کو اور مجھے مالابار کے موپلاوں کے ساتھہ اردو میں بات کرنا مشکل ہو گیا تھا - ہمیں ایک ملیالی ترجمان کو ساتھہ لینا پڑا تھا - پوربی بنگال کے مسلمانوں کے بیچ میں جانے پر بھی ہمیں ویسی ہی مصیبت کا سامنا کرنا پڑا تھا - ٹنڈن جی اور راجیندر بابو کے ہندی شبد استعمال کرنے کا ٹھیک وہی مطلب تھا جو میرے ان دوست کا ہے - ہندستانی شبد کا استعمال کرنے سے آن کا مطلب زیادہ صاف نہ ہو پاتا -

کچھہ لکھنے والوں کے بارے میں میرے دوست کی شکایت بالکل صحیح ہے جو

ایسی ھندی لکھتے ھیں جس کو اوتر بھارت کے بھی بہت ھی کم لوگ سمجھ سکتے ھیں۔ جانسن کی بھاشا کی طرح یہہ کوشش ضرور ھی نا کام ھونے والی ھے۔

خط بھیجنے والے سجن پوچھہ سکتے ھیں کہ ھندی یا ھندستانی کی ضد چھوڑکر سیدھا سادہ ھندستانی نام کیوں نہیں کام میں لایا جاتا۔ میرے پاس اس کے لئے سیدھی سادی ایک ھی دلیل ھے۔ وہ یہہ ھے کہ مجھہ جیسے آدمی کے لئے ۲۰ برس کی پرانی سبھا سے اپنا نام بدلنے کے لئے کہنا گستاخی ھوگی خاص کر جب کہ اس کا نام بدلنے کی ایسی کوئی ضرورت بھی ثابت نہیں کی گئی ھے۔ نئی پریشد پرانی سنستھا کی ھی پیداوار ھے اور وہ آتر بھارت میں رھنے والے اور ایک ھی مادری زبان بولنے والے ھندو مسلمان دونوں کی ضروریات پوری کرنا چاھتی ھے۔ اس کے لئے بھاشا کے نام کی اتنی اھمیت نہیں ھے، اس کو خواہ ھندی کہا جائے یا ھندستانی۔ مجھے دونوں ھی شبدوں سے ایک سا اطمینان ھے۔ ھندی شبد کا استعمال کرنے والوں سے مجھے کچھہ جھگڑا نہیں ھے شرطیکہ ان کی بھاشا بھی وھی ھو جو میری ھے۔ اکھیل بھارتی لفظوں میں جو بھاؤ ھے اس پر کئے گئے اعتراض کو میں نہیں سمجھہ سکا ھوں۔ سارے دیش کے ھندو اس کو ضرورت

ہی سمجھتے ہیں اور میں یہہ کہنے کا حوصلہ بھی کر سکتا ہوں کہ آخر میں رہنے والے زیادہ تر مسلمان بھی ایسے سمجھہ لینں گے۔ ابھی ہمارے زمانے کی بھارت کی تہذیب کو ڈھانچے میں ڈھالا جا رہا ہے۔ ہم میں سے بہتیرے اس جتن میں لگے ہوئے ہیں کہ ان سب تہذیبوں کو ایک میں ملا لیا جائے جو اس وقت آپس میں ٹکرا رہی ہیں۔ الگ رہنے کی کوشش کرنے والی کوئی بھی تہذیب زندہ نہیں رہ سکتی۔ اس وقت بھارت میں ایسی کوئی تہذیب باقی نہیں بچی ہے جسے بالکل 'پوتر آریہ تہذیب کہا جا سکے۔ آریہ لوگ یہاں کے آدم نواسی تھے یا ودیشی حملہ آور تھے اس بحث سے کوئی خاص مطلب نہیں نکلتا۔ میرا مطلب اتنا ہی بتانا ہے کہ میرے بہت سے پرانے بزرگ پوری آزادی کے ساتھہ ایک دوسرے سے ملتے تھے اور ہم ایسی ملاوٹ کے پھل ہیں۔ یہہ تو آگے آنے والے دن ہی بتا سکینگے کہ اس سبھا کو جنم دیکر ہم اپنے دیش کی دنیا کی کچھہ بھلائی کر رہے ہیں یا صرف اس کے لئے مصیبت بن رہے ہیں۔ لیکن مجھکو تو اتنا بھروسہ ہے کہ نئی پرشد اور ہندی ساہتیہ سمیلن دونوں ہی بھارت کی سب بھاشاؤں کی تمام اچھائی کو ایک ساتھہ ملانے کا سندر کام کر سکتے ہیں۔ اگر وہ ایسے نہیں کریں گے تو تباہ ہو جائیں گے۔ پر ملانے

کا یهه مطلب هرگز نهین هے که هم ان بهاشاون کو ایک دوسرے سے اس طرح الگ کر دین که ان مین سے هر ایک مین الگ الگ آریه پن، عربی پن یا انگریزی پن کی زیاده بو آے۔

اس بحث کو مین اس هفته بڑهانا نهین چاهتا۔ کچهه اور بهی سوچنے کے لایق ضروری باتین هین۔ امید هے که مین اگلے هفته ان پر وچار کر سکونگا۔

(هریجن سیوک — ۱۶ مئی سنه ۱۹۳۶ع)

هندی شبد

پچهلے پرچے کے 'هندی یا هندستانی' مضمون مین یهه تو مین بتلا هی چکا هون که کس طرح اور کیون مین 'هندی' اور 'هندستانی' شبدون کو ایک هی معنے مین سمجهتا هون اور کیون 'هندی' شبد کا استعمال جاری رکهنا ضروری هے۔ پچهلے پرچے مین جو خط چهپا هے اس مین 'هندی' شبد کے استعمال پر یهه اعتراض کیا گیا هے اگلے زمانے مین مسلمان هندی سیکهتے تهے اور اسے ایک ادبی زبان کی حیثیت دینے مین انهون نے اپنے هندو بهائیون سے زیاده نهین تو اتنی هی کوشش کی هے۔ لیکن ادبی حیثیت کے علاوه هندی کی ایک مذهبی اور تهذیبی حیثیت هے جسے مسلمانون کی پوری جماعت اپنا نهین سکتی۔ اس کے علاوه اب وه بهت سے الفاظ اپنے اندر شامل کر رهی هے

جو بالکل اسی کے ھیں اور وہ لوگ جو صرف آردو جانتے ھیں انہیں عام طور پر سمجھ نہیں سکتے۔ اگر اگلے زمانے کے مسلمانون نے ھندی کو سیکھا اور آسے ادبی زبان کی حیثیت دی تو موجودہ زمانے کے مسلمان کیون آس سے کنارہ کریں ۔ بیشك آس زمانے کی ھندی میں آج کی ھندی سے کہیں زیادہ مذھبی اور تہذیبی حیثیت تھی۔ تو کیا کسی بھاشا کی مذھبی اور تہذیبی حیثیت کی وجہ سے ھی آس بھاشا سے ھمیں دور رھنا چاھئے ؟ کیا میں عربی اور فارسی سے اسی لئے بچون کہ آن زبانون کی مذھبی اور تہذیبی حیثیت ھے ۔ بلاشك اگر ھمیں سگے بھائیون کی طرح، جو کہ ھم ھیں، مل جل کر یہاں رھنا ھے تو ھم ایك دوسرے کی تہذیب یا کلچر سے کیون ٹکرائین ۔ اور خود بھاشا کے خلاف بغاوت کھڑی کر کے سنسکرت شبدون کے کے استعمال پر کیون جھگڑا کریں - **سیدھے سادے چالو شبدوں کی جگہ سنسکرت شبد رکھنے یا شبدوں کو سنسکرت کا روپ دینے کا بناوٹی طریقہ بے شک برا ھے** ۔ اس سے تو بھاشا کی سہج مٹھاس ھی چلی جاتی ھے ۔ مگر راشٹر کی ترقی کے ساتھ ساتھ اگر سنسکرت جاننے والے ھندو سنسکرت شبدون کا ایك حد تك استعمال کرتے ھیں تو آن کا ایسا کرنا ضروری ھے ۔ صرف عربی جاننے والے مسلمان بھی یہی

کرتے هین، حالانکه دونون لکھتے ایك هی زبان هین۔ اور اُس مین اُنکے لئے کوئی خاص پسندیدگی یا ناپسندیدگی کی بات نهین هے۔ پڑھے لکھے هندو اور مسلمانون کو بھاشا کے دونون هی زبانون سے واقفیت حاصل کرنی پڑیگی۔ کیا انگریزی وغیره سب هی ترقی یافته بھاشاؤن کے بارے مین یهه بات سچ نهین هے۔ مشکل تو همارے لئے یهه هے که آج همارے دل ایك نهین هین اور هم مین سے اچھے سے اچھے لوگون پر بھی آپسی شك کے زهر نے اثر کر رکھا هے۔ هندی هندستانی اور اُردو ایك هی بھاشا کے مختلف نام هین۔ همارا مطلب آج ایك نئی بھاشا بنانے کا نهین هے بلکه جس بھاشا کو هندی، هندستانی اور اُردو کهتے هین اُسے انتر صوبائی بھاشا بنانا همارا مقصد هے۔ مین مانتا هون که شری کنهیا لال منشی نے هنس کی بھاشا کی تائید مین جو کها هے وه صحیح هے؛ تامل یا تیلگو کی کسی چیز کا ترجمه آپ هندی یا هندستانی مین کرین، اور اُس مین سنسکرت شبد نه آئین یهه نهین هو سکتا۔ اُن کا آنا قریب قریب لازمی هے۔ کیونکه اُن مین سنسکرت شبد بهت زیاده هین۔ یهی حال عربی لفظون کا هے۔ عربی کی کسی چیز کا ترجمه اگر هم هندی یا هندستانی مین کرنے بیٹھین تو اُس مین عربی شبدون کو آنے سے هم روك نهین سکتے۔ رویندر ناتھ کی گیتانجلی کے هندی یا هندوستانی ترجمه مین اگر سنسکرت شبدون کو جنکی

بنگالی بھاشا میں بھر مار ہے ارادتاً بچایا جائے تو اس میں جو خوبصورتی یا مٹھاس ہے وہ بہت کم ہو جائیگی۔ اگر مولوی عبدالحق صاحب یا عاقل صاحب جیسے ادبی مسلمان چاہتے ہیں کہ عام زبان کو صرف ہندوؤں کے ذریعہ بولی بھاشا کی شکل اختیار کرنے سے بچانا ضروری ہے تو انہیں اس میں خاص مدد دینی ہوگی۔ اگر میں ہٹا سکوں تو میں اُن کے دماغوں سے اُردو روپ کو خالص مسلمانوں کی زبان ماننے کا خیال ہٹا دوں جس طرح کہ میں ادبی ہندوؤں کا یہہ خیال دور کردوں کہ ہندی تو صرف ہندوؤں ہی کی بھاشا ہے۔ اگر دونوں کے دلوں سے یہہ خیال جدا نہیں ہوتا تو آتر بھارت کے ہندوؤں اور مسلمانوں کی کوئی عام زبان نہیں بن سکتی۔ پھر اُسے آپ چاہے کسی بھی نام سے پکاریں۔ اس لئے یہاں ہمیں کم سے کم نام کے اوپر جھگڑنے کی ضرورت نہیں۔ اگر پوری سچائی کے ساتھہ آپ کا مطلب ایک زبان ہے تو آپ اُسے چاہے جو نام دے سکتے ہیں۔ اب سوال لکھاوٹ کا رہتا ہے۔ مسلمان دیوناگری لکھاوٹ میں ہی لکھیں۔ اس پر ہمیں آج وچار نہیں کرنا ہے۔ اس سوال پر زیادہ غور کی ضرورت نہیں کہ آیا اس بات پر زور دیا جائے کہ ہندوؤں کی آبادی کے اس پھیلے ہوئے سیلاب کو عربی لکھاوٹ ضرور مان لینی چاہئے اس لئے ہندی سیل

هندستانی کی میں نے یهه تعریف کی هے که جس بهاشا کو عام طور پر آج بهارت کے هندو اور مسلمان بولتے هیں وه بهاشا هندی یا هندستانی هے، چاهے وه دیوناگری حرفون میں لکهی جائے چاهے آردو خط میں۔ اس کی مخالفت بهی هوئی هے تو بهی میں ابهی اس بات پر قائم هون۔ لیکن اس میں شك نهیں که دیوناگری لکهاوٹ کا ایك آندولن چل رها هے جس کا ساتهه مین دل سے دے رها هون اور وه یهه هے که مختلف صوبون میں خاصکر جن صوبون میں سنسکرت شبدون کا بهت زیاده استعمال هوتا هے بولی جانے والی تمام بهاشاون کے لئے دیوناگری لکهاوٹ کو مان لیا جائے۔ سو کچهه بهی هو،

اس طرح هندستانی کی تمام بهاشاؤں کے اونچے سے اونچے قیمتی ادب کو دیوناگری لکهاوٹ مین لکهنے کی کوشش کی جارهی هے۔

(هریجن سیوك - ۲۳ جون ۱۹۳۶ع)

غلط فهمیان

میرے سامنے کئی آردو اخبارون کی کترنین پڑی هیں جن میں حال میں بنی هوئی اکهل بهارتی ساهیته پرشید کی کارروائی پر اور ساتهه هی بابو راجیندر پرشاد، بابو پرشوتم داس ٹنڈن، پنڈت جواهر لال نهرو پر اور مجهه پر بهت اعتراض کئے گئے هیں۔ هم پر یهه الزام لگایا گیا هے

کہ اس میں ھمارا کچھ چھپا ھوا مطلب ھے۔ جس کا جہاں تک مجھے معلوم ھے ھمیں پتہ تک نہیں ھے۔ لکھنے والوں نے یہ سمجھنے کی تکلیف گوارا نہیں کی کہ ھم نے پریشد میں کیا کہا اور کیا کیا تھا۔ آن کا یہ خیال ھے کہ پریشد کا اندرونی منشا یہ ھے کہ آردو کو ھٹا کر آس کی گدی ھندی کو دے دی جائے اور آسے سنسکرت کے شبدوں سے اس قدر لاد دیا جائے کہ مسلمانوں کیلئے آسکا سمجھنا قریب قریب ناممکن ھو جائے۔ بابو پرشوتم داس ٹنڈن نے الہ آباد میں ھندی ساھتیہ سمیلن کا میوزیم کھولے جانے کے موقع پر جو تقریر کی تھی آس سے لوگ یہہ نتیجہ نکالتے ھیں کہ آنکے اس دعوی میں کہ ۲۳ کروڑ ھندوستانی ھندی بولتے ھیں یا کم سے کم سمجھہ تو لیتے ھی ھیں سچائی کا گلا گھونٹ دیا گیا ھے۔ ان لیکھوں میں اتنا ھی نہیں کہا گیا کچھ اور بھی طعنے دئے گئے ھیں۔ پر آنکی طرف مجھے دھیان دینے کی ضرورت نہیں۔ میرا مطلب تو صرف یہہ ھے کہ اگر ھوسکے تو آن غلط فہمیوں کو دور کردوں جن کی وجہ سے ھم لوگوں پر طعنے کئے گئے ھیں۔ پہلے آخری بات لئے لوں۔ ان لیکھوں کے پاس ٹنڈن جی کی پوری تقریر ھوتی تو انہیں یہہ پتہ چل جاتا کہ ان ۲۳ کروڑ ھندستانیوں میں انہوں نے جان بوجھہ کر آردو بولنے والے ھندو اور مسلمانوں کو شامل کیا تھا۔ اسی سے انہوں نے ھندی لفظ

کے استعمال مین آردو کو شامل کرلیا تھا۔ ۱۹۳۵ میں اندور کے ساھیتہ سمیلن میں جو ریزولیوشن پاس ھوا تھا آس کے مطابق ھندی کا مطلب آس زبان سے تھا جیسے آتر ھندوستان میں ھندو اور مسلمان دونوں ھی بولتے ھین اور جو دیوناگری یا فارسی لکھاوٹ میں لکھی جاتی ھے۔ اگر لکھنے والوں کو یہ خلاصہ معلوم ھوتا تو انھین کسی طرح کی شکایت نہ ھوتی۔ ھاں اگر ھندی لفظ پر ھی انھیں شکایت ھو تو بات دوسری ھے۔ اگر انھیں ھندی نام سے ھی چڑ ھو تو وہ دکھ کی بات ھے۔ اتر ھندوستان میں بولی جانے والی بھاشا کے لئے ھندی ھی اصلی شبد ھے۔ آردو نام تو جیسا کہ سب اچھی طرح جانتے ھیں خاص طور سے اور خاص مطلب سے دکھایا گیا تھا۔ عربی لکھاوٹ بھی مسلمان راجاؤں کے آرام کیلئے رکھی گئی تھی۔ جب تک ھندی شبد دونوں زبانوں کیلئے کام میں آتا ھے آسکا استعمال کرنے میں کوئی مخالفت نہیں ھونی چاھئے۔ خیر جو کچھ بھی ھو، زیادہ سے زیادہ جس وچار مین فرق ھے وہ یہی رہ جاتا ھے کہ ایک ھی چیز کیلئے دو شبدوں میں سے کون سا شبد کام میں لایا جائے۔ ھندی کو سنسکرت شبدوں سے لاد دینے کی شکایت مین کچھ سچائی تو ھے۔ ھندی کے کچھ لکھنے والے اپنی تحریروں میں بے مطلب سنسکرت شبد ٹھونسنے کی ضد کرتے ھیں۔ پر اس طرح کی شکایت آن آردو لکھنے والوں کے خلاف

بھی کی جاسکتی ھے جو فارسی یا عربی شبدوں کے استعمال پر بضول کا زور دیتے ھیں - اس سے بھی بڑی بات یہہ ھے که وہ بھاشا کی گرامر بدل دیتے ھیں - یہہ دونوں طرح کی زیادتیاں کچھ ھی وقت میں غائب ھو جائینگی کیونکہ عام لوگ ایسی بھاشا کو کبھی اپنا نہیں سکتے اسلئے اسکی عمر لمبی نہیں ھوسکتی - رھی بھارتی پریشد، سو اسکی منشا تو الگ الگ صوبوں کے اچھے اچھے وچارونکو پختہ هندی بھاشا کے ذریعہ سارے بھارت کے لئے آسان بنانا ھے - اس میں، جیسا که کچھ تحریرون میں طعنہ دیا گیا ھے ھماری کوئی چھپی ھوئی منشا یا فرقہ وارانہ بات نہیں ھے - هندی هندوستانی شبد تو میرے کہنے سے اپنایا گیا تھا - یہہ شبد تو هندی کی صحیح تعریف کیلئے رکھا گیا تھا - مولوی عبدالحق صاحب نے هندی هندوستانی کی جگہہ صرف هندوستانی یا هندی اردو کے استعمال کا ریزولیوشن رکھا تھا - مجھے تو ان دونوں میں کوئی اعتراض نہیں ھے - لیکن بھارتی ساھتیہ پریشد اپنے جنم کو بھول نہیں سکتی تھی - پریشد کا وچار تو اندوز کے ساھتیہ سمیلن میں اٹھا تھا اور ناگپور مین سمیلن کی نگرانی ھی مین اس نے ایک پختہ شکل اختیار کی - اسلئے هندی شبد کا رکھنا ضروری ھو گیا - اس کی جگہ اردو شبد کے رکھنے میں جو برائی ھوتی اس کی وجہ مین بتلا ھی چکا ھون - لیکن میں یہ دکھلانے کی کوشش

کرچکا هون که هندی هندوستانی اور آردو ایك هی معنی ظاهر کرنے والے مختلف شبد هیں اور آن سے ایك هی بهاشا یا زبان کا مطلب نکلتا هے۔

(هریجن سیوك ـ یکم اگست سنه۱۹۳۶ع)

کچهه اور غلط فهمیان

ستیه کا تلاش کرنے والا صرف کسی کو خوش کرنے کے لئے هی لکهنا یا بولنا پسند نہیں کرتا ـ جن جن باتون سے مجهے واسطہ پڑا هے آن سب هی میں ستیه کی تلاش کرتے هوئے مجهے کافی لمبا عرصه هوگیا هے ـ مگر میں جانتا هون که وقت وقت پیدا هوجانے والے معاملون میں میں سبکو یه سمجها نہیں سکا هون که میں جو کهتا هون یا کرتا هون وهی صحیح هے ـ هندی پرچار هی کو لیجئے ـ اس بارے میں جهان کچه مسلمان دوست مجه سے ناخوش هیں وهان هندو دوست بهی کم ناخوش نہیں ـ پر جب تك میرے نکته چیں مجهے میری بهول کا وشواس نه کرادیں تب تك انهیں یه آمید نہیں رکهنی چاهئیے که صرف اسلئیے اپنی رائے بدل دونگا که وه ایسا چاهتے هیں ـ ایك سجن نے تو مجهے سچ مچ یه لکها که اگرچه بحث اور دلیل کی نظر سے میری بات صحیح هے تو پهر بهی مجهے مسلمان نکته چینوں کو خوش کرنے کے لئے اپنی رائے بدل لینی چاهئیے ـ یه نکته چین چاهتے هیں که ایك هی بهاشا کی واقفیت کرانے کیلئیے

یا تو میں ھندی اردو شبد کے استعمال کی تائید کروں یا صرف اردو کی - ان کا اعتراض بھاشا پر نہیں ھے بلکہ نام پر ھے اور نام بھی وہ جو اب تک چلا آرھا ھے - مجھے ایک اور خط ملا ھے اس میں جھگڑا دوسرے نقطہ نظر سے ھے اور وہ ھے اس بھاشن کے معاملہ میں جو میں نے حال ھی بنگلور میں ھندی پرچار کنووکیشن میں دیا تھا - خط لمبا ھے - میں یہان ان ھی ٹکڑوں کو دیتا ھوں جنکا مضمون سے زیادہ سے زیادہ تعلق ھے - اس خط میں لکھا ھے کہ بنگلور میں دئے ھوئے کنووکیشن کے بھاشن میں آپ نے کہا ھے کہ بھارت کے ۲۰ کڑوڑ آدمیوں سے تعلق پیدا کرنے کیلئے کرناٹک کے ۱ کڑوڑ ۱۰ لاکہ نرناریوں کو انکی بھاشا ھندی سیکھنی چاھئے - یہ بات آپ نے انہیں کیلئے نہیں کہی جو ماتری بھاشا اچھی طرح جانتے ھیں - تو بھی نہہ تو یہہ ممکن ھے اور ممکن بھی ھو تو اچھا نہیں ھے اور نہ قدرتی ھی ھے کہ عام جنتا ماتری بھاشا کے سوا دوسری ایک اور بھاشا سیکھے - راشٹری کام کرنے والے بیوپاری اور دوسرے لوگ جو اتر بھارت واسیوں کے نزدیک میں آتے ھیں وہ ھی ھندی سیکہ سکتے ھیں اور انہیں کو سیکھنی چاھئے - وہ تو بنا کسی پرچار کے بھی ضرورت کی وجہہ سے ھی یہہ بھاشا سیکہ لیں گے - آپ کہتے ھیں کہ ھندی صوبائی بھاشاؤں کی جگہ پر نہیں بلکہ ان کے ساتھہ ساتھہ سیکھی جائے - پر ایسا ھو نہیں رھا ھے

تامل ناڈ کے زیادہ تر پڑھے لکھے لوگ تامل کی بجائے انگریزی میں سوچتے ہیں اور محسوس بھی کرتے ہیں ۔ وہ تامل کی پوری مخالفت کرتے ہیں، وہ انگریزی تہذیب کے کس حد تک غلام ہوچکے ہیں یہ ہم اسی سے سمجھ سکتے ہیں کہ عام جلسوں اور دوسری جگہوں میں بھی وہ اکڑ کے ساتھ اونچی آواز سے کہتے ہیں کہ وہ تامل میں نہ تو بول سکتے ہیں اور نہ لکھ سکتے ہیں پر انگریزی میں وہ یہ دونوں کام ڈھڑے سے کر سکتے ہیں ۔ آن میں سے کچھ لوگ ہندی کا مطالعہ بھی تامل کی بجائے انگریزی کی مدد سے کرنے لگے ہیں ۔ نتیجہ ایک ہی ہوگا کہ انگریزی کے بجائے وہ ہندی میں سوچنے لگیں گے ۔ اگر کوئی گجراتی بھائی آپ سے کہے کہ وہ تامل میں تو نہیں پر ہندی میں سندر مضمون لکھ سکتا ہے تو آپکو آس پر افسوس ہی ہوگا ۔ آپکو معلوم ہوگا کہ دیش ابھی مکمل آزادی سے دور ہے ۔ تامل ناڈ میں بہتیرے لوگ کہنے لگے ہیں کہ وہ تامل سے ہندی اچھی جانتے ہیں دوسری بھاشا دیووانی بھی ہے ۔ تو بھی اپنی ماتری بھاشا کو نقصان پہونچا کر ہمیں آسے نہیں سیکھنا چاہئے آنکھیں بند کرکے ہندی کے ماننے والونکو اس معاملہ میں میں ایک ہی مثال دیا کرتا تھا ۔ آپ کہتے تو ہیں کہ ہندی بھارت کی راشٹر بھاشا ہے پر نہ تو اپنی آتم کتھا ہی آپ نے ہندی میں لکھی ہے اور نہ دکھنی افریقہ کا معاملہ ۔ دونوں کے

متعلق آپ نے گجراتی میں لکھا ھے - اگر آپ ھندی میں لکھتے تو بہت زیادہ لوگوں کو آپکی بات آپ کے ھی شبدوں میں جاننے کو ملتی - پر آپ نے دونوں کو ھی گجراتی میں لکھنا پسند کیا حالانکہ اس معاملے میں آپکا قول اور عمل مختلف ھے - تو بھی میں آپکی مثال کو ھی ٹھیک سمجھتا ھوں - اور چاھتا ھوں کہ لوگ آپکو جو کہتے ھیں اسے نہ مان کر آپ جو کرتے ھیں اسکی نقل کریں - آزادی کا مطلب یہ نہیں ھونا چاھئے کہ الگ الگ بھاشا کے بولنے والوں پر ایک ھی بھاشا لاد دی جائے - پہلی جگہ ماتری بھاشا کو ھی ملنی چاھئے - بھارت کی راشٹر بھاشا ھندی کو دوسری جگہ ھی دینی چاھئے - سچی آکساھٹ اور ترقی تو ماتری بھاشا سے ھی مل سکتی اور ھوسکتی ھے - اب میں لکھاوٹ کا سوال لیتا ھوں - مئی ۱۹۳۵ کے ھریجن میں اندور کے ھندی ساھتیہ سمیلن کے ریزولیوشنوں پر لکھتے ھوئے آپ نے اردو لکھاوٹ کی طرفداری کی ھے - یہ میری سمجھ میں نہیں آیا - بنگلور کے بھاشن میں بھی آپ نے اردو لکھاوٹ کی طرف اپنا رحجان ظاھر کیا ھے - آپ تو سنسکرت سے نکلی ھوئی یا اس سے کافی اثر لئے ھوئے تمام بھارتی بھاشاؤں کی لکھاوٹوں کو برباد کرکے انکی جگہ دیو ناگری کو تخت پر بٹھا دینا چاھتے ھیں تاکہ جو لوگ وہ بھاشائیں سیکھنا چاھیں وہ اسی لکھاوٹ کے ذریعہ سیکھیں - ھندو

اور مسلمان دونون جس ایک هی بھاشا کو بولتے هین اس کیلئے آپ دیوناگری اور اردو دونون لکھاوٹین قائم رکھنا چاهتے هین ۔ اور دوسرے کروڑون لوگ جو بدقسمتی سے جدا جدا بھاشائین بولتے هین وه اپنی لکھاوٹین برباد هوجانے دین اور انکی جگه دیوناگری کو دے دین ۔ اور هندوستانی بھاشا اور اردو لکھاوٹ سیکھ کر کروڑون هندوؤن اور ۷ کروڑ مسلمانون کو سمجھنے اور ان کے نزدیک آنے کی کوشش کرین ۔ کیا یه هنسی کی بات نهین ۔ اور کیا اس مین ظلم هی ظلم نهین هے ۔ اس نیتی کا صاف نتیجه یهی هوسکتا هے که اور ساری بھاشائین مٹ جائین ۔ اور صرف ایک هندی ره جائے ۔ وه بھی دونون لکھاوٹون مین ۔ کیونکه سب بھاشاؤن کی لکھاوٹ تو دیوناگری هو هی جائیگی ۔ هندی سب سیکھ هی لین گے اور ماتری بھاشاؤن کے اهم گرنتھون کا هندی ترجمه هو هی جائے گا ۔ مین چاهتا هون آپ ذرا وچار کر دیکھئے که کیا یه حالت هم سب کی جنم بھومی بھارت ورش کے لئے عزت کی هوگی ۔ سب لکھاوٹون کو برباد کرنے کی کوشش رہنے سے پہلے دیوناگری اور اردو مین سے جو ایک هی بھاشا کی دو لکھاوٹین هین ایک کو اٹھانے کی کوشش آپ کیون نهین کرتے ۔ ایک هی بھاشا بولنے والے هندو اور مسلمان اپنے لئے دو الگ الگ لکھاوٹین کیون رکھین ۔ مجھے معلوم نهین که مین نے کراٹک کے سب هی یعنی ۱۰ لاکھ

عورتوں اور مردوں سے هندی ۔ هندوستانی سیکھنے کی بات کہی تھی ۔ جنہیں اتر بھارت کے لوگوں سے کبھی بھی واسطہ پڑتا هے وہ سب هی هندی هندوستانی سیکھ لیں تو مجھے بہت خوشی هوگی ۔ لیکن اس کے خلاف هندی نہ جاننے والے سب صوبوں کے سب لوگ بھی هندی سیکھ لیں تو میں اس کا سواگت هی کرونگا ۔ اور جیسا کہ یہ دوست چاهتے هیں اس پر افسوس تو میں یقینی طور پر نہیں کرونگا ۔ هر ایك صوبہ اپنی اپنی بھاشا جان لینے کے ساتھ ساتھ ایك تمام بھارتی بھاشا اور سیکھ لے تو اس میں بھارت ورش کے لئے بری یا غیر قدرتی بات کیا هو جائے گی؟ اس طرح کا گیان تھوڑے سے پڑھے لکھے لوگوں کا هی خاص طور پر کیوں رهے اور عام جنتا اس سے خالی کیوں رهے ۔ ۳۰ کروڑ سے زیادہ لوگوں کا ایك پورا راشٹر دو بھاشائیں جانتا هو تو ضرور هی وہ ایك اونچے درجے کی کلچر کا پیام هوگا ۔ بدقسمتی سے یہ بالکل صحیح هے کہ ایسا هونا غیر ممکن سا هے مگر سب سے زیادہ بدقسمتی کی بات یہ هوگی کہ کوئی صوبہ اپنی بھاشا کی مخالفت کرکے دوسری بھاشا کو زیادہ پسند کرنے لگ جائے ۔ خط لکھنے والے کو شکایت یہ هے کہ تامل ناڈ میں ایسا هی هو رها هے ۔ اُن کی رائے کی تائید میرے تامل ناڈ کے بار بار کے سفر سے بھی هوتی هے ۔ لیکن ادھر میں نے دیکھا هے کہ اس صوبہ

میں اچھی تبدیلی بھی ہو رہی ہے اور جیسے جیسے ہر ایک صوبے کے پڑھے لکھے لوگ عوام کے ساتھ تعلق بڑھانے کی زیادہ سے زیادہ ضرورت محسوس کرینگے ویسے ویسے جہاں ممکن ہوگا دوسری بھاشاؤں پر صوبائی بھاشا کو ترجیح دینے کی عادت اور رفتار بھی بڑھتی جائے گی۔ ان ہی صاحب نے طعنے کے ساتھ راشٹر بھاشا ہونے کے بارے میں انگریزی اور ہندی ہندوستانی کی پرانی برابری کا ذکر کیا ہے۔ میں نے تو جب سے عام جیون میں قدم رکھا ہے سدا یہی پکی رائے رکھی اور ظاہر کی ہے کہ انگریزی نہ کبھی سارے ہندوستان کی بھاشا ہو سکتی ہے اور نہ ہونی چاہئے۔ ایسی بھاشا تو ہندی یعنی ہندوستانی ہی ہو سکتی ہے کیونکہ اتر بھارت کے کروڑوں ہندو اور مسلمان اسے بولتے ہیں۔ انگریزی کے بارے میں ایسا سمجھنا عام آدمی اور انگریزی پڑھے لکھے لوگوں کے بیچ میں مضبوط دیوار کھڑی کرنا اور اپنے مطلب تک پہنچنے میں دیش کی ترقی کو پیچھے ڈھکیلنا ہے۔ میں نے بار بار یہ سمجھایا کہ ہماری ترقی میں انگریزی کی ایک مقرر جگہ ہے۔ ہمارے راج کی اور ساری دنیا کی بات سمجھنے کیلئے اور پچھم کی اچھی سے اچھی باتیں ہندوستانی کو سکھانے کیلئے ہمارے کچھ آدمیوں کو ضرور انگریزی سیکھنی چاہئے کیونکہ پچھمی بھاشاؤں میں اسی کا سب سے زیادہ پرچار ہے۔ پر اگر پڑھے لکھے طبقے

کو آن پڑھ جنتا کے ساتھ ایک ہونا ہے تو انگریزی سیکھنے والوں سے ہزار گنے ہندوستانیوں کو ہندی ہندوستانی سیکھنی پڑے گی۔ خط لکھنے والے جب یہ سوچتے ہیں کہ میں نے صوبائی بھاشاؤں پر ہندی کو ترجیح دینے کی صلاح دینے کا جرم کیا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ وہ میری رائے سے بالکل ناواقف ہیں۔ اس بارے میں میرے کہنے اور کرنے میں کوئی فرق نہیں۔ میں اس ریزولیوشن کی دل سے تائید کرتا ہوں کہ ماتری بھاشا کو پہلی جگہ دی جانی چاہئے ہاں لپی کے معاملے میں خط لکھنے والے کا شکوہ صحیح ہے۔ مجھے اپنی رائے پر پچھتاوا بھی نہیں ہے۔ جو الگ الگ بھاشائیں سنسکرت سے نکلی ہیں یا جن کا اس کے ساتھ گہرا رشتہ رہا ہے پر جو جدا جدا لکھاوٹوں میں لکھی جاتی ہیں ان کی ایک ہی لپی ہونی چاہئے اور وہ لکھاوٹ دیوناگری ہی ہے۔ الگ الگ لکھاوٹیں ایک صوبہ کے لوگوں کیلئے دوسرے صوبوں کی بھاشائیں سیکھنے میں غیر ضروری رکاوٹ ہیں۔ یورپ کوئی ایک راشٹر نہیں ہے پھر بھی اس نے ایک سب کے پسند کی ہوئی لکھاوٹ منظور کرلی ہے۔ پر ہندوستان ایک راشٹر ہونے کا دعوی کرتا ہے اور ہے تو پھر اس کی لکھاوٹ ایک کیوں نہ ہو۔ میں جانتا ہوں کہ ایک ہی بھاشا کیلئے دیوناگری اور اردو دونوں لکھاوٹوں کو برداشت کرلینے کی میری بات بری معلوم ہوتی ہے مگر میری یہ

بڑی بات میری بیوقوفی نہیں ھے ۔ اس وقت ھندو مسلمانوں میں جھگڑا ھے ۔ پڑھے لکھے ھندوؤں اور مسلمانوں کیلئے ایک دوسرے کی طرف زیادہ سے زیادہ محبت اور رواداری دکھانا ضروری اور عقل مندی کا کام ھے ۔ اس لئے میری یہ رائے ھے کہ لکھاوٹ چاھے دیوناگری رھے چاھے اردو ۔ خوش قسمتی یہ ھے کہ صوبہ صوبہ کے بیچ ایسا کوئی جھگڑا نہیں ھے ۔ اس لئے جس سدھار سے مختلف صوبوں یعنی صوبوں کا گہرا میل ھوسکتا ھے اسکی حمایت کرنا اچھا ھے ۔ اور یہ بھی نہ بھول جانا چاھئے کہ راشٹر کی اکثریت آبادی بالکل ان پڑھ ھے اس پر طرح طرح کی لکھاوٹوں کا بوجھ لادنا اور وہ بھی محض جھوٹے موہ اور دماغی کاھلی کی وجہ سے اپنے پیروں پر کلہاڑی مارنا ھوگا ۔

(ھریجن ۔ ۱۰ اگست سنہ ۱۹۴۵ع)

ھندوستانی یا اردو

مین نے اپنے من میں کہا، گجراتی میری مادری زبان ھے پر وہ راشٹری بھاشا نہیں ھوسکتی ۔ دیش میں تیسرین حصے سے زیادہ آبادی گجراتی بھاشا بولنے والی نہیں ۔ اس میں مجھے تلسی داس کی رامائن کہاں ملیگی ۔ تو کیا مراٹھی راشٹر بھاشا ھوسکتی ھے ۔ مراٹھی بھاشا سے مجھے پریم ھے، مراٹھی بولنے والے لوگوں میں میرے ساتھ کام کرنے

والے کچھ بڑے پکے اور سچے ساتھی ہیں ۔ مہاراشٹر اور ان کی قابلیت، آتما بلیدان کی انکی شکتی اور لیاقت کا میں قائل ہوں ۔ تو بھی جس مراٹھی بھاشا کو لوکمانیہ تلک نے بے مثل طریقہ سے استعمال کیا اُسے راشٹر بھاشا بنانے کی خواہش میرے دل میں پیدا نہیں ہوئی ۔ جس وقت اس سوال پر میں اپنے دل میں دلیلیں کر رہا تھا میں آپکو بتاؤں کہ اُس وقت مجھے ہندی بھاشا بولنے والوں کی ٹھیک ٹھیک گنتی بھی معلوم نہیں تھی ۔ اُس وقت بھی مجھے خود بہ خود یہ معلوم ہوا تھا کہ راشٹر بھاشا کی جگہ ایک ہندی ہی لے سکتی ہے دوسری کوئی زبان نہیں ۔ کیا میں نے بنگلہ کی تعریف نہیں کی ۔ میں نے کی ہے اور رام موہن رائے، رام کرشن، ویویکانند اور دویندر ناتھ ٹھاکر کی ماتری بھاشا ہونے کی وجہ سے میں نے اُسے عزت کی نظر سے دیکھا ہے ۔ پھر بھی مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ بنگلہ کو ہم انتر صوبائی بیوہار کی بھاشا نہیں بنا سکتے تو کیا دکھن بھارت کی کوئی بھاشا بن سکتی ہے ۔ یہ بات نہیں کہ میں ان بھاشاؤں سے بالکل ہی انجان تھا ۔ پر تامل یا دوسری کوئی دکھن بھارتی بھاشا راشٹر بھاشا کیسے ہو سکتی ہے ۔ تب ہندی زبان بعد کو جسے ہم ہندوستانی یا اردو بھی کہنے لگے ہیں اور جو دیوناگری اور اردو لکھاوٹ

میں لکھی جاتی هے وهی هماری زبان هو سکتی هے اور هے ۔

(هریجن سیوك ۳ اپریل سنه ۱۹۳۷ ع)

هندوستانی کے بجائے هندی هندوستانی کیوں

میری اس بات سے آپ ڈریئے نہیں که هندی سیکھنے والے هر ایك آدمی کو اپنی ماتری بھاشا کے علاوہ کوئی ایك صوبائی بھاشا بھی سیکھنی چاهئے ۔ بھاشائیں سیکھنا کوئی مشکل کام نہیں هے ۔ میکسمولر ۱۴ بھاشائیں جانتا تھا اور میں ایك ایسی جرمن لڑکی کو جانتا هوں جو ٥ سال پہلے جب یہاں آئی تھی تب ۱۱ بھاشائیں جانتی تھی اور اب دو تین بھارتی بھاشائیں بھی جانتی هے ۔ لیکن آپ نے تو اپنے دل میں ایك ڈر سا بٹھالیا هے اور کسی طرح یه محسوس کرنے لگے هیں که آپ هندی میں اپنے خیال ظاهر نہیں کر سکے ۔ یه همارے خیال کی کاهلی هے جسکی وجه سے کانگرس و دهان میں ۱۱ برسوں سے هندوستانی کو منظور کرلینے پر بھی هم اسطرف کوئی ترقی نہیں کر پائے هیں ۔ یعقوب حسین صاحب نے مجھ سے پوچھا هے که میں اس بھاشا کیلئے سیدھے سادے هندوستانی شبد پر صبر نه کرکے هندی ۔ هندوستانی پر کیوں اتنا

زور دیتا هوں ۔ اس کیلئے مجھے آپ کو سب باتوں کی تہہ میں لے جانا هوگا ۔ سن ۱۹۱۸ میں میں هندی ساهیته سمیلن کا سبھا پتی هوا تھا ۔ تب هی میں نے هندی بولنے والے جگت کو سمجھایا تھا که وه هندی کی اپنی پھیلاوٹ کو اتنا کھولدے که اسمیں اردو کا بھی داخله هوجائے ۔ سن ۱۹۳۵ میں جب میں دوباره سمیلن کا سبھا پتی بنا تو میں نے هندی شبد کی یه تعریف کرائی که **هندی وه بهاشا هے جسے هندو مسلمان دونوں بول سکیں** اور جو دیوناگری یا اردو لکھاوٹ میں لکھی جائے ۔ ایسا کرنے میں میرا مقصد یه تھا که میں هندی میں مولانا شبلی کی اردو اور بابو شیام سندر داس کی هندی کو شامل کردوں ۔ هندی کی جگه یه هندی ۔ هندوستانی نام میری هی تجویز سے مان لیا گیا تھا ۔ عبدالحق صاحب نے وهاں زوروں سے میری مخالفت کی ۔ میں انکا سجھاؤ ماظور نه کرسکا ۔ جو شبد هندی ساهیته سمیلن کا تھا اور جسکی یه تعریف کرنے کے لئے میں نے سمیلن والوں کو منالیا تھا که اس میں اردو کو بھی شامل کرلیا جائے اس هندی شبد کو میں چھوڑ دیتا تو میں خود اپنے تئیں اور سمیلن کے ساتھ بھی هنسا کرنے کا دوشی هوتا ۔ **یہاں همیں یه یاد رکھنا چاهئے که یه هندی شبد هندووں کا گڑھا هوا نهیں هے** ۔ یه تو اس ملک میں مسلمانوں کے آنے کے بعد اس بھاشا کو بتلانے کے لئے بنایا گیا جیسے اتر

ہندوستان کے ہندو بولتے اور لکھتے پڑھتے تھے بہت سے نامی گرامی لکھنے والوں نے اپنی زبان کو ہندی یا ہندوی کہا ہے ۔ اور اب جب کہ ہندی کے اندر ان مختلف قسمونکو شامل کرلیا گیا ہے جنہیں ہندو اور مسلمان دونوں بولتے اور لکھتے ہیں تب یہ محض شبدونکا جھگڑا کیا ۔ پھر ایک دوسری بات بھی دھیان میں رکھنی ہے ۔ جہاں تک دکھن بھارت کی بھاشاؤں کا معاملہ ہے بہت زیادہ سنسکرت شبدوں سے بنی ہوئی ہندی ہی ایک ایسی بھاشا ہے جو دکھن کے لوگونکو اپیل کرسکتی ہے کیونکہ کچھ سنسکرت شبدوں اور سنسکرت آواز سے تو وہ پہلے سے ہی واقف ہوتے ہیں ۔ جب یہ دونوں ہندی اور ہندوستانی یا اردو گھل مل جائیں گی تب دراصل سارے ہندوستان کی ایک بھاشا بن جائے گی اور صوبائی شبدوں کے داخل ہونے سے وہ روز بہ روز ترقی کرتی جائے گی ۔ تب ہمارے لفظوں کا خزانہ انگریزی ڈکشنری سے بھی زیادہ بھرپور بن جائیگا ۔ میں آشا کرتا ہوں کہ اب آپ سمجھہ گئے ہوں گے کہ ہندی ۔ ہندوستانی کے لئے میری اتنی ضد کیوں ہے ۔

(ہریجن سیوک ۔ یکم اپریل ۱۹۳۷ ع)

مسلمانوں کے خلاف نہیں

ہندی پریمیوں کو یہ تو معلوم ہی ہے کہ ہندی ساہتیہ سمیلن کا اگلا جلسہ شملے میں ہوگا ۔ شملے سے ایک نامہ نگار

نے لکھا ہے کہ وہاں کچھ ایسا شک ہے کہ سمیلن ایک سیاسی جماعت ہے اور اُس کے رجحانوں میں مسلم مخالفت کی بو آتی ہے میں دوبار کانفرنس کا سبھا پتی ہوچکا ہوں اور بغیر کسی ہچکچاہٹ کے میں کہہ سکتا ہوں کہ شدہ غیر سیاسی سنتھا ہے۔ راجے مہاراجے اُس کے نگران ہیں۔ کتنے ہی آدمی جنکا کانگریس سے کوئی والط نہیں۔ سمیلن کے ممبر ہیں۔ راجے مہاراجے اکثر اُس کے جلسوں میں آتے ہیں۔ بڑودہ کے مہاراجہ گائیکوار اُس کے سبھا پتی رہ چکے ہیں۔ مجھے یہ اچھی طرح معلوم ہے کہ اُسکی زیک بھی چال ڈھال مسلمانوں کے خلاف نہیں ہے اگر مجھے کوئی ایسا شک ہوتا۔ تو میں اُسکا سبھا پتی بننا منظور نہ کرتا۔ میں اُمید کرتا ہوں کہ مسلم مخالفت کا مطلب یہاں اُردو مخالفت نہیں لیا گیا ہے۔ اُردو مخالفت اور مسلم مخالفت ان شبدوں کا استعمال بہت سے لوگ ایک ہی مضمون کی شکل میں کرتے ہیں۔ پر یہ تو ایک وہم ہے۔ پنجاب دہلی اور کشمیر میں اُردو ہزارہا ہندوؤں اور مسلمانوں کی عام زبان ہے چیز بھی دھیان میں رکھنے کے قابل ہے کہ **اندور کے پچھلے جلسے میں سمیلن نے ہندی کی تعریف یہ کی تھی کہ ہندی وہ بھاشا ہے۔ جسے اتر ہندوستان کے ہندو اور مسلمان بولتے ہیں اور جو دیوناگری یا**

فارسی لکھاوٹ میں لکھی جاتی ھے ۔ اسلئے مجھے آمید ھے کہ آردو مخالفت کے معنی میں بھی اگر مسلم مخالفت شبد لیا گیا ھے تو بھی نامہ نگار نے جس شک کا ذکر کیا ھے وہ دور ھوجائے گا اور شملے میں ھونے والی ھندی ساھیتہ سمیلن کے جلسے کی تیاریوں کا کام آسکے مقصد یا رخ کے بارے میں بغیر کسی طرح کا وھم کئے ویسا ھی جاری رھے گا ۔

ھندی بنام اردو

ھندی آردو کا یہ سوال بارہ ماسی بن گیا ھے ۔ حالانکہ اس کے بارے میں اکثر اپنے خیالات ظاھر کرچکا ھوں اور انھیں پھر سے ظاھر کرنا دھرانا ھی ھوگا پھر بھی اس بارے میں ۔ میں جو کچھ مانتا ھوں آسے بنا کسی دلیل کے سیدھے سادے روپ میں رکھ دینا ٹھیک ھوگا ۔ میرا وشواش ھے کہ ۔

(۱) ھندی ھندوستانی اور آردو شبد آس ایک ھی زبان کو ظاھر کرتے ھیں ۔ جسے اتر بھارت میں ھندو ۔ مسلمان ۔ دونوں بولتے ھیں اور جو دیوناگری یا فارسی لکھاوٹ میں لکھی جاتی ھے ۔

(۲) آس بھاشا کیلئے آردو شبد شروع ھونے سے پہلے ھندو مسلمان دونوں آسے ھندی ھی کہتے تھے ۔

(۳) ھندوستانی شبد بھی بعد میں (یہ میں نہیں جانتا کہ کب سے) اسی بھاشا کے لئے استعمال ھونے لگا ھے ۔

(۴) ھندو ۔ مسلمان دونوں کو یہ بھاشا آسی شکل میں بولنے کی کوشش کرنی چاھئے ۔ جس میں اتر بھارت کے زیادہ تر لوگ آسے سمجھتے ھیں ۔

(۵) بہت سے ھندو اور بہت سے مسلمان سنسکرت اور فارسی یا عربی کے ھی لفظوں کا استعمال کرنے کی ضد کرین گے ۔ یہ حالت ھمیں تب تك برداشت کرنی پڑیگی جبتك ھمارے درمیان ایك دوسرے کے متعلق بےاعتباری اور علیحدگی کا خیال قائم ھے ۔ پر جو ھندو کسی خاص طرح کے مسلم خیالات کو جاننا چاھیں گے ۔ وہ فارسی لکھاوٹ میں لکھی ھوئی آردو کا مطالعہ کرین گے اور اسی طرح جو مسلمان ھندوؤں کی کسی خاص بات کا گیان حاصل کرنا چاھیں گے ۔ انہیں دیو ناگری لکھاوٹ میں لکھی ھوئی ھندی کا مطالعہ کرنا ھوگا ۔

(۶) آخر میں جا کر جب ھمارے دل گھل مل جائیں گے اور ھم سب اپنے اپنے صوبے کی بجائے ھندوستان پر فخر کا احساس کرنے لگیں گے اور مختلف دھرموں کو ایك ھی درخت کے مختلف پھلوں کی شکل میں جاننے اور انہیں کے مطابق آن پر عمل کرنے لگیں گے ۔ تب ھم صوبائی بھاشاؤں کو صوبائی کام کاج کیلئے قائم رکھتے

هوئے ایك هی سب کو منظور لکهاوٹ والی اور سب کو منظور بهاشا پر پهنچ جائیں گے ۔

(۷) **کسی صوبے یا ضلع یا جنتا پر ایک بهاشا یا هندی کے ایک روپ کو لادنے کا جتن کرنا دیش کی سب سے بڑی بهلائی کے لئے زهر هے ۔**

(٨) عام بهاشا کے سوال پر غور کرتے وقت مذهبی فرقوں کا خیال نهیں کرنا چاهئے ۔

(٩) رومن لکهاوٹ نه تر هندوستان کی لکهاوٹ هوسکتی هے ۔ اور نه هونی چاهئے ۔ یه برابری تو فارسی اور دیوناگری کے بیچ هی هوسکتی هے اور آسکی اپنے بنیادی خوبیوں کو الگ رکه دیں تو بهی دیوناگری هی سارے هندوستان کی سب کو منظور لکهارٹ هونی چاهئے کیونکه مختلف صوبوں میں چالو زیاده تر لکهاوٹیں بنیادی طور سے دیوگری سے هی نکلی هیں اور اسلئے آن کیلئے آسے سیکهنا هی سب سے زیاده آسان هے ۔

لیکن اس کے ساته هی مسلمانوں پر یا دوسرے ایسے لوگوں پر جو اس سے انجان هیں اسے زبردستی لادنے کی همیں کسی طرح کی کوئی کوشش نهیں کرنی چاهئیے ۔

(۱۰) اگر آردو کو ھم ھندی سے الگ مانیں ۔ تو میں کہونگا که اندور میں جب میرے کہنے پر ھندی ساھتیه سمیلن نے دھارا نمبر ۱ میں دئے ھوئے بیان کو منظور کر لیا ۔ اور ناگ پور میں میرے کہنے پر بھارتی ساھیته پریشد نے بھی آس کو منظور کرکے انتر صوبائی کاروبار کی سبکو منظور بھاشا کو ھندی یا ھندوستانی کہا ۔ تو اس طرح میں نے آدرو کی سیوا ھی کی ھے ۔ کیونکه اس سے ھندو مسلمان دونوں کو منظور بھاشا کو بنانے کی کوشش میں شامل ھوتے اور صوبائی بھاشاؤں کے سب سے اونچے وچاروں کو آس بھاشا میں لانے کا پوزا پورا موقع مل گیا ھے ۔

(ھریجن سیوک، ۳ جولائی سنه ۱۹۳۷ ع)

اسان ھندی ۔ ھندوستانی

راجندر بابو نے یه کہه کر که پرچارکوں کو کیرکٹر کا اونچا ھونا چاھئے ۔ میرا کام بہت ھلکا کردیا ھے ۔ یه کہنے کی ضرورت نہیں که جو پرچارک ادبی قابلیت نہیں رکھتے آن سے یه کام نہیں ھوسکے گا ۔ پر یه دھیان میں رکھنا ضروری ھے که جن میں کیرکٹر کی کمی ھوگی ۔ وہ کسی کام کے ثابت نه ھوں گے ۔

اندور کے ھندی ساھیته سمیلن کے جلسے میں ھندی کی

جو تعریف کی گئی تھی – یعنی وہ بھاشا جیسے آتر ہندوستان کے ہندو اور مسلمان بولتے ہیں اور دیوناگری اور فارسی دونوں ہی لکھاوٹوں میں لکھی جاتی ہے – اُس ہندی پر اُن کا اچھا ادھیکار ہونا چاہئے – اس بھاشا پر قابو حاصل کرنے کا مطلب بھی نہیں ہے کہ جنتا جس آسان ہندی – ہندوستانی کو بولتی ہے اس پر ہم قابو پائیں بلکہ سنسکرت شبدوں سے لدی بھری ٹھیٹھ ہندی اور فارسی اور عربی الفاظ سے بھری ہوئی اُردو زبان پر ہی ہم کمال حاصل کرائیں – اُن کے علم کے بغیر ہمارا بھاشا کا ادھیکار ادھورا ہی رہے گا – جس طرح چاسر سوفٹ اور جانسن کی انگریزی کے گیان کے بنا کوئی انگریزی بھاشا کا یا بالمیکی اور کالیداس کی ادبی سنسکرت سے کورا رہ کر کوئی یہ دعوی نہیں کرسکتا کہ انگریزی اور سنسکرت پر اُنکا پورا ادھیکار ہے –

پر میں اُن کے دیوناگری یا فارسی لپی کے یا ہندی گرامر کی لاعلمی کو برداشت کرلوں گا – لکین اُن کے کیرکٹر کی کمی کو تو میں ایک گھڑی کیلئے بھی برداشت نہیں کرسکتا – ہمیں یہاں ایسے آدمیوں کی ضرورت نہیں ہے – اور اگر ان امیدواروں میں یہاں کوئی ایسا آدمی ہو – جو اس کسوٹی پر کھرا نہ اتر سکتا ہو تو اُسے ابھی چلا جانا چاہئے – جس کام کیلئے وہ بلائے گئے ہیں وہ کوئی آسان کام نہیں ہے – ایسے انگریزی دان لوگونکا بھی دیش میں ایک مضبوط دل

ھے جو یہ کہتے ھین کہ ایک انگریزی ھی ھندوستان کی راشٹر بھاشا ھوسکتی ۔

کاشی اور الہ آباد کے پنڈت تو سنسکرت سے بھری ھندی چاھتے ھیں اور دھلی اور لکھنؤ کے عالم فارسی لفظوں سے لدی ھوئی اردو کو ۔ ایک تیسرا دل بھی ھے جس سے ھمیں لڑنا پڑتا ھے ۔ یہ دل ھمیشہ یہ آواز اٹھاتا رھتا ھے کہ صوبائی بھاشائیں خطرے میں ھیں ۔

صرف علمیت سے ان طاقتوں کا ھم کامیابی سے مقابلہ نہیں کرسکتے ۔ یہ کام عالمونکا نہیں ھے ۔ یہ تو فقیروں کا کام ھے ۔ جن کا کیرکٹر بالکل پاک ھو اور جو خود غرض طریقوں سے الگ ھوں ۔ اگر لوگ آپکو نہ چاھیں اور جن لوگوں کے بیچ جاکر آپ کام کر رھے ھوں ۔ وہ آپ پر ھاتھ تک چلا بیٹھیں تو میں انھیں دوش نہیں دونگا ۔ آنھوں نے اھنسا کا کوئی برت تو لیا نہیں ھے اسی طرح دھن سے بھی ھمکو زیادہ مدد نہین ملےگی ۔ اکیلے دھن سے کیا ھوسکتا ھے ۔ روپیے سے بھی زیادہ ھم کیرکٹر کو ترجیح دیتے ھیں آج صبح میں آپ لوگوں سے یھی کہنے آیا ھوں کہ آپ اس طرح اس کام میں مدد دیں ۔

(ھریجن سیوک ، ١٧ جولائی ١٩٣٧ سنہ ع)

تعریف کے قابل

مولوی عبدالحق صاحب اور شری راجیندر بابو نے ھندی

آردو بحث کے بارے میں جو اکھٹا بیان نکالا هے - اس سے یه امید کی جاسکتی هے که یه بحث اب ختم هوجائیگی - اور جو لوگ اتر صوبائی بھاشا میں دلچسپی رکھتے هیں، وه اس سوال پر اسکی اچھائی بُرائی کی هی نظر سے وچار کرسکیں گے اور سب ملکر کسی اچھی عملی بات پر بھی پہنچ سکیں گے بیان یه هے "پٹنه میں تاریخ ۲۸ اگست کو بہار آردو کمیٹی کی جو بیٹھك هوئی تھی - اس موقع پر همیں هندوستانی بھاشا کے سوال کے بارے میں ایك دوسرے کے ساته، اور دوسرے بھی کچه دوستوں کے ساته بحث کرنے کا موقع ملا - آردو، هندی هندوستانی کی بحث کے بارے میں جو غلط فهمیاں بدقسمتی سے پیدا هوگئی هیں - آنکو دور کرنے کی فکر همیں تھی - همیں یه کهتے هوئے خوشی هوتی هے که اس سوال کے بہت سے حصوں پر هم نے بحث کی اور هم نے دیکھا که اس بات چیت میں آئے هوئے بہت سے سوالونمیں هم لوگوں کی ایك رائے هے - هم اس بات پر اتفاق کرتے هیں که هندوستانی کو هندوستان کی راشٹر بھاشا هونی چاهئے اور وه آردو اور دیوناگری دونوں لکھاوٹوں میں لکھی جانی چاهئے اور سرکاری دفتروں اور شکشا میں دونوں لکھاوٹوں کو قبول کرلینا چاهئے -

هندوستانی - هم اس زبان کو کهتے هیں جسے اتر هندوستان میں ادمیوں کا بہت

بڑا طبقه بولتا ھے، اور ھم مانتے ھیں که جو شبد، عام کاروبار میں استعمال ھوتے ھیں انھیں چن کر ھندستانی کے ذخیرہ میں داخل کر لینا چاھئے۔ اور ھم یه بھی مانتے ھین که آردو ھندی دونوں کو اور ادب مین استعمال ھونے والی بھاشاؤں کو آن کی ترقی کے لئے پورا موقع ملنا چاھئے۔ ھماری تجویز یه ھے که آردو اور ھندی کے عالمون کی مدد سے ھندستانی لفظون کی ایك ڈکشنری تیار کرنے کی کوشش ھونی چاھئے۔ ایسی لغت بنانے کے لئے اور لفظون کے چناؤ اور ایسے دوسرے کامون کے لئے ھندی آردو کے ماھرین کی ایك چھوٹی سی کمیٹی مقرر کرنی چاھئے۔ آردو اور ھندی کے ایسے وزن دار حامیون کی یه کمیٹی بنی چاھئے جو یه مانتے ھوں که ان دونوں زبانوں کو ایك دوسرے کے زیادہ نزدیك لایا جائے اور ھندستانی بھاشا کی ترقی کو آکسایا جائے اور اس طرح ان دونوں زبانوں کے بولنے والون کے بیچ رواداری پیدا کی جائے۔ جتنی جلدی ھو سکے اتنی جلدی یه کمیٹی بلائی جائے۔ ھمیں امید ھے که اس بیان کے نکالنے والے ایسے ھندستانی لفظوں کو تیار کرنے کا جنھیں سب پارٹیوں کے لوگ منظور کرسکیں جلدی ھی کام شروع کرین گے اور اس کام کیلئے اور بہت سے بڑے بڑے سوالوں کو حل کرنے کیلئے جس کمیٹی کا بنانا انھوں نے طے

کیا ھے اُسے فوراً ھی مقرر کرین گے ۔ اگر کام کو جلدی سے سلجھانا ھے تو میں اس بات پر زور دون گا کہ کمیٹی جہان تک ھو، چھوٹی ھونی چاھئے ۔

(ھریجن سیوک، ۱۸ ستمبر سنہ ۱۹۳۷ ع)

کانگریس کی نیتی

آل انڈیا کانگریس کمیٹی کے حال کے جلسے میں ڈاکٹر اشرف نے ھندستانی زبان کے متعلق جو ریزولیوشن رکھا تھا اُس کے بارے میں ورکنگ کمیٹی کو افسوس ھے کہ کئی طرح کی ترمیمون سے اتنی گڑبڑ ھوئی کہ وہ ریزولیوشن اُڑ گیا۔ لیکن کانگریس کی جس حالت کا نیچے لکھی دھارا مین ذکر کیا گیا ھے اُس مین اس ریزولیوشن کے اُڑ جانے سے کسی طرح کا فرق نہین پڑتا۔ دھارا ۱۹ (اے) یہ ھے کہ کانگریس آل انڈیا کانگریس کمیٹی اور ورکنگ کمیٹی کا کام کاج عام طور پر ھندستانی مین ھوا کرے گا - بولنے والے اگر ھندستانی مین نہ بول سکین تب یا جب صدر اجازت دے تب انگریزی بھاشا کا یا کسی صوبائی بھاشا کا استعمال کیا جاسکے گا - (بی) صوبائی کمیٹی کا کام کاج عام طور پر صوبے کی بھاشا مین ھوا کرے گا مگر ھندستانی بھاشا کا استعمال بھی کیا جا سکے گا۔

کانگریس کی رائے کے مطابق ھندستانی وہ بھاشا ھے جسے اتر بھارت کے لوگ استعمال مین لاتے ھین اور جو دیوناگری

یا آردو دونون لپیون مین لکھی جاتی ھے - در اصل کانگریس کی یہی نیتی چلی آرھی ھے کہ تمام سبھاؤن مین اور کانگریس کمیٹیون کے کام کاج مین ھندستانی کا استعمال کرنے کی ضد رکھی جائے - ورکنگ کمیٹی کو امید ھے کہ اس سال کے آخیر تک کانگریس کے لوگ راشٹریہ بھاشا ھندستانی مین بولنے کی مشق کرلین گے جس سے پھر کانگریس کی سبھاؤن مین یا کانگریس کمیٹون کے دفترون مین انتر صوبائی کاروبار کے لئے انگریزی کا استعمال کرنے کی ضرورت نہ رھے - صرف پریذیڈنٹ جب ضروری سمجھے تو انگریزی کا استعمال کرنے کی اجازت دے سکے -

(کانگریس ورکنگ کمیٹی کا ۱۹۳۸ کا ریزولیوشن)

ھماری راشٹر بھاشا

ھندستانی ھماری ' راشٹر بھاشا ھے یا ھوگی - اگر ایسے اعلان ھم نے سچائی کے ساتھ کئے ھیں تو پھر ھندستانی کا گیان حاصل کرنے میں کوئی بُرائی نہیں ھے - انگلینڈ کے سکولوں میں لاطینی سیکھنا لازمی تھا اور شاید اب بھی ھے - اس کے مطالعہ سے انگریزی کے مطالعہ مین کوی رکاوٹ نہیں پڑی بلکہ اسکے گیان سے انگریزی بھاشا اور پھلی پھولی - اسلئے 'ماتری بھاشا خطرے میں ھے' کا جو شور مچایا جاتا ھے وہ یا تو لاعلمی کی وجہ سے مچایا جاتا ھے

یا اس میں دھوکہ ھے ۔ جو لوگ ایمانداری کے ساتھ ایسا سوچتے ھیں انکی اس دیش بھگتی پر ترس آتا ھے کہ ھمارے بچے ھندستانی سیکھنے کیلئے اپنا ایک گھنٹہ بھی نہ دیں ۔ اگر ھمیں تمام بھارتی راشٹریتا حاصل کرنی ھے تو صوبائی تنگ دلی کو چھوڑنا ھی پڑے گا ۔ سوال یہ ھے کہ ھندستان ایک دیش اور راشٹر ھے یا بہت سے دیشوں اور راشٹروں کا گٹھ جوڑ ھے ۔ جو لوگ یہ مانتے ھیں کہ یہ ایک دیش ھے انہیں تو راجا جی کا پورا ساتھ دینا چاھئے ۔

(ھریجن سیوک ۱۰ ستمبر سنہ ۱۹۳۸ع)

ھندستانی ۔ ھندی اور اردو

ھندی اردو کے سوال پر سخت بحث چل پڑی ھے اور ابھی چل رھی ھے ۔ یہ بڑے افسوس کی بات ھے ۔ جہاں تک کانگریس کا تعلق ھے ھندستانی ھی وہ بھاشا ھے جسے اس نے انتر صوبائی تعلق کیلئے باضابطہ تمام بھارت کی بھاشا منظور کیا ھے ۔ ورکنگ کمیٹی کے حال کے پرستاؤ سے اس سمبندھ کے سارے وھم دور ھوجانے چاھیں ۔ جن کانگریس والوں کو سارے ھندستان میں کام کرنا پڑتا ھے وہ اگر دونوں لکھاوٹوں میں ھندستانی سیکھنے کی تکلیف اٹھائیں تو اپنی سبکی پسند کی بھاشا کی منزل کی طرف ھم بہت کچھ آگے بڑھ جائیں کیونکہ اصلی جھگڑا ھندی اور اردو میں نہیں

بلکه هندستانی اور انگریزی مین هے ۔ وهی سخت مقابله هے ۔ مین تو اسکے لئے یقینی طور پر بہت فکر مند هون ۔

هندی اردو بحث کی کوئی بنیاد نهیں هے ۔ هندستانی کے بارے مین کانگریس کی جو رائے هے اسکو بہی اصلی شکل ملنی هے اور ایسا تب تک نه هوگا جب تک کانگریس کی کاروائی صرف هندستانی مین نه هونے لگے گی ۔ کانگریس والون کے فایدے کے لئے کانگریس کو هندستانی کے لغت بنانے پڑین گے اور ایك ایسا محکمه کهولنا پڑیگا جو ان لغتوں کے علاوه کام میں آنے والے نئے نئے شبد مہیا کریگا ۔ یه کام بہت بڑا هے لیکن اگر همیں درحقیقت سارے هندستان میں چالو ایك زنده اور بڑهتی هوئی بهاشا کو پیدا کرنا هے تو ایسا کرنا هی چاهئے ۔ یه محکمه اس بات کا فیصله کریگا که آردو یا دیوناگری لپیوں میں لکهے هوئے موجوده ساهیته کے گرنتهوں اور ماهانه هفته واری اور روزانه پرچوں میں سے کن کن کو هندستانی کا سمجها جائے ۔ یه ایك پیچیده مسئله هے جس میں کامیابی پانے کے لئے بڑی محنت کی ضرورت هے ۔

هندستانی کو اصلی شکل دینے کیلئے هندی اور اردو کو اسکی پالنے والی بهاشائیں سمجهنا چاهئے ۔ اس لئے کانگریس والونکو ان دونوں کی طرف اچهے وچار رکهنے

چاهیں اور جہاں تک بن سکے ان دونوں کے هی نزدیک رهنا چاهئے ۔

ایك ترقی یافته راشٹر کی هر ایك ضرورت کو پورا کرنے کیلئے اس هندستانی کو بہت سے بول چال کے شبد مہیا کرنے پڑینگے ۔ بنگال یا دکہن کے سننے والون کے سامنے جو هندستانی بولی جائے گی اُس میں قدرتی طور پر سنسکرت سے پیدا هوئے شبدون کا دخل هوگا ۔ وهی بات جب پنجاب مین کہی جائیگی تو اُس میں عربی فارسی سے پیدا هوئے شبدون کی کافی ملاوٹ هوگی ۔ یہی حال اُن سننے والون کے سامنے هوگا جن میں مسلمانون کی تعداد زیادہ هوگی جو سنسکرت سے بنے هوے بہت سے شبد نہیں سمجه سکتے ۔ اس لئے جن لوگون کو سارے هندستان مین تقریرین کرنی پڑتی هیں اُن کے پاس هندستانی لفظون کا ذخیرہ ایسا هونا چاهئے جس کی مدد سے بهارت کے سب هی حصون کے سننے والون کے سامنے وہ بنا کسی هچکچاهٹ کے بول سکین ۔ پنڈت مالوی جی اس بات مین سب سے بڑه چڑه کر هیں ۔ میں جانتا هون سننے والون کو چاهئے هندی بولنے والے هون یا اُردو بولنے والے اپنی طرف مخاطب کرنے میں انهیں کبهی مشکل نہیں پڑتی ۔ کسی ٹهیك لفظ کے لئے میں نے انہیں کبہی بهٹکتے نه پایا ۔ یہی بات بابو بهگوان داس کی هے جو اپني تقریرون مین هرطرح کے بول چال کے لفظون

کا استعمال کرتے ہیں اور اس بات کا دھیان رکھتے ہیں
کہ اُن میں سے کوئی ناموزون تو نہیں ۔ یہ لکھتے وقت مسلمانون
میں محمد علی کا خیال آتا ہے جن کے پاس دونون ہی
طرح کے سننے والون کے لئے کافی ہر طرح کے لفظون کا
ذخیرہ تھا ۔ اس سے انہیں کافی فائدہ ہوا ۔ کانگریس سے
آزاد رہ کر ہندی اور اردو برابر ترقی کرتی رہیں گی ہندی
زیادہ تر ہندوؤں میں اور اردو مسلمانون میں محدود رہیگی۔
درحقیقت ہندی جاننے والے ایسے مسلمان بہت کم ہیں
جنہیں اُس کا پنڈت کہا جا سکے حالانکہ میں یقین
کرتا ہون کہ ہندی بولنے والے حصون میں پیدا ہونے
والے مسلمانون کی مادری زبان ہندی ہی ہے ۔ اسی طرح
ایسے ہزارون ہندو ہیں جن کی ماتری بھاشا اردو ہے ۔
اور اُن میں سے سینکڑون ایسے بھی ہیں جنہیں اردو
کا پنڈت کہا جا سکتا ہے ۔ پنڈت موتی لال نہرو ایسے
ہی تھے ۔ ڈاکٹر تیج بہادر سپرو کی نسبت بھی ہم یہی
کہہ سکتے ہین ۔ ایسی مثالین اور بھی بہت سی مل
سکتی ہین ۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ ان دو بہنون مین
کوئی جھگڑا یا حسد ہو ۔ ہان پریم بھرا رشک تو ہمیشہ
ہونا ہی چاہئے ۔ میرے پاس جو کچھ حالات آئے ہین اُون سے
تو ایسا معلوم پڑتا ہے کہ مولوی عبدالحق صاحب کے زیر
اہتمام عثمانیہ یونیورسٹی اردو کی بڑی سیوا کر رہی ہے

اس یونیورسٹی میں آردو کا ایک بہت بڑا خزانہ ہے۔ سائینس کی بھی کتابین آردو مین تیار کی جارہی ہین۔ اور چونکہ آس یونیورسٹی مین ایمانداری کے ساتھ آردو کی تعلیم دی جارہی ہے اس لئے آس کی ترقی ہونی چاہئے۔ بلا وجہ کسی تعصب کی وجہ سے اگر آج ہندی بولنے والے ہندو وہان کے بڑھتے ہوے ساہتیہ سے فائدہ نہ اٹھائین تو یہ آن کا قصور ہے۔ لیکن آس تعصب کا انت تو یقینی ہے کیونکہ دونون جاتیون کے بیچ کی موجودہ نااتفاقی تمام بیماریون کی طرح کچھ تھوڑی دیر کی مہمان ہے۔ اچھا ہو یا برا پر یہ دونون جاتیان تو ہندستان کی ہو چکی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کی پڑوسی ہین اور اسی دیش کی سنتان ہین۔ یہین وہ پیدا ہوئے ہین اور یہین مرینگے اس لئے اگر وہ خود بخود ہی من سے نہ رہنے لگے تو قدرت اس کے لئے انہیں مجبور کریگی۔ جو حال ہندؤن کا ہے وہی مسلمانون کا ہے۔ اگر مسلمان ہندو ساہتیہ سمیلن اور ناگری پرچارنی سبھا کی نرم کوششون کے نتیجے کا فائدہ نہ اٹھائین تو یہ آن کا قصور ہے۔ یہ بڑے دکھہ کی بات ہے کہ سمیلن نے ہندی کی یہ تعریف کر کے کہ وہ بھاشا جو اتر بھارت مین ہندو مسلمانون کے ذریعہ بولی جاتی ہے اور جو آردو یا ناگری لکھاوٹ میں لکھی جاتی ہے

(اپنی طرف سے) جو بڑا قدم اٹھایا هے مسلمانون نے فخر اور خوشی کے ساتهه آس کی داد نہین دی هے ۔ اس طرح جہان تک اس بیان کا تعلق هے کانگریس نے هندستانی کی جو تشریح کی هے آس کے ساتهه اس کا میل بیٹهه جاتا هے

مین یه جانتا هون که ایسے بهی کچه لوگ هین جو اس بات کا سپنا دیکهتے هین که یهان خالی اردو یا خالی هندی هی رهے گی ۔ لیکن میرا خیال هے که یه ناپاک سپنا هے اور همیشه سپنا هی رهے گا ۔

(هریجن سیوک ۔ ۲۹ اکتوبر ۳۸ء)

راشٹر بهاشا کا نام

ایک مسلمان دوست جو اپنے کو پرانا کانگریسی کام کرنے والا کہتے هین مجهے لکهتے هین که جهان تک مجهے یاد هے اس بارے مین کانگریس کے پاس کئے هوئے ریزولیوشن مین هندی نہین بلکه هندستانی نام رکها گیا هے ۔ آپ خود بهی اپنی تمام تقریرون مین اور تحریرون مین همیشه هندستانی لفظ کا هی استعمال کرتے رهے هین **ایسی حالت مین یه ایک افسوس کی بات هے که بهت**

سے گانگریسی کانگریس کے پرستاو کی عزت نہ کرتے ہوئے' ہندی نام ہی استعمال کرتے رہتے ہین۔ اس غلط لفظ کے استعمال سے کانگریس کے ماتحت کام کرنے والے مختلف فرقون یا منڈلون مین بہت غلط فہمی پھیل گئی ہے۔ میرے خیال مین ہر ایک کانگریسی کو چاہئے کہ راشٹر بھاشا کا ذکر کرتے وقت وہ ہندی یا اردو مین سے کسی کو کہین استعمال نہ کرے بلکہ ہندستانی لفظ کا استعمال کرے۔

مین اس سمجھاؤ کو سچے دل سے منظور کرتا ہون۔ راشٹر بھاشا کا ایک ہی نام ہے اور وہ ہے 'ہندستانی'

(سیگاؤن – ۲۵ دسمبر ۳۸ء)

سچی سیوا

جب تک آپ لوگ اردو۔ ہندی دونون کے خاصے عالم نہین بن جاتے تب تک راشٹر بھاشا کی سچی سیوا نہین کر سکتے راشٹر بھاشا کے پرچارکون کو تو ٹھیک ٹھیک اسکا عالم بنا ہے اس علم کو حاصل کئے بنا وہ کسی طرح سچے پرچارک نہین ہو سکتے۔ آپ لوگ پوچھ سکتے ہین کہ جب اردو اور بنگلا مین اچھا ادب موجود ہے آپ اسی کو راشٹر بھاشا کیون

نہ مانین ۔ ہان یہ کہنا ٹھیک ہے لیکن مین دیکھتا ہون کہ ایسی کوئی بھاشا نہین ۔ ہندی آردو کے میل کو چھوڑ کر ۔ جو راشٹر بھاشا بن سکے ۔ ہندی آردو کا ملاپ بہت آسان ہے ۔ دھیرے دھیرے آپ لوگون کی محنت سے اس میل سے اونچا ادب بھی تیار ہو سکتا ہے ۔ یہی آشا ہے اور اسی لئے مین نے ہندی آردو کے آسان میل کو راشٹر بھاشا بنانے پر زور دیا ہے ۔ مجھے آمید ہے کہ آگے چل کر ہندستان کے سب بھائی بہن ہندی آردو کے میل کو راشٹر بھاشا منظور کر لین گے ۔ یہی عام جنتا کی بھاشا ہو سکتی ہے ۔ اسی لئے اس کو چنا گیا ہے کہ اس کے بولنے والون کی تعداد سب سے زیادہ ہے ۔

(سب کی بولی ۔ اکتوبر سنہ ۱۹۳۹ ع)

قومی زبان

سارے ہندستان کے ساتھہ بیوہار کرنے کے لئے ہم کو بھارتی بھاشاون مین سے ایک ایسی بھاشا یا زبان کی ضرورت ہے جسے آج زیادہ سے زیادہ تعداد مین لوگ جانتے اور سمجھتے ہون اور باقی لوگ جسے جلدی سیکھہ سکین ۔ اس مین شک نہین کہ ہندی ایسی ہی بھاشا ہے ۔ اتر کے ہندو اور مسلمان دونون اس بھاشا کو بولتے اور سمجھتے ہین ۔ یہی بولی جب آردو لکھاوٹ مین لکھی جاتی

هے تو آردو کہلاتی هے - راشٹری مہا سبھا نے ۱۹۲۵ء کے اپنے کان پور والے جلسے مین منظور کئے هوئے مشہور رزولیوشن مین سارے هندستان کی اسی بولی کو هندی کہا هے - اور تب سے اصولاً هی کیون نه هو "هندستانی" راشٹر بھاشا یا قومی زبان مانی گئی هے - اصولاً مین نے جان بوجھه کر کہا هے کیونکه خود کانگریس والون نے بھی اس کو جتنا استعمال کرنا چاهئے نہین کیا - هندستان کی عام جنتا کی سیاسی تعلیم کے لئے هندستان کی بھاشاون کی اهمیت کو پہچاننے اور ماننے کی ایك خاص کوشش ۱۹۲۰ مین شروع کی گئی تھی - اس خیال سے اس بات کی خاص گوشش کی گئی تھی که سارے هندستان کے لئے ایك ایسی بھاشا کو جان اور مان لیا جائے جسے سیاسی نقط نظر سے جاگا هوا هندستان آسانی سے بول سکے اور تمام بھارتی راشٹری مہا سبھا کے عام جلسون مین اکھٹا هونے والے هندستان کے جدا جدا صوبون سے آئے هوئے کانگریسی اوسے سمجھه سکین - یه راشٹر بھاشا هین اس طرح سیکھنی چاهئے که جس سے هم سب اس کی دونون طرزون کو سمجه اور بول سکین اور اسے دونون لکھاوٹون مین لکھ سکین - مجھے افسوس کے ساتھه کہنا پڑتا هے که بہت سے کانگریس والون نے اس ٹھراؤ پر عمل نہین کیا - میری سمجه مین اس کا ایك شرمناك نتیجه یه هوا هے که آج بھی

انگریزی بولنے کی ضد رکھنے والے اور اپنے سمجھنے کے لئے دوسروں کو انگریزی مین ھی بولنے کے لئے مجبور کرنے والے کانگریس والون کا بیہودہ نظارہ ھمین دیکھنا پڑتا ھے۔ انگریزی زبان نے ھم پر جو جادو ڈالا ھے اس کے اثر سے ھم ابھی تک چھوٹے نہین ھین۔ اس جادو کے جال مین پھنس کر ھم لوگ ھندستان کو اپنے مقصد کی طرف آگے بڑھنے سے روک رھے ھین۔ جتنے سال ھم انگریزی سیکھنے مین برباد کرتے ھین اگر اتنے مہینے بھی ھم ھندستانی سیکھنے کی تکلیف نہ اٹھائین تو سچ مچ ھی کہنا ھوگا کہ ھم عام لوگون کی طرف اپنے پریم کی جو ڈینگین ھانکا کرتے ھین وہ نری ڈینگین ھی ھین۔

(رچنا تمک کاریہ کرم)

ھندوستانی

دکھہ ھے کہ کانگریس کے پرستاؤ پر جتنا اور جیسا چاھئے عمل نہین کیا جاتا۔ اس مین قصور کانگریس والون کا ھی ھے۔ وہ ھندستانی سیکھنے کی تکلیف گوارا نہین کرتے۔ معلوم ھوتا ھے کہ انگریز عالمون کے ٹکر کی انگریزی سیکھنے کی ناکام کوشش مین دوسری بھاشائین سیکھنے کی ان کی ساری طاقت چک جاتی ھے۔ نتیجہ اس کا بہت ھی دردناک ھوا ھے۔ ھماری صوبائی بھاشائین کنگال اور پھیکی بن گئی ھین۔

اور راشٹر بھاشا ھندستانی اپنی جگہ سے گر گئی ھے۔ یہی وجہ ھے کہ آج دیش کے لاکھوں کڑوڑوں لوگوں کے ساتھہ مٹھی بھر انگریزی پڑھے لکھے لوگ ھی قدرتی طور پر عام رعایا کے رھنما ھیں۔ سرکاری اسکولوں کو چھوڑ کر دیش میں عام جنتا کی تعلیم کا اور کوئی خاص بندوبست نہیں ھے۔ چنانچہ انگریزی کی جگہ ھندستانی کو عزت دلانے کا مبارك کام کانگریس کے سامنے ھے۔ دراصل تو اس پرستاؤ کو پاس کرنے کے ساتھہ ھی آسے اس پر عمل کرنے کے لئے ایك خاص محکمہ کھولنا چاھئیے تھا۔ وہ چاھے تو اب بھی کھول سکتی ھے لیکن اگر وہ نہیں کھولتی تو آن کانگریس والوں کو اور دوسرے لوگوں کو جنہیں نجی طور پر راشٹر بھاشا کی تعمیر میں دلچسپی ھے آگے آکر اس کام کو اٹھا لینا چاھئیے۔ لیکن یہ ھندستانی ھے کیا چیز؟ آردو یا ھندی سے الگ اس نام کی اور کوئی بھاشا نہیں۔

کبھی کبھی لوگ آردو کو ھی ھندستانی بھی کہتے ھیں۔ تو کیا کانگریس نے اپنے ودھان کی آوپر والی دھارا میں آردو کو ھی ھندستانی مانا ھے۔ کیا اس میں ھندی کی جو سب سے زیادہ بولی جاتی ھے کوی جگہ نہیں۔ یہ تو مطلب کا ستیاناش کرنا ھوگا۔ صاف طور پر یہاں اس کا مطلب صرف ھندی بھی نہیں ھوسکتا اس لئے اس کا صحیح صحیح مطلب تو ھندی اور آردو ھی ھوسکتا ھے۔ ان دونوں کے میل

سے ھمین ایك ایسی زبان تیار کرنی ھے جو سب کے کام آسکے ۔ ایسی کوئی زبان جو لکھی بھی جاتی ھو آج رواج مین نہین ھے ۔ لیکن آتر بھارت مین آج بھی کڑوڑون آن پڑہ ھندو اور مسلمانون کی یہی ایك بولی ھے چونکہ یہ لکھی نہین جاتی اس لئے ادھوری ھے ۔ اور جو لکھی جاتی ھے آس کی دو الگ الگ دھارائین بن گئی ھین جو دن بہ دن ایك دوسرے سے دور ھٹ رھی ھین اس لئے ھندستانی کا مطلب ھندی اور آردو ھو گیا ھے ۔ یعنی ھندی اور آردو دونون اپنے کو ھندستانی کہہ سکتی ھین بشرطکہ وہ ایك دوسری کا تیاگ نہ کرین اور اپنی اپنی خاصیت اور مٹھاس کو قایم رکھتے ھوئے باقاعدہ آپس مین گھل مل جانے کی کوشش کرین ۔ آج ھندستانی کا اپنا ایسا کوئی سنگھٹن نہین جو ان ایك دوسری سے دور بھاگتی ھوئی دو دھاراؤن کو نزدیك لانے اور ملانے کی کوشش مین لگا ھو ۔ ھندی ساھتیہ سمیلان اور انجمن ترقی آردو کو یہ کام کرنا ھے ۔ یہ ایك کرنے کے لایق نیك کام ھے ۔ سمیلان کے ساتھہ تو میرا تعلق ۱۹۱۸ سے ھے جب مین پہلی بار آس کا سبھاپتی چنا گیا تھا ۔ آس وقت مین نے راشٹر بھاشا کے متعلق اپنے وچار جنتا کے سامنے رکھے تھے ۔ ۱۹۳۵ مین جب مین دوبارہ آس کا سبھاپتی چنا گیا تو میرے سمجھانے پر سمیلان نے ھندی کی میری اس تشریح کو

منظور کرلیا کہ ہندی سے مطلب اُس زبان یا بولی سے ہے جسے اتری ہندستان کے ہندو اور مسلمان عام طور پر بولتے ہیں اور جو فارسی یا دیوناگری میں لکھی جاتی ہے۔ قدرتی طور پر اس کا نتیجہ یہ ہونا چاہئے تھا کہ سمیلن کے ممبر اس نئی تشریح کے مطابق ہندی کا اپنا علم بڑھاتے اور اس طرح کا ساہتیہ تیار کرتے جسے ہندو اور مسلمان دونون پڑھ سکتے۔ اس کے لئے سمیلن کے ممبرون کو سمجھ فارسی لکھاوٹ سیکھنی پڑتی مگر معلوم ہوتا ہے انہون نے اپنے کو اس عزت کے لآیق حق سے محروم رکھنا پسند کیا ہے۔ خیر اب بھی کچھ بگڑا نہیں۔ دیر آید درست آید۔ کاش وہ اب بھی جاگیں۔ انہیں انجمن کی راہ نہیں دیکھنی چاہئے۔ اگر انجمن بھی جاگے اور کچھ کرے تو بڑی بات ہو۔ کیا ہی اچھا ہو کہ دونون سنستھائین آپس میں مل کر اور ایک دل ہو کر کام کرین۔ لیکن میں نے تو دونون کو اپنے اپنے ڈھنگ سے الگ الگ کام کرنے کی بات بھی سجھائی ہے۔ میں مانتا ہون کہ اس طرح جو بھی سنستھا میرے بنائے ہوئے ڈھنگ پر کام کرے گی وہ نہ صرف اپنی بھاشا کو امیر بنائے گی بلکہ اخر میں ایک ایسی ملی جلی بھاشا کو پیدا بھی کرے گی جو سارے دیش کے کام آیگی۔ کم نصیبی تو یہ ہے کہ آج ہندی اردو کا سوال ایک قومی جھگڑے کا سوال بن گیا ہے۔ جھگڑے کی

ہندی ۔ اردو ۔ ہندستانی

نیچے لکھا خط ایک بھائی نے پچھلی ۲۹ جنوری لکھ کر میرے نام رجسٹری سے بھیجا تھا جو مجھے سیواگرام مین ۳۱ جنوری کو ملا ۔ ” کاشی یونیورسٹی والی آپ کی تقریر کا مجھ پر گہرا اثر پڑا ہے ۔ خاص طور پر ہمارے تعلیمی اداروں مین ہندستانی کو پڑھائی کا ذریعہ بنانے کی بات اس موقع پر بہت موزون رہی ۔ لیکن کیا سچ مچ ہی آپ یہ مانتے ہیں کہ ہندستانی نام کی کوئی زبان آج ہمارے دیش مین موجود ہے ۔ دراصل تو ایسی کوئی زبان ہے ہی نہین ۔ مجھے ڈر ہے کہ کاشی میں آپ نے ہندستانی کی اتنی حمایت نہین کی جتنی ہندی کی اور یہی حال سب کانگریسیون کا ہے ۔ مجھے تعجب ہوتا ہے کہ آپ اپنے من کی بات کھلے طور پر کیون نہین کہتے ۔ کہئے کہ آپ ہندی چاہتے ہین ۔ اس ہندی کو آپ ہندستانی اور اس سے بھی بدتر ” ہندی ۔ ہندستانی “ کیون کہتے ہین ۔ کچھ سال پہلے آپ نے اسے یہ نام دینا چاہا تھا لیکن کسی نے اسے اپنایا نہین ۔ مہاتما جی ' آپ کہتے ہیں آپ کو اردو سے کوئی حسد نہین ۔ مگر آپ تو اسے کھلم کھلا فارسی لکھاوٹ میں لکھی جانے والی مسلمانون کی بھاشا کہہ چکے ہین ۔ آپ نے یہ بھی فرمایا

ہے کہ اگر مسلمان چاہین تو پہلے ہی اس کی حفاظت کرین - دوسری طرف آپ کئی بار ہندی ساہتیہ سمیلن کے سبھاپتی رہ چکے ہین - اور ہندی کی حمایت کرتے ہوئے اس کے لئے لاکھون کا چندہ جمع کر چکے ہین - کیا کبھی آپ نے اردو کا پرچار کرنے والی کسی سبھا کی صدارت کی ہے اور اب بھی آپ اس طرح کی صدارت منظور کرین گے؟ - اور کیا کبھی اردو کی ترقی کے لئے آپ نے ایک پائی کا بھی چندہ اکھٹا کیا ہے؟ - مین تو کانگریس والون کے منہ سے یہ سنتے سنتے دق آگیا ہون کہ مسلم لیگیون کو سنسکرت شبدون کا استعمال کرنے سے بچنا نہ چاہئے - وہ کہتے ہین اس طرح جو زبان بنیگی وہ ہندستانی ہوگی - مہاتما جی آپ خود ایک اچھے لیکھک ہین - آپ کو تو پتا ہونا چاہئے کہ منجھے ہوئے لیکھک جن کی اپنی ایک طرز بن چکی ہے کبھی فارسی اور سنسکرت کے ان شبدون کو چھوڑ نہ سکین گے جو ان کی اپنی بھاشا کے حصے بن چکے ہین، اس لئے آپ کی یہ صلاح بالکل کام مین آنے والی نہین ہے - مگر ایک راستہ ہے وہ یہ کہ یوپی جیسے کسی ایک صوبے مین ہائی سکول تک کی پڑھائی کے لئے اردو اور ہندی دونون کو لازمی بنا دیجئے - اس طرح جس صوبے مین دونون زبانین

لازمی طور پر پڑهائی جائینگی وهان قریب پچاس سال کے اندر ایك عام فهم بهاشا تیار هو جائیگی جو هماری اپنی بهاشا هوگی۔ وه همارے ساتهه رهیگی۔ اور جس زبان کو هم اپنے اوپر زبردستی لاد رهے هین وه همارے جیون سے هٹ جائیگی۔ یه صاف ظاهر هے که جب هم دونون بهاشائین سیکهین گے تو اپنے آپ هم آپسی مین اپنے وچار ظاهر کرنا پسند کرین گے جو زیاده پهلی پهولی زیاده خوبصورت۔ زیاده لبهاوتی۔ زیاده مختصر اور زیاده با معنی یعنی تهوڑے مین بهت کهنے والی هوگی۔ اس سے نه صرف دیشی بهاشاؤن کے پرچار کا راسته آسان اور هموار بنیگا بلکه هندو مسلمانون کے سماجك جیون کے بیچ پڑی هوئی چوڑی کهائی کو پاٹنے مین بهی بڑی مدد ملے گی۔ ایك دوسرے کے ساهیته کو پڑهکر هم ایك دوسرے کے خیالون اور وچارون کو سمجهه سکین گے اور اُن کے لئے من مین همدردی رکهه سکین گے۔ هو سکتا هے که اس طرح هندی اور آردو کے میل سے ایك نئی زبان سامنے آجائے اور وه هندستانی کهلائے۔ چونکه یه زبان دونون زبانون کی جانکاری کا نتیجه هوگی اسی لئے وه دونون قومون کی ایك قدرتی زبان بن جائیگی۔ مهاتما جی، اگر آپ سچ مچ اپنے اس ملك

کے لئے ایک عام فہم قومی زبان چاہتے هین تو مجھے یقین هے که آپ میرے اس سمجھاؤ کو منظور کرلین گے اور اپنی سفارش کے ساتھه اسے دیش کے سامنے پیش کرین گے۔ مگر مین مانتا هون که آپ ایسا نہین کرین گے کیونکه آپ برابر هندی کی حمایت کرتے آئے هین۔ اور آسی کو ملك پر لادنے کی پوری کوشش کرتے رهے هین۔ اور آپ یه بهی جانتے هون گے که اگر هندی اور آردو دونون لازمی بنا دی گئین تو آردو هندی کو میدان سے اکھیڑ دیگی کیونکه هندی کے مقابله مین آردو زیاده صحیح زیاده منجھی هوی زیاده بامعنی اور زیاده خوبصورت هے۔ مگر میری یه تجویز دونون زبانون کو ایک موقع دیتی هے۔ اگر آپ کا خیال هے که هندی ملك کی اپنی قدرتی بهاشا هے تو آپ کو یه وشواش هونا چاهیے که وه آردو کو میدان سے هٹا دے گی جیسا که آپ نے پچھلے سال بهی مجھے لکھا تھا۔ آپ کا یه کہنا که دونون زبانون کو لازمی بنانے کی کوئی طاقت آپ کے هاتهه مین نہین هے بے مطلب سا هے۔ اگر آپ اس تجویز کو اپنی سفارش کے ساتهه ملك کے سامنے رکھنا پسند کرین گے تو ضرور هی آس کا اثر بهی هوگا۔"

انهون نے خط کے نیچے اپنے دستخط تو کئے هین لیکن

ساتھه ھی اس پر «نجی» بھی لکھا ھے۔ اس لئے یہاں مین ان کا نام نہین دے رھا۔ نام کی کوئی خاص اھمیت بھی نہین۔ مین جانتا ھون که جو خیالات ان بھائی کے ھین وھی اور بھی بہتیرے مسلمانون کے ھیں۔ میرے ھزار انکار کرنے پر بھی یه برائی دور نہین ھو پائی ھے۔ لیکن جہاں تك مجھه سے تعلق ھے ان بھائی کو میرے اس لکھے ھوئے سے تسلی ھو جانی چاھیے جو اسی مضمون پر ۲۳ جنوری کو لکھا گیا تھا اور یکم فروری کے 'ھریجن سیوك'' میں چھپ چکا ھے۔ مین خط لکھنے والے کی اس بات سے پوری طرح اتفاق کرتا ھون که جو لوگ ایك راشٹر بھاشا کے حمایتی ھیں انھین اس کی ھندی اور اردو دونوں شکلین سیکھنی چاھئین۔ ان ھی لوگوں کی کوشش سے مین وہ بھاشا ملیگی جو سب کی بھاشا یا لوك بھاشا کہلائیگی۔ بھاشا کی جو شکل لوگون کو خواہ وہ ھندو ھون یا مسلمان زیادہ پسند آئے گی اور جسے لوگ زیادہ سمجھه سکین گے بلا شك وھی دیش کی لوك بھاشا بنیگی۔ اگر لوگ میری اس تجویز کو عام طور پر اپنا لین تو پھر بھاشا کا سوال نه تو سیاسی سوال رہ جائیگا اور نه وہ کسی جھگڑے کی جڑ بن سکیگا۔ مین خط لکھنے والے کی اس بات کو ماننے کو تیار نہین که اردو زیادہ پھلی پھولی زیادہ خوبصورت

زیادہ لبھاونی۔ زیادہ مختصر اور زیادہ بامعنی یعنی تھوڑے مین بہت کہنے والی زبان ھے۔ یہ سب چیزین کسی ایك بھاشا کی اپنی وراثت نہین ھوتین۔ بھاشا تو جیسی ھم بنانا چاھین بن جاتی ھے۔ انگریزی کی جو خوبیان آج ھمین معلوم ھوتی ھیں وہ انگریزوں کی کوشش سے ھی اس میں آئی ھیں۔ دوسرے شبدوں میں بھاشا ھماری ھی بنائی ھوئی ھوتی ھے اور وہ اپنے بنانے والے کے رنگ میں رنگی رھتی ھے۔ آج کل کی بنگلہ کو بنانے والے بنکم اور رویندر ھی نہ تھے۔ اس لیے اگر اردو آج ھندی سے ھر بات میں بڑھی چڑھی ھے تو اس کی یہی وجہ ھو سکتی ھے کہ اس کے مالك ھندی کے مالکوں سے زیادہ لایق رھے ھوں۔ مگر اس پر مین اپنی کوئی راے نہیں دے سکتا کیونکہ بھاشا شاستری کی نظر سے مین نے دونوں میں سے کسی ایك کا بھی مطالعہ نہین کیا۔ تمام کام کے لئے جتنا ضروری ھے اتنا ھی مین انہین جانتا ھوں۔ لیکن کیا اردو ھندی سے اتنی ھی مختلف ھے جتنی بنگلہ مراٹھی سے؟ کیا اردو اس ھندی کا نام نہین جو فارسی لیپی میں لکھی جاتی ھے اور سنسکرت سے نئے شبد لینے کے بجائے فارسی یا عربی سے نئے شبد لینے کی طبیعت رکھتی ھے۔ اگر ھندو اور مسلمانوں کے بیچ کسی طرح کی ان بن نہ ھوتی تو لوگ

اس چیز کا خوشی سے سواگت کرتے۔ جب آپس کی یہ عداوت مٹ جائیگی اور ایک دن اُسے مٹنا ہی ہے، تو ہماری اولاد ہمارے ان جھگڑوں پر ہنسیگی اور اپنی اُس سب کو منظور بھاشا ہندستانی پر فخر کریگی جو ان گنت لکھنے والوں اور لوگوں کے ذریعے اُن کی اپنی ضرورتوں رجحان اور قابلیت کے مطابق کئی بھاشاؤں سے کھلے دل کے ساتھہ لئے گئے شبدوں سے ٹھیک ٹھیک بنائی جائیگی۔ یہاں میں خط لکھنے والے کی ایک بھول کو درست کر دینا چاہتا ہوں۔ اُن کا کچھہ ایسا خیال معلوم ہوتا ہے کہ آخر کار ہندستانی تمام صوبائی بھاشاؤں کی جگہ لے بیٹھیگی۔ یہ نہ تو میرا کبھی سپنا رہا اور نہ اُن لوگوں کا جو دیش کے لیے ایک راشٹر بھاشا کی فکر کر رہے ہیں۔ ہم سب سپنا تو یہ دیکھہ رہے ہیں کہ ملک میں ہندوستانی اُس انگریزی کی جگہ لے لے جو آج پڑھے لکھے لوگوں کے بیچ بیوہار کا ایک ذریعہ بن گئی ہے۔ اُس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ پڑھے لکھوں کے اور عام رعایا کے بیچ ایک کھائی سی کھد گئی ہے۔ اس بد قسمتی کی روک تب ہی ہو سکتی ہے جب انتر صوبائی کاروبار کے لئے ہم اُس بھاشا کو اپنائیں جو دیش کی لوک بھاشا ہو یعنی جسے دیش کے زیادہ سے

زیاده لوگ بولتے هین ۔ اس لئے دراصل جهگڑا هندی اردو کا نهین بلکه هندی اور اردو کا انگریزی سے هے ۔ نتیجه اس کا ایك هی هو سکتا هے یعنی دونون کی فتح ۔ حالانکه آج یه دونون بهنین بڑی بهاری اڑچنون کے بیچ جا رهی هین اور فی الحال ان مین آپس کی ان بن بهی هے ۔ خط لکهنے والے کو هندی ساهیته سمیلن کے ساتهه میرے تعلق سے شکایت هے مجهے اس کے ساتهه اپنے اس تعلق پر فخر هے ۔ اب تك کا اس کا عمل روشن رها هے ۔ هندی شبد سے هندو ۔ مسلمان دونون کا برابر کے درجے کا تعلق رها هے ۔ دونون نے هندی مین لکهه کر اس کے شبد بهنڈار کو مالدار بنایا هے ۔ صاف ظاهر هے که خط لکهنے والے کو یه معلوم نهین هے که سمیلن کے ساتهه میرے تعلق کا کیا اثر هوا هے ۔ سمیلن نے میرے کهنے پر نه صرف اپنی عقلمندی کا بلکه دیش بهگتی اور فراخ دلی کا ثبوت دیتے هوئے هندی کی اس تشریح کو اپنایا جس مین اردو بهی شامل هے ۔ وه پوچهتے هین که کیا مین کسی اردو انجمن مین شامل هوا هون ؟ مجهه سے کسی نے کبهی اس کے لئے سنجیدگی سے کها هی نهین ۔ اگر کوئی کهتا تو مین اس کے ساتهه بهی وهی شرط کرتا جو مین نے ان لوگون سے کی جنهون نے

مجھہ سے سمیلان کا سبھا پتی بننے کو کہا تھا - مین نے اپنے آردو بولنے والے دوستون سے جو مجھے بلاوا دینے آئے، کہا کہ وہ مجھہ کو جنتا سے یہ کہنے دین کہ آردو کی ایسی تشریح کی جائے - جس میں دیوناگری لکھاوٹ میں لکھی ہندی بھی شمار ہو - لیکن مجھے ایسا کوئی موقع ہی نہ ملا - مگر اب جیسا کہ مین اپنے پہلی فروری والے مضمون میں اشارہ کر چکا ہون میں چاہتا ہون کہ کسی ایسی مجلس یا کمیٹی کا سنگھٹن ہو جو اپنے ممبرون کے لئے ہندی اور آردو کا آن کی دونون شکلوں اور دونون لکھاوٹون کے ساتھہ مطالعہ کرنے کی حمایت کرے اور اس امید کے ساتھہ اس چیز کا پرچار کرے کہ آخرکار کسی دن یہ دونون قدرتی طور پر مل کر ایک سب کے لئے آسان انتر صوبائی بھاشا کا چولا پہن لے اور ہندستانی کہلای جائے - آس وقت ان کی بناوٹ ہندی آردو ہندستانی کے بجائے ہندستانی ہندی آردو ہو گی -

(ہریجن سیوک - ۴۲-۲-۸)

◆

ہندستانی سیکھو

"اچھے کام کی پہل گھر ہی سے ہونی چاہئے"- جب

میں نے اس دن مرحوم جمنا لال جی کے دوستوں کی سبھا میں یہ کہا کہ جو لوگ کانگریس کی سفارش کے مطابق ہندستانی کو راشٹر بھاشا مانتے ہیں ان کے لئے اردو سیکھ لینا ضروری ہے اب مجھے اور کی انگریزی کہاوت یاد آئی۔ اس لئے سیواگرام سے ہی میں نے اردو کے پرچار کا شبھ کام شروع کر دیا ہے اور مجھے اس کا بہت حوصلہ افزا اور جوشیلا جواب ملا ہے۔ پچھلے بدھوار کو یعنی ۲۵ فروری کے دن آشرم میں اردو کی پڑھائی شروع ہوئی چھوٹے بڑے عورت مرد قریب قریب سب ہی اردو سیکھنے لگے ہیں۔ آدھ آدھ گھنٹے کی دو بیٹھکوں میں وہ اردو کی شبد مالا سیکھ چکے ہیں۔ اس مضمون کے چھپنے تک وہ اردو حروف اور ان کے لہجے وغیرہ بھی جان چکے ہوں گے۔ یعنی صرف تین گھنٹوں میں وہ لگ بھگ سارے حروف اور ملے ہوئے لفظ سیکھ چکے ہوں گے۔ ہاں آگے پڑھنے کا سوال ذرا ٹیڑھا ہے۔ لیکن محاورے سے یہ مشکل بھی حل ہو جائیگی۔ جہاں چاہ ہوتی ہے وہاں سب آسان معلوم ہوتا ہے۔ ہمارا اپنے دیش سے پریم اتنا زبردست ہونا چاہئے کہ وہ ہم میں یہ چاہ پیدا کر سکے۔

(ہریجن سیوک۔ ۸ مارچ ۴۲ء)

ھندستانی بول چال

ڈاکٹر تاراچند جنھون نے راشٹر بھاشا کے سوال کا اچھا مطالعہ کیا ھے شری کاکا صاحب کو آن کے ایک سوال کے جواب مین اپنے دو فروری والے خط میں وہ لکھتے ھیں: "ھندستانی اور برج دونون بول چال کی زبانین تھین پہلے یہ جب صرف بول چال کے کام آتی تھیں تو آن کی کیا حالت تھی یہہ کہنا مشکل ھے' تاریخ سے اتنا معلوم ھوتا ھے کہ بارھوین صدی میں سعد سلمان نے ایک دیون ھندی میں لکھا تھا پر آس دیوان کا ایک بھی شعر اب نہیں ملتا۔ تیرھوین صدی سے ھندی یا ھندستانی کا پتہ لگتا ھے۔ چودھوین اور پندرھوین صدی مین ھندستانی کا اچھا ساھتیہ دکھن مین تیار ھوگیا تھا۔ اس ادب کی بھاشا وھی کھڑی بولی ھے جو آج کل کی ھندی کی بنیاد ھے۔ برج بھاشا کی کوئی تحریر ۱۶ وین صدی سے پہلے کی ابھی تک دیکھنے مین نہین آئی۔ پرتھی راج راسو مین کچھہ پد برج میں ھین۔ لیکن اس کے لکھے گئے زمانے کے بارے میں اور خاص کر اس کے آون حصون کے بارے میں جو برج زبان مین ھیں صحیح طور پر معلوم نہین ھے۔ زیادہ تر لوگ انہیں سولہوین صدی کا مانتے ھیں۔ برج سے پہلے راجستھانی کا

ڈلنگل کا رواج تھا۔ راسو زیادہ تر ڈلنگل میں ھی لکھا ھوا ھے۔ برج کا سب سے پہلا کوی سورداس ھے جو سولہوین صدی کا ھے۔ ھندستانی کا سب سے پہلا ادب مسلمانون کا لکھا ھی ملتا ھے۔ مسلمان سادھو۔ سنتون نے اس مین دھرم کی تشریح کی ھے، اور صوفی مت کے اصول بیان کئے ھین۔ پھر کویون نے کویتائین لکھین۔ مسلمانون کا لکھا ھونے کی وجہ سے اس ساھیتہ مین ھندی اور فارسی کے شبدون کا میل ھے اس کی آوازون مین فارسی عربی کی آوازین مثلاً ق۔ غ۔ ض مل گئی ھین۔ یہ آوازین برج مین نہین ھین لیکن موجودہ ھندی مین ھین۔ مسلمانون نے جس بول چال کی زبان کو اپنے کام مین لیا وہ میرٹھ اور دلی کے آس پاس کی بولی ھے۔ وہ آج بھی دلی سے روھل کھنڈ کے بیچ کے علاقہ مین بولی جاتی ھے اس بولی کو کھڑی بولی (ھندستانی) کہتے ھین۔ ھندستانی، موجودہ ھندی اور اردو ایک ھی بولی کے تین روپ ھین۔ آج کل کی ھندی ھندستانی کی ادبی شکل ھے جس مین سنسکرت کے شبد آزادی کے ساتھ اور بہتات کے ساتھ استعمال ھوتے ھین۔ اردو مین فارسی اور عربی کے شبد اصلی شکل مین بہت ملے ھوئے ھین۔ ھندستانی سے میرا مطلب اس ادب کی بھاشا سے ھے جس کی

بنیاد کھڑی بولی ھے پر جو نہ تو صرف سنسکرت کے اصلی شبدون کو اپناتی ھے۔ نہ صرف عربی فارسی کے۔ بلکہ دونون کے شبدون کو اپناتی ھے۔ کسی کے لکھنے کی طرز ایسی ھے کہ جو سنسکرت کی طرف جھکتی ھے۔ کسی کی فارسی کی طرف۔ لیکن ھندستانی لکھنے والے جہان تک بن پڑتا ھے سنسکرت اور عربی فارسی دونون کے لفظون کی بھرمار سے پرھیز کرتے ھین۔

میرا کہنا یہ ھے کہ ھمیں نہ ھندی کو جس میں عربی فارسی سے پرھیز اور سنسکرت سے زیادہ میل ھے اور نہ آردو کو جس میں سنسکرت سے پرھیز اور فارسی عربی سے میل ھے دیش کی عام بھاشا ماننا چاھئے۔ یا تو ھندوؤن کو ھندی اور مسلمانون کو آردو مان کر دونون کو ایک سا درجہ دے دینا چاھئے یا کوشش یہ کرنی چاھئے کہ ھندستانی جو دونون کے بیچ کی بھاشا ھے عام بھاشا کل ھند کی بھاشا مان لی جائے۔ جب تک ھم یہ کہتے رھینگے کہ ھندی ھماری راشٹر بھاشا ھے تب تک جھگڑے میں کمی نہیں ھو سکتی۔ یا تو آردو کو بھی راشٹر بھاشا مان لیجئے یا ایسی بھاشا منظور کیجئے جو دونون زبانون کی جڑ کے خزانون سے لفظ ادھار لے سکے۔ مجھے تو وشواس ھے کہ میرا یہ کہنا سچ پر مبنی ھے۔ پر میں جانتا ھون کہ وچارون کے جھگڑے

کے سامنے سچ کی لو جھلملانے لگتی ھے اور اُس کی روشنی مدھم پڑ جاتی ھے - میں یہ چاھتا ھون کہ آپ اس جھگڑے کی آندھی سے دیش کو بچانے مین مدد کرین - زبان کا سوال سماج کا اور سماج کا سوال آزادی کا سوال ھے - زبان کے سوال کے حل پر تھوڑا بہت آزادی کا دارومدار ضرور ھے - اسی سے میں دلچسپی لیتا ھون اور چاھتا ھون کہ آپ کی مدد کی خوش قسمتی حاصل کرون -

(ھریجن سیوک - ۱۰ مارچ ۴۲ ء)

ڈاکٹر تاراچند کیا کہتے ھین

شری مرلی دھر - شری واستو ایم اے نے "ڈاک کے تھیلے" کے لئے نیچے لکھا سوال بھیجا تھا - جب من مین کسی چیز کے لئے طرفداری کا جذبہ پیدا ھوجاتا ھے تو انسان اتہاس کو بھی غلط بنانے بیٹھ جاتا ھے - آپ کی طرح ڈاکٹر بھی ھندستانی کے چست حمایتی ھیں - انھیں اپنے وچار رکھنے کا اتنا ھی ادھیکار ھے جتنا آپ کو یا مجھے اپنے وچار رکھنے کا ھے - انھون نے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ھے کہ ھندستان (کھڑی بولی) کا ساھتیہ برج بھاشا کے ادب سے پرانا ھے اور اُس کے آدھار میں انھون نے یہ کہہ کر کہ ۱۶ وین صدی سے پہلے برج میں کوئی چیز لکھی ھی نہیں گئی

برج بھاشا کے اتہاس کو بہت غلط طریقے سے پیش کیا ھے۔ آن کے کہنے کے مطابق ۱۶ وین صدی مین سورداس ھی پہلے کوی تھے۔ جنھون نے برج میں اپنی چیزین لکھیں چونکہ پچھلے ۲۹ مارچ کے ھریجن میں آپ نے ان ودوان ڈاکٹر صاحب کے ایك خط کا حصہ دیا ھے اور چونکہ ھریجن کی عزت اور آس کا پرچار دور تك پھیلا ھوا ھے اس لئے یہ ضروری ھو جاتا ھے کہ اس غلطی کی طرف دھیان دلایا جائے۔ سورداس کے پہلے کے برج ساھیتہ کے لئے صرف کبیر کی رچنائین ھی پڑھ لینا کافی ھوگا۔ امیر خسرو کی تو بات ھی کیا جن کی کچھہ کویتائین برج بھاشا مین بھی ملتی ھیں۔ سورداس کے پہلے کے کئی سنتوں اور بھگتوں کی کئی ایك چھوٹی چھوٹی رچنائیں برج مین پائی جاتی ھین اور وہ ھندی ادب کے کسی بھی سچے اور اصلی اتہاس مین دیکھی جاسکتی ھین۔ خط لیکھك کے اس خط کا جو حصہ اوپر کے سوال سے تعلق نہین رکھتا تھا آسے میں نے نکال دیا ھے۔ یہ خط میں نے کاکا صاحب کالیلکر کے پاس بھیج دیا تھا انھون نے آسے ڈاکٹر تارا چند کے پاس بھیجا تھا۔ ڈاکٹر تارا چند نے اس کا نیچے لکھا جواب بھیجا ھے جو اپنی کتھا آپ کہتا ھے۔ میں نے اپنی جو رائے دی

تھی کہ برج بھاشا کا ادب سولھویں صدی سے زیادہ پرانا نہیں ھے اس کے کارن اس طرح ھیں -

(۱) برج بھاشا ایک موجودہ زمانے کی بھاشا ھے جو تیسری پراکرت یا مڈل انڈو آرین طبقے کی مانی جاتی ھے اس طبقے کا جنم درمیانی پراکرت یا مڈل انڈو آرین سے ھوا ھے - بد قسمتی سے درمیان کے اور تیسرے حصے کے بیچ کی حالتوں کا پکے طور پر کوئی پتہ نہیں لگایا جا سکتا - لیکن زیادہ تر عالم اس بات میں ایک رائے ھیں کہ درمیانی پراکرت کا زمانہ قبل از مسیح ٦٠٠ سے سن ١٠٠٠ تک رھا -

(۲) درمیانی پراکرت کو جو ایک زمانے مین صرف بولی جاتی تھی - مہاویر اور بدھ کے ذریعے چلایا گیا - مذھبی تحریکوں کی وجہ سے ادبی ترقی کرنے کی شہ ملی - ان پرانی بھاشاؤں مین پالی کو سب سے زیادہ اھمیت ملی - کیونکہ وہ بودھوں کے پوتر دھرم گرنتھوں کو لکھنے کے لئے مادھیم کی شکل مین اپنائی گئی تھی - اھمیت کے نقطۂ نظر سے دوسرا نمبر اردہ ماگدھی کا رھا جس مین جینیوں کے دھرم گرنتھ لکھے گئے - ان کے علاوہ بھی کچھ اور پرانی بھاشائین آن دنوں رواج مین تھین مثلاً مہاراشٹری جس مین گیت اور کویتا لکھی جاتی تھی اور شورسینی

جس کا استعمال ناٹکون مین استری کردارون کی بھاشا کی شکل مین کیا جاتا تھا وغیرہ ۔

(۳) عیسوی سن کی چھٹی صدی میں آتے آتے پرانی بھاشائین بے جان اور مردہ بھاشائین بن گئی تھین ساھتیہ تو تب بھی اُن مین لکھا جاتا تھا ۔ لیکن اُن کی ترقی بند ھو چکی تھی ۔ اسی صدی مین معمولی بول چال کی بھاشاون کا جن میں سے پرانے ادب کا جنم ھوا تھا ۔ ادبی نظر سے استعمال ھونے لگا پرانی بھاشاون کی اس ادبی ترقی کو "اپ بھرنش" کے نام سے پہچانا جاتا ھے ۔ اس کا زمانہ عیسوی میں ۶۰۰ سے ۱۰۰۰ تک رھا ۔ ان اپ بھرنش بھاشاون مین ایک ناگر بھاشا نے اھمیت کی جگہ حاصل کی اتر ھندستان کے زیادہ تر حصون مین اسی ناگر کی مختلف شکلین ادبی خیالون کے ظاھر کرنے کے ذرائع بن کر کام مین آنے لگی تھین ۔ لیکن ناگر اور اُس کی مختلف شکلون کے علاوہ شورسینی جیسی کچھہ دوسری پرانی بھاشاون کے بھی اپ بھرنشون کی ترقی ھوئی تھی

(۴) ھندستان کی آجکل کی بھاشاون کا یا تیسری پراکرت زبانون کی ترقی انھین اپ بھرنش بھاشاؤن سے ھوئی ھے ۔ ناگر خود ایک طرح سے راجستھان اور گجراتی بھاشاؤن کی مان بنی جسے ٹیسی ٹوری نے پرانی پچھمی راجستھانی کا نام دیا ھے ۔ شورسینی اپ بھرنش کا روپ ھیم چندر

کی لکھی (سن ۱۱۴۲ء) پرانی گرامر میں ظاہر ہوا ہے - لیکن شورسینی اپ بھرنش کا ناگر کے ساتھہ کوئی تعلق طے کرنا مشکل ہے - معلوم ہوتا ہے کہ شورسینی اپ بھرنش کی شکل میں اور بھی تبدیلیان ہوئین - اور وہ پرانی پچھمی ہندی - اوہٹھہ - کاویہ بھاشا مختلف نامون سے پکاری گئیں -

(۵) اس بھاشا کے سامنے آنے پر درمیانی پراکیرت بھاشائیں بیچ سے ہٹ جاتی ہیں اور تیسری پرانی یا ”نیو انڈو آرین“ بھاشاؤن کا زمانہ شروع ہوتا ہے - پرانی پچھمی ہندی جو موجودہ مدھیہ دیشون کی بھاشا کا بہت پہلا روپ ہے - ۱۱ وین صدی میں پختہ شکل اختیار کرتی معلوم ہوتی ہے - اسی پرانی پچھمی ہندی سے اتر مدھیہ دیش کی ہندستانی (کھڑی) نکلی مدھیہ دیش کی برج نکلی اور دکھن کی بندیلی نکلی - ۱۲ وین صدی مین یہ سب بولیان تھیں - آگے کی کچھہ صدیون میں انھون نے ادبی شکل اختیار کی -

(۶) ان بھاشاؤن کی ترقی کا جو مطالعہ مین نے کیا ہے اس سے مین اس نتیجہ پر پہنچا ہون کہ ہندستانی (کھڑی بولی) ہی وہ بھاشا تھی جس کی ادبی بھاشا کی شکل مین سب سے پہلے ترقی ہوئی چودھوین صدی کے آخری پچیس سالون سے لے کر اب تک ہوئی ہندستانی (دکھنی اردو)

کا سلسلے وار اتہاس ملتا ھے ۔ دوسری طرف سولہوین صدی سے پہلے کی برج بھاشا کا اتہاس بہت ھی شک پیدا کرنے والا ھے ۔

(ے) آیئے سولہوین صدی سے پہلے کے لکھے گئے برج بھاشا ساھتیہ کا کچھہ وچار کیا جائے ۔

(الف) پرتھوی راج راسو کا لکھنے والا چند بروائی وہ پہلا کوی ھے ۔ جس نے کہا جاتا ھے کہ برج (ڈیگل) کا استعمال کیا تھا ۔ یہ چند بروائی پرتھوی راج (بارھوین صدی) کے ھی زمانے کا مانا جاتا ھے ۔ راسو سے متعلق ایک زوردار رائے یہ ھے کہ یہ ایک نقلی دیوان ھے ۔ بوھلر ۔ گوری شنکر ھیرا چند اوجھا ۔ گریرسن اور دوسرے عالم اس کی سچائی میں شک کرتے ھیں ۔ اس کی بھاشائیں موجودہ اور غیر رواجی بھاشا کی عجیب ملاوٹ ھے اس کی کہی کہانی تواریخ کے خلاف جاتی ھے ۔ اور اس کے لکھنے والے کے بارے مین بھی شک ھے ۔ ان ثبوتون کی بناء پر پنڈت رام چندر شکل اس نتیجے پر پہنچے تھے کہ یہ گرنتھہ ادب کے یا اتہاس کے ودیارتھی کے کسی کام کا نہیں ھے ۔

(ب) امیر خسرو دوسرا گرنتھہ کار ھے ۔ جس کے لئے دعوی کیا جاتا ھے ۔ کہ برج کا لیکھک تھا ۔ سن ۱۳۲۵ میں اس کی موت ھوئی ۔ ھندی مین اسکی کویتاؤن،

پہیلیون، اور دوہون کا کوئی ہاتھہ سے لکھا ہوا گرنتھہ ثبوت مین نہین ملا ہے ۔ لاہور کے پروفیسر محمود شیرانی نے اس بات کو اچھی طرح ثابت کر دیا ہے کہ خالق باری (ہندی اور فارسی شبدون کا نظم مین کوش) جو خسرو کی رچنا کہی جاتی ہے ۔ اُس کی رچنا نہین ہوسکتی اُس کی ہندی کویتا کی بھاشا اتنے نئے رنگ مین ہے ۔ کہ بھاشا شاستر کا ایک معمولی جان کار بھی یہ تاڑے بنا نہین رہ سکتا کہ یہ ۱۳ وین یا ۱۴ صدی کی نہین ہوسکتی اُس کی زیادہ تر رچنائین بالکل آج کل کی ہندستانی یا کھڑی بولی مین ہین ۔ اور کچھہ پر برج کی چھاپ ہے ۔ ڈاکٹر ہدایت حسین نے خسرو کی رچناؤن کی ایک ثبوتی فہرست تیار کی ہے جس مین وہ اس کی کویتاؤن کو کوئی جگہ نہین دے سکے ہین ۔ کچھہ ہندی لیکھکون نے خسرو کے خضر خان اور دیول رانی نام کے دیوان کا وہ حصہ پڑھا ہے ۔ جس مین ہندی کی تعریف کی گئی ہے ۔ اس پر سے انہون نے یہ نتیجہ نکالا کہ خسرو ہندی کی تعریف کرنے والا اور ہندی کا کوی تھا ۔ لیکن اُس حصے کو دھیان سے پڑھنے سے یہ بالکل صاف ہو جاتا ہے ۔ کہ وہان خسرو کا مطلب برج یا ہندستانی سے نہین تھا اس معمولی ثبوت کی بناء پر برج کے اتہاس کا ٹھیٹھہ خسرو سے سمبندھ جوڑنا عقل کی بات تو نہین کہا جاسکتا ۔

(ج) آگے چل کر یہہ کہا گیا ہے کہ نام دیو ، ریداس ، دھنا ، پیپا ، سین ، کبیر وغیرہ سنت اور بھگت برج کے کوی تھے ۔ ان کی بانی اور پد گرو گرنتھہ میں دیے گئے ہیں وہ کہاں تک ثبوت میں پیش کئے جاسکتے ہیں ۔ سو یہہ ایک دن سلجھی گتھی ہے ۔ نام دیو ایک مراٹھا سنت تھے ۔ جو ۱۳ وین صدی میں گذرے ۔ انہوں نے ہندی میں کچھہ لکھا تھا یا نہیں ۔ سو دعوی کے ساتھہ نہیں کہا جاسکتا ۔ کیونکہ گرو گرنتھہ کو اکٹھا کرنے کا کام ۱۷ وین صدی میں شروع ہوا تھا ۔ دوسرے سنتوں اور بھگتوں کی رچناؤں کی کوئی ہاتھہ سے لکھی ثبوتی چیزین بھی نہیں مل رہی ہیں ۔ ان سنتوں اور بھگتوں میں ۱۵ وین صدی کے کبیر ہی سب سے زیادہ مشہور ہیں ۔ گرو گرنتھہ میں آن کی بہت سی رچنائین پائی جاتی ہیں ۔ آن کی بھاشا پر پنجابی کا زبردست اثر ہے ۔ کاشی کی ناگری پرچارنی سبھا نے رائے بہادر شیام سندر داس جی کی اکٹھی کی ہوئی کبیر کی گرنتھاولی چھاپی ہے کہا جاتا ہے کہ سنہ ۱۵۰۴ع کے ایک ہاتھہ کی لکھی کاپی کی بناء پر تیار کی گئی ۔ لیکن اس تاریخ کے ثبوت کے سمبندھ میں بھی سخت قسم کے شک اٹھائے گئے ہیں ۔ (دیکھئے ۔ ڈاکٹر پیتامبروت بڑتھوال کی لکھی ہندی کاویہ میں نرگن واد) بہر حال

اس کتاب کی بھاشا بھی گروگرنتھہ میں پائے جانے والے پدوں کی بھاشا سے ملتی جلتی ھے - اور بہت زیادہ پنجابی پن لئے ھے - کبیر نے خود کہا ھے کہ انہوں نے پوربی بولی کا استعمال کیا ھے اور آنکی کئی ایسی رچنائین ھیں - جنکی بھاشا پر راجستھان کا بہت اثر معلوم ھوتا ھے ایسی حالت میں کبیر کے گرنتھوں کی بھاشا کے بارے میں پکے طور پر کچھہ کہنا مشکل ھے پنڈت رام چندر شکل نے اس سوال کو یہہ کہہ کر حل کرنے کی کوشش کی ھے کہ کبیر نے اپنی ساکھیوں میں سادھوکری کا اور رمینی اور شبدوں میں کاویہ بھاشا یا برج کا استعمال کیا ھے لیکن آن کا یہہ حل شاید ھی تسلی دہ ھو - کیونکہ اس سے کبیر کی اپنی بات غلط ھوجاتی ھے دوسرے ثبوتی دستاویزوں کی کمی میں اسکو ثابت کرنا بھی ممکن نہیں ھے -

(۸) اس طرح جتنی ھی آپ ان ادبی رچناؤں کی جانچ پڑتال کرتے ھیں - اتنی ھی مضبوطی کے ساتھہ آپکو اس نتیجے پر پہنچنا پڑتا ھے - کہ ان رچناؤنکی بھاشاؤں کے بارے میں عام طور پر لوگوں کی جو رائے بنی ھوئی ھے - دراصل آسکے لئے بہت کم ادھار ھے - کچھہ دوسری باتین بھی اس نتیجے کو ثابت کرتی ھیں - یہہ تو ایک جانی ھوئی بات ھے کوئی بھی بولی یا زبان

تب تک ادبی رتبہ اور عزت کو حاصل نہیں کرسکتی جب تک پیچھے کوئی مضبوط سماجی طاقت نہ ہو - یہہ طاقت یا تو دھارمک ہوسکتی ہے یا سیاسی - پالی اور اردہ ماگدھی کی جو عزت بڑھی - سو اس لئے کہ یہہ دونوں بودھ اور جین سدھاروں کی ترجمان بنی تھیں - ہندستانی نے جو ادبی درجہ حاصل کیا - سو اس لئے کہ اسے مسلم پرچارکوں اور بادشاہوں کا سہارا مل گیا تھا - راجستھانی جو ۱۴ ویں و ۱۵ ویں اور ۱۶ ویں صدیوں میں آتری ہندستان کے ایک بڑے حصے کی ادبی زبان تھی - اس لئے بڑھی اور لوگوں میں پیاری ہوئی کہ اس کے پیچھے میواڑ کے بڑے بڑے سیسودیوں کی طاقت تھی - جب مغلوں نے میواڑ راناؤں کو ہرادیا تو راجستھانی بھی ایک علاقائی بھاشا بنکر رہ گئی - اسی طرح جب ہم بھاشا کا وچار کرتے ہیں تو ہمیں ۱۶ ویں صدی تک اسکی تائید کرنے والی کسی سیاسی یا دھارمک ہلچل کا پتہ نہیں چلتا - برج کبھی کسی طاقت کا سیاسی مرکز نہیں رہا - شری ولبھا چاریہ کے برج میں آکر بسنے اور وہاں کرشن بھگتی کی مت کا پرچار شروع کرنے سے پہلے ایک دھارمک مرکز کی حیثیت سے برج کی کوئی اہمیت نہ تھی - صاف ہے کہ ولبھا چاریہ کے اس اندولن نے برج کی بولی کو وہ بڑھاوا دیا جس سے وہ ایک ادبی بھاشا کی شکل اختیار کرسکی آتری

هندستان میں سور داس نے اور ولبها چاریه کے دوسرے شاگردوں نے (اشٹهه چهاپ) برج بهاشا کے اثر کو اس قدر بڑهایا که آسکا ایک روپ بهت دور بنگال میں بهی کرشن بهگتی کو بیان کرنے کے روپ میں اپنایا گیا ۔

(۹) کبیر کی اور دوسرے بهگتوں کی رچنائیں ۔ پهر آنکی اصل بهاشا کچهه هی کیوں نه رهی هو ۔ خاص طور پر یهه زبانی یاد کرلی جاتی تهیں اور اس طرح آنکا زبانی پرچار هی زیاده هوتا تها ۔ جب برج کی باڑه زور دار بنی ۔ تو بڑی آسانی سے آنکی رچناؤں پر بهی برج کا اثر پڑا اور آن میں برجپنا آ گیا ۔

(۱۰) جن وجهوں سے میں یهه مانتا هوں که برج بهاشا میں ایسا کوئی اصلی ادب نهیں هے ۔ جو ۱٦ وین صدی سے پہلے کا کہا جاسکے ۔ وه وجهه اوپر میں مختصر دے چکا هوں ۔ لیکن اس طرح کے وچار صرف میرے هی نهیں هیں ۔ آله آباد یونیورسٹی کے هندی و بهاگ کے نگران ڈاکٹر دهیریندر ورما نے بهی جو سچ مچ هی هندستانی کے خاص طرف دار نهیں هیں ۔ هندی ادب کے اپنے اتهاس میں اور برج بهاشا کی گرامر میں ۔ انهیں خیالوں کو ظاهر کیا هے ۔ جو آنکی ان کتابوں میں دیکهے جاسکتے هیں ۔

[هریجن سیوک ۲۸ جون سنه ۱۹۴۲ ع

چند سوال اور ان کے جواب

سوال (۱) فارسی لپی کا جنم ھندستان میں نہیں ھوا مغلوں کے راج میں یہہ ھندستان میں آئی ۔ جیسے انگریزوں کے راج میں رومن لپی ۔ راشٹر بھاشا کے لئے ھم رومن لپی کا پرچار نہیں کرتے تو پھر فارسی لپی کا پرچار کیوں کرنا چاھئے ۔

(جواب) ۔ اگر رومن لپی نے فارسی لپی کی طرح ھی گھر کیا ھوتا تو جو آپ کہتے ھیں وھی ھوتا ۔ مگر رومن لپی تو صرف مٹھی بھر انگریزی پڑھے لکھے لوگوں تک محدود رھی ھے جب کہ فارسی تو کڑوروں ھندو مسلمان لکھتے ھیں ۔ آپ کو فارسی اور رومن لپی لکھنے والوں کی تعداد ڈھونڈھ نکالنی چاھئے ۔

سوال (۲) اگر آپ ھندو مسلمان ایکتا کے لئے اُردو سیکھنے کو کہتے ھوں تو ھندستان کے بہت سے مسلمان اُردو نہیں جانتے ۔ بنگال کے مسلمان بنگلا بولتے ھیں ۔ اور مہاراشٹر کے مراٹھی ۔ گجرات میں بھی دیہات میں تو وہ گجراتی ھی بولتے ھیں ۔ دکھن بھارت میں تامل وغیرہ بولتے ھونگے ۔ یہہ سب مسلمان اپنی صوبائی بھاشاؤں سے ملتے جلتے شبدوں کو زیادہ آسانی سے سمجھ سکتے ھیں ۔ آخر بھارت کی تمام بھاشائیں سنسکرت سے نکلتی ھیں ۔ اس لئے اُن میں آپس میں بہت ھی برابری ھے ۔

دکھن بھارت کی بھاشاؤں میں بھی سنسکرت کے بہت شبد آگئے ھیں۔ تو پھر ان سب بھاشاؤں کے بولنے والوں میں عربی فارسی جیسی اجنبی بھاشاؤں کے شبدوں کا پرچار کیوں کیا جائے؟ ۔

(جواب) آپ کے سوال میں سچائی ضرور ھے ۔ مگر میں آپ سے کچھہ زیادہ وچار کروانا چاھتا ھوں ۔ مجھے قبول کرنا چاھئے کہ فارسی لپی سیکھنے کے لئے جو ضد میں کرتا ھوں اس میں ھندو مسلم ایکتا کا خیال رہا ھے ۔ دیوناگری اور فارسی لپی کی طرح ھندی اور اردو کے بیچ بھی برسوں سے جھگڑا چلا آ رھا ھے ۔ اس جھگڑے نے اب زھریلی صورت اختیار کرلی ھے ۔ سنہ ۱۹۳۵ع میں ھندی ساھیتہ سمیلن نے اندور میں ھندی کی تشریح میں فارسی لپی کو جگہ دی ۔ سنہ ۱۹۲۵ع میں کانگرس نے کان پور میں راشٹر بھاشا کو ھندستانی نام دیا ۔ دونوں لپیوں کی اجازت دی گئی ۔ اس لئے ھندی اور اردو کو راشٹر بھاشا مانا گیا ۔ اس سب میں ھندو مسلم ایکتا کا خیال تو رھا ھی تھا ۔ یہہ سوال میں نے نیا نہیں اٹھایا ۔ میں نے اسے ایک ایسی شکل دی جو تعریف کے قابل ھی تھی ۔ اس لئے اگر راشٹر بھاشا کی پوری ترقی چاھیں تو ھمیں ھندی اور اردو کو اور دیوناگری اور فارسی لپی کو ایک جیسی جگہ دینی

هوگی ۔ آخر میں تو جسے لوگ زیادہ پچائین گے وهی زیادہ پھیلے گی ۔ بہتیری صوبائی بھاشائین سنسکرت سے نزدیکی سمبندھ رکھتی هیں ۔ اور یہہ بھی سچ هے که الگ الگ صوبوں کے مسلمان اپنے اپنے صوبے کی هی بھاشائین بولتے هیں اس لئے یہہ ٹھیک هی هے که آپکے لئے دیوناگری لپی اور هندی آسان رهے گی ۔ یہہ قدرتی فائدہ میری یوجنا سے چلا نہیں جاتا ۔ بلکه میں یہہ کہونگا که اس کے ساتھہ میری اسکیم میں فارسی لپی سیکھنے کا فائدہ اور ملتا هے ۔ آپ اس کو بوجھہ مانتے هیں ۔ فائدہ ماننا یا بوجھہ یہہ تو سیکھنے والے کی طبعیت پر منحصر هے ۔ اگر اس میں امنڈتا هوا دیش پریم هوگا تو وہ فارسی لپی اور اردو بھاشا کو اپنے لئے کبھی غیر نه سمجھے گا ۔ اور زبردستی کی تو میری اسکیم میں جگه هی نہیں هے، جو اس میں فائدہ سمجھے گا وهی دونوں لپی اور دونوں بھاشا سیکھگا ۔

سوال (۳) هندستان کا بہت بڑا حصه ناگری لپی جانتا هے کیونکه بہت سی صوبائی بھاشاؤں کی لپی ناگری سے ملتی جلتی هے ۔ پنجاب، سندھ اور سرحد صوبوں میں ناگری کا پرچار کم هے کیا یہہ لوگ آسانی سے ناگری سیکھہ نہیں سکتے؟ ۔

(جواب) اس کا جواب اوپر دیا جاچکا هے ۔ سرحدی

صوبے والوں کو اور دوسروں کو دیوناگری تو سیکھنی ھی ھوگی ۔

سوال (۴) بھاشا زیادہ تر تو بولنے کے لئے ھے ۔ بولنے اور بات چیت کرنے کے لئے لپی کی ضرورت نہیں۔ لپی بہت قیمتی چیز ھے ۔ اگر راشٹر بھاشا ماتری بھاشا کی لپی کے ذریعہ سکھائی جائے تو کیا وہ زیادہ آسانی سے نہیں سیکھی جاسکتی؟ اگر ایسا کیا جائے تو راشٹری خیال سے اس میں کیا نقصان ھے؟ ۔

(جواب) آپ کا کہنا سچ ھے ۔ میں مانتا ھون کہ اگر ھندی اور اردو صوبائی بھاشاؤن کے ذریعہ ھی سکھائی جائین تو وہ آسانی سے سیکھی جاسکتی ھیں ۔ میں جانتا ھون کہ اس قسم کی کوشش دکھن کے صوبون میں ھو رھی ھے ۔ پر وہ کامیاب نہین ھو رھی ۔ مین دیکھتا ھون کہ آپ کی ساری مخالفت اس اصول کی بنا پر ھے کہ لپی کی تعلیم بوجھہ کی شکل میں ھے ۔ میں لپی کی تعلیم کو اتنا مشکل نہیں مانتا لیکن صوبائی لپی کے ذریعے راشٹر بھاشا کا پرچار کیا جائے تو اس میں میری کوئی مخالفت ھو ھی نہین سکتی ۔ جہان لوگون میں شوق ھوگا وھان بہت طریقے نکل آتے ھین ۔

سوال (۵) اگر ھم مان بھی لیں ۔ کہ جب تک پنجاب، سندھ اور سرحدی صوبے کے لوگ ناگری نہیں سیکھ

لیۓ تب تك آن كے ساتهه ملنے جلنے كے لئے آردو جاننے كی ضروزت هے تو اس كے لئے كچهه لوگ آردو سیكهه لین ۔ مثلاً پرچارك لوگ ۔ سارے هندستان كو آردو سیكهنے كی كیا ضرورت هے؟ ۔

(جواب) سارے هندستان كے سیكهنے كا یهاں سوال هی نهیں ۔ میں مانتا هی نهیں كه سارا هندستان راشٹر بهاشا سیكهے گا ۔ هاں جنهیں راشٹر میں گهومنا پهرتا هے اور سیوا كرنی هوتی هے آن كے لئے یه سوال ضرور هے ۔ اگر آپ یه منظور كرلین كه دو بهاشا اور دو لپی سیكهنے سے سیوا كی طاقت بڑهتی هے تو آپ كی مخالفت اور آپ كا یه وهم مٹ جائیگا ۔

سوال (٦) آج كل راشٹر بهاشا ناگری اور فارسی دو لپیون میں لكهی جاتی هے ۔ چس لپی میں سیكهنا هو ۔ هر ایك شخص كو لازمی طور پر دونون لپیان سیكهنی هی چاهین ۔ یه ضد كیون كی جاتی هے ۔

(جواب) اس كا بهی ایك هی جواب هے ۔ میری ضد كے باوجود صرف وهی لوگ اسے منظور كرین گے جو اس میں فائده دیكهین گے ۔ جو لوگ ایك هی بهاشا اور ایك هی لپی كو كافی سمجهیں گے وه میرے خیال میں آدهی راشٹر بهاشا جاننے والے كهلا لیں گے ۔ جنهیں پورا سرٹیفكٹ چاهئے وه دونون لپیان اور دونون

بھاشائیں سیکھیں گے ۔ اس سے تو آپ بھی انکار نہ کرین گے کہ دیش مین ایسے لوگون کی بھی کافی تعداد میں ضرورت ھے ۔ اگر ان کی تعداد بڑھتی نہ رھی تو ھندی اور آردو کا ملاپ نہ ھو پائے گا ۔ اور نہ کانگریس کی تشریح والی ایک ھندستانی بھاشا کبھی تیار ھو سکے گی ۔ ایک ایسی بھاشا کے بڑھنے کی تو ھمیشہ خواھش ھے جسکی مدد سے ھندو اور مسلمان دونون ایک دوسرے کی بات آسانی سے سمجھہ سکیں ۔ ایسا سپنا تو ھم میں سے بہت دیکھہ رھے ھیں ۔ کسی دن وہ سچا بھی ثابت ھو گا ۔

سوال (۷) ھندی نہ بولنے والے صوبون کے لوگون کے لئے جو راشٹر بھاشا نہیں جانتے ایک ساتھہ دو لپیون مین راشٹر سیکھنا کیا ضرورت سے زیادہ بوجھل نہ ھوگا؟ پہلے ایک لپی کے ذریعے وہ اچھی طرح سیکھہ لی جائے تو پھر دوسری لپی تو بڑی آسانی سے سیکھہ لی جاسکے گی

(جواب) اس کا پتہ تو تجربے سے لگے گا ۔ میں مانتا ھون کہ جو کوئی ایک بھی لپی نہیں جانتا وہ دونون لپیان ایک ساتھہ نہین سیکھے گا ۔ وہ آزاد رائے سے پہلی یا دوسری لپی پہلے سیکھے گا ۔ اور بعد میں دوسری ۔ شروع کی پڑھنے والی کتابون میں شبد دونون لگ بھگ ایک ھی ھون گے ۔ میرے خیال میں یہ

سنگم ایک بھاری اور ضروری کام ھے - یہ راشٹر کو طاقت دینے والا ثابت ھوگا - اور کانگریس کے ٹھراؤ کو عملی جامعہ پہنانے میں اس کا بہت بڑا حصہ رھے گا اس لئے مجھے امید ھے کہ لاکھوں سیوک اور سیوکائیں اس اسکیم کا سواگت کریں گی -

سوال (۸) بھاشا کی شکل میں دیش اور زمانے کی حالت کے مطابق تبدیلیاں ھوتی ھی رھینگی اسے کوئی روک نہیں سکتا - اس سے راشٹر بھاشا میں ودیسی بھاشا کے جو بہت سے شبد آگئے ھیں اور پکے ھوگئے ھیں وہ اب نکالے نہیں جاسکتے - لیکن پہلے سے راشٹر بھاشا کی لپی تو ناگری ھی چلی آتی ھے - بیچ میں مغل راج کے وقت فارسی لپی آگئی اب مغلوں کا راج نہیں ھے - اس لئے اسی طرح گجراتی اور مراٹھی میں بہت سے عربی اور انگریزی شبد ھوتے ھوئے ان بھاشاؤں نے اپنی لپی نہیں چھوڑی - اسی طرح راشٹر بھاشا بھی ودیشی شبدوں کو قائم رکھتے ھوئے اپنی روایتی ناگری لپی کو ھی کیوں نہ اپنائے رھے -

(جواب) یہاں روایتی چیز کو چھوڑنے کی نہیں بلکہ اس میں کچھ اضافہ کرنے کی بات ھے - اگر میں سنسکرت جانتا ھوں اور ساتھ ھی فارسی عربی بھی سیکھ لیتا ھوں تو اس میں برائی کیا ھے - ممکن ھے کہ اس سے

نہ سنسکرت کو طاقت ملے نہ عربی کو ۔ پھر بھی عربی سے میری واقفیت تو بڑھیگی نا ۔ کیا علم جیسی اچھی چیز کے پڑھنے سے بھی کبھی حسد کیا جاسکتا ھے ۔

سوال (۹) بھارتی بھاشاؤں کے تلفظ کو بیان کرنے کی سب سے زیادہ قابلیت ناگری لپی میں ھے اور آج کل کی فارسی لپی اس کام کے لئے بہت ھی نقصان دہ ھے ۔ کیا یہہ سچ نہیں؟ ۔

(جواب) آپ ٹھیک کہتے ھیں ۔ لیکن آپ کی مخالفت میں اس سوال کے لئے جگہ نہیں ھے کیونکہ جو چیز یہاں ھے اس کی تو مخالفت ھے بھی نہیں ۔ اسے تو ترقی دینے کی بات ھے ۔

سوال (۱۰) راشٹر بھاشا کی ضرورت کیا ھے ۔ کیا ایک ماتری بھاشا اور ایک دوسری انگریزی بھاشا کافی نہ ھوگی ان دونوں بھاشاؤں کے لئے ایک رومن لپی ھو تو کیا برا ھے ۔

(جواب) آپ کا یہہ سوال حیرانی میں ڈالنے والا ھے ۔ انگریزی تو جگت بھاشا ھے ھی ۔ مگر کیا وہ ھندستان کی راشٹر بھاشا بن سکتی ھے ۔ راشٹر بھاشا تو لاکھوں لوگوں کو جاننی چاھئے ۔ وہ انگریزی بھاشا کا بوجھہ کیسے اٹھا سکینگے ۔ ھندستانی فطرت کے مطابق ھماری راشٹر بھاشا ھے کیونکہ وہ لگ بھگ ۲۱ کڑور کی ماتری بھاشا ھے ۔

ممکن ھے کہ ۲۱ کڑور کی اس بھاشا کو باقی کے زیادہ تر لوگ آسانی سے سمجھہ سکیں - لیکن انگریزی تو ایک لاکھہ کی بھی ماتری بھاشا شائد ھی کہی جا سکے - اگر ھندستان کو ایک راشٹر بننا ھے - یا وہ ایک راشٹر ھے تو ھمیں ایک راشٹر بھاشا تو ضرور چاھئے اس لئے میرے خیال سے انگریزی جگت بھاشا کی شکل میں ھی رھے - اور عزت پائے - اسی طرح رومن لپی بھی جگت لپی کی شکل میں رھے اور عزت پائے - مگر ھندستان کی راشٹر بھاشا کی لپی کے روپ میں کبھی ایسا نہ ھوگا -

(ھریجن سیوک ۲۶ اپریل ۴۲ع)

ھندستانی پرچار سبھا

جس ھندستانی پرچار سبھا کا ذکر میں نے ھریجن سیوک میں کیا تھا - وہ اب بننے جا رھی ھے - اس کا کچا ڈھانچا بن گیا ھے - وہ کچھہ دوستوں کے پاس بھیجا گیا ھے - تھوڑے ھی دنوں میں سبھا کی سکیم وغیرہ جنتا کے سامنے رکھی جائے گی - بعض لوگوں کا یہہ خیال بن گیا ھے کہ یہہ سبھا ھندی ساھتیہ سمیلن کی مخالف ھوگی - جس سمیلن کے ساتھہ ۱۹۱۸ ع سے میرا تعلق بنا ھوا ھے - اس کی مخالفت میں جان بوجھہ کر کیسے کر سکتا ھوں - مخالفت کرنے کا کوئی مضبوط سبب بھی تو

ھونا چاھئے ۔ لیکن ویسا کچھہ ھے نہیں ھاں یہہ صحیح ھے ۔ کہ آردو کے بارے میں ۔ میں سمیلن کے چند ممبرون سے اگے جاتا ھون وہ مانتے ھیں میں پیچھے جارھا ھون ۔ اس کا فیصلہ تو وقت ھی کرےگا ۔ یہہ صاف کرنے کے لئے کہ سمیلن کے لئے میرے من میں کوئی مخالفت کا خیال نہیں ھے ۔ میں نے شری پرشوتم داس ٹنڈن سے چٹھی پتری کی تھی ۔ جس کا نتیجہ یہہ ھوا کہ سمیلن نے نیچے لکھا فیصلہ کیا ھے ۔

ھندی ساھیتہ سمیلن شروع سے ھی ھندی کو راشٹر بھاشا مانتا آیا ۔ اور مانتا ھے آردو ھندی سے پیدا ھوئی عربی فارسی ملی ایک خاص ادبی شکل ھے ۔ سمیلن ھندی کا پرچار کرتا ھے آس کا آردو سے بیر نہیں ھے ۔ اس کیٹی کے وچار میں مہاتما گاندھی کی بنائی ھندستانی پرچار سبھا کے ممبر ھندی ساھیتہ سمیلن اور آس کی نائب کیٹیوں کے ممبر رہ سکتے ھیں لیکن بیوھارک نقطہ نظر سے موزوں یہہ ھوگا ۔ کہ راشٹر بھاشا پرچار سمتی کے عہدے دار نیچے ٹھرائی گئی ۔ ھندستانی پرچار سبھا کے عہدے دار نہ ھون ۔ مین اس سے زیادہ فراخ دلی کی آشا نہیں کرسکتا تھا میری یہہ راے رھی ھے اور اب بھی ھے کہ اگر عہدے دار ایک ھی رہ سکتے تو جھگڑے کا سوال

ھی نہ اٹھہ پاتا اس مین کچھہ اٹھہ سکتا ھے - لیکن دونون طرف سے سمجھوتہ کی خواھش ھوگی تو پھر جھگڑا ھو ھی نہین سکتا ھندستانی پرچار سبھا کی کامیابی سے راشٹر بھاشا کا سوال سیاسی میدان سے باھر نکل آئیگا سیاست سے تو اس کا کبھی سمبندھ ھونا ھی نہ چاھئے تھا -

سیواگرام ۲۲ اپریل ۴۲ ع م-ک-گاندھی

مہاتما جی اور راجندر بابو

دونون کا یہہ بیان ۲۰ مئی ۱۹۴۲ کو شائع ھوا:-

''لوگون مین راشٹر بھاشا کو پھیلانے کا کام کرنے سے یہہ پتہ چلا ھے - کہ جس بھاشا کو کانگریس نے ھندستانی کا نام دیا ھے وہ ملی جلی اردو ھندی کا اسان روپ ھے - یہی زبان ھے جو اتر ھندستان مین بولی اور سمجھی جاتی ھے - اور ھندستان کے دوسرے حصون مین بھی لوگ اسے بہت کچھہ سمجھتے اور برتتے ھین''-

اسی کے ادبی روپ ھندی اور اردو ایک دوسرے سے دور ھوتے چلے جارھے ھین - ضرورت اس بات

کی هے کہ ان دونون روپون کو بهی ایک دوسرے کے نزدیک لایا جائے۔ اور دیش کے آن حصون مین جہان دوسری زبانین بولی جاتی هین هندستانی کو راشٹر بهاشا کے طور پر پهیلایا جائے - اس لئے هم ایك ایسی سبها بنانا چاهتے هین جو آسان هندی اور آسان آردو دونون کا ساتهه ساتهه پرچار کرے اور جس کا هر ممبر هندستانی کی ان دونون شکلون اورلپیون کو جانے اور ضرورت کے وقت استعمال کرسکے اس سے ایك تو یہہ هوگا کہ سارے دیش مین ایك آسان اور صاف زبان چل جائے گی - اور دوسرے هوتے هوتے اسی آسان زبان مین ایسا ادب یا ساهیتہ پیدا هونے لگے گا جس مین اونچے خیالون اور بهاوون کو بهی ظاهر کیا جاسکے گا - اس کام کو پورا کرنے کے لئے هم لوگ هندستانی پرچار سبها کے نام سے آج ۳ مئی ۱۹۴۲ ع کو ایك سبها بناتے هین -

هندی اردو

هندستانی پرچار سبها نے اپنا کام زورون سے شروع کردیا هے - وہ صرف ایسے کام کرنے والے لوگون کی ٹولی هے - جو سبها کے آدرش کو دل سے مانتے هین آدرش یہہ هے کہ هندستان کی راشٹر بهاشا انگریزی نهین بلکہ هندستانی هے یعنی هندی - آردو - شری پرشوتم

داس ٹنڈن جو هندی ساهیته سمیلان کی آتما هیں هندستان کے بارے میں کانگریس رائے کے بنانے والے تهے انهوں هی نے مجهه پر یه بات آئینه کی طرح کهول دی که هندستانی کے معنی اس وقت هندی اردو هونے چاهیین۔

جو شخص بهی کانگریس کے جلسون میں شریك هوتا هے۔ وه اس بات کو محسوس کرتا هے۔ که اس لئے جب کانگریسی هندی مین بولتے هیں تو آردو بولنے والے آن کی بات (اگر کچهه سمجهتے بهی هین تو) پوری طرح نهیں سمجهه سکتے۔ اور یهی صورت آردو میں بولنے والون کی هوتی هے اس لئے اگر اپ چاهتے هین که سب اپ کی بات سمجهین تو اپ کو ان دونون زبانون کو ملا جلا بولنا هوگا جس طرح که مین نے مالوی جی اور بابو بهگوان داس کو بولتے سنا هے۔ لهذا هندستان کے دیش بهگتون کے لئے ضروری هے۔ که هندستانی زبان کو دونون صورتون میں بولیں کسی شخص کے بارے مین یهه نه کها جائے که وه هندستانی زبان بولتا هے جب تك که وه آسکی دونون صورتون سے پوری طرح واقف نه هو۔ اسی لئے یهه بهی ضروری هے که وه دونون

لکھاوٹین جانتے هون اس ضرورت کوجو محسوس کی جاتی هے - پورا کرنے هی کے لئے هندستانی پرچار سبھا قایم کی گئی هے آسکے بنانے والے هندی ساهیته سمیلان میں بھی شریك هین - لیکن ان صاحبون کی یهه اچھا محض هندی کے پرچار سے پوری نه هوتی تھی - اس لئے سمیلان کی منظوری سے اونهون نے هندستانی پرچار سبھا بنائی بس تو سبھا کا پهلا کام یهی هونا چاهئے که وه تمام هندی جاننے والون کو آردو کی طرف رجھائے اور آن کے لئے اسانیان پیدا کرے اسی کے لئے میں انجمن ترقی آردو کے سکریٹری مولانا عبدالحق صاحب سے مدد اور رهنمای کے متعلق لکھت پڑھت کر رها هون - سبھا کی کونسل نے فیصله کیا هے که آردو زبان کا پهلا امتحان ۲۲ نومبر کو شروع کرے ....کسی زبان کا بھی علم هر وقت خیالات کو مالا مال کرتا هے - اور هر شخص کو اس قابل بناتا هے که وه آن لوگون سے گهرا لگاؤ پیدا کر سکے جو آس زبان کے بولنے والے هیں - ایسے شخص کے لئے جو صرف هندی هی جانتا هو آردو سے جانکاری اور ایسے شخص کے لئے جو صرف آردو جانتا هو هندی سے واقفیت کسقدر انمول هوسکتی هے اگر زنده هندستانی زبان جنم لینے والی هے تو وه بس ان هی دو زبانون کے قدرتی اور خوشگوار میل سے پیدا

ہو سکتی ہے - یہہ میل ناممکن ہے جب تک کہ لوگوں کی ایک بڑی تعداد دونوں زبانوں سے جو آپس میں بہنیں ہیں پوری طرح واقف نہ ہوں -

"اردو امتحانات"

(ہریجن - ۲ اگست ۴۲ ع)

ہندستانی پرچار

اب تک گجرات میں ہندستانی کے پرچار کا کام کاکا صاحب کے ذریعہ میری صلاح لیکر تیار کی ہوئی اسکیم کے مطابق، بھائی امرت لال ناناوٹی چلا رہے ہیں اور ہندی پرچار کا دوسرا کام ہندی ساہتیہ سمیلن کی طرف سے بنی ہوئی واردھا کی راشٹر بھاشا - پرچار سمیتی کرتی ہے - یہہ دونوں کام راشٹر بھاشا کے پرچار کے لئے مانے جاتے ہیں - ہندستانی پرچار سبھا کا تو میں بنانے والا کہا جاؤنگا - سنہ ۱۹۲۵ع میں کانپور کی کانگریس نے ہندستانی کے بارے میں پرستاؤ پاس کیا - لیکن آس پر عمل کرنے کے لئے ضروری ترکیبیں نہیں برتی گئیں - اس لئے سنہ ۱۹۴۲ع کی دوسری مئی کو ہندستانی کے پرچار کے لئے واردھا میں ہندستانی پرچار سبھا قائم ہوئی - سبھا نے ہندستانی کی تشریح اس طرح کی ہے - **ہندستانی وہ بھاشا ہے - جسے اتر ہندستان کے شہروں اور گاؤں**

کے ہندو۔ مسلمان وغیرہ سب لوگ بولتے ہیں۔ اور آپس کے کار و بار میں برتتے ہیں۔ اور جیسے ناگری اور فارسی دونوں لکھاوٹوں میں لکھا پڑھا جاتا ہے۔ لیکن اس سے پہلے کہ سبھا کا کام جمایا جاسکے۔ کانگریس کے اگست پرستاؤ کے سلسلہ میں سرکار نے بہتوں کو جیل کے اندر بند کر دیا۔ آن میں سبھا کے بڑے بڑے سنستھاپک بھی تھے۔ شری نا ناوٹی دھر تھے۔ انہوں نے محسوس کیا کہ ہندستانی پرچار کا کام انہیں شروع کر دینا چاہئے۔ میں مانتا ہوں کہ اس کام کو ہاتھہ میں لیکر انہوں نے دیش کی سیوا کی ہے۔ ہندی اور آردو ایک ہی راشٹر بھاشا کی دو ادبی طرزیں ہیں۔ یہہ دونوں آج تو ایک دوسری سے دور ہوتی جارہی ہیں۔ راشٹر بھاشا ہندستان کے خیال سے ان دونوں کو ایک دوسری کے نزدیک لانا ضروری ہے۔ دونوں لیپوں اور کی جانکاری کے بنا یہہ ممکن نہیں ہندو مسلم جھگڑا بھاشا میں بھی آٹھا ہے۔ مجھے بچپن ہی سے ہندو مسلم ایکتا کی دھن رہی ہے بھاشا میں گھسے ہوئے جھگڑے کو مٹانے کے لئے بھی دونوں لیپوں اور شیلیوں کا علم ضروری ہے اگر کانگریس کا کام انگریزی کے بنا چلانا ہو۔ اور چلاہی چاہئے۔ تو بھی ہر ایک کانگریسی کا دھرم ہے کہ وہ دونوں شیلیوں اور لیپوں کی جانکاری

حاصل کرنے - اس سے هندی - آردو ایک دوسری میں شامل هو جائینگی - اور اس طرح جو بھاشا پھیلے گی وه قدرتی هندستانی هوگی - یهه پوچھا گیا هے - که دونون شیلی اور دونون لپی سیکھنے کی لگن هندو مسلمان دونون کو هونی چاهئے - یا ایک هی کو - میں دیکھتا هون که اس سوال کی جڑ میں غلط فهمی هے - جو بھائی بهن بھاشا کے علم کو بڑهائینگے - وه آس سے کچھه پائینگے - جو نهیں بڑهائینگے وه کھوئینگے - پھر جنهیں ایکتا پیاری هے وه تو زیاده محنت کرکے بھی دونون کو سیکھینگے یهه بھی یاد رهے - که پنجاب وغیره صوبون یا علاقون مین هندو مسلمان وغیره سب کوئی آردو هی جانتے هیں - هر ایک دیش پریمی کا دهرم هے - که وه ان سب تک پهنچے هندستان کی طرح لمبے چوڑے ملک میں تو هم جتنی هی بھاشائین سیکھتے هیں - اتنے هی دیش سیوا کے لئے زیاده لائق بنتے هیں = یهه دونون شیلیان صرف سیوک یا کانگریسی هی سیکھیں یا سب کوئی - میرا جواب هے که تمام هندستانیون کو کانگریسی هونا چاهئے یعنی سبکو دونون لپی اور شیلی سیکھنی چاهئے - دراصل تو یهه سوال هی غیر موزون هے کیونکه راشٹر بھاشا سیکھنے کا شوق بهت هی کم بھائی بهنون میں پایا گیا هے - کوئی وجه نهیں - که هزار دو هزار یا لاکھه دو لاکھه لوگون کے امتحانون میں شامل هونے

سے هم بهول جائین - صرف هندی یا صرف آردو سیکهنے والے بهی جتنے هم چاهتے هیں اتنے هندی یا آردو نه جاننے والے علاقون میں نهیں ملے - کیا یهه کافی نه هوگا که جسے آردو سیکهنا هو انجمنون سے سیکهے - اور هندی سیکهنا هو - وه هندی ساهتیه سمیلن سے سیکهے - هان یهه کافی نهیں هے - اسی لئے تو کانگریس کو ٹهیرنا پڑا اور هندستانی پرچار سبها کی ضرورت پیدا هوئی - دونون کے میدان میرے خیال سے تنگ یا محدود هیں - میں یهه ضرور چاهونگا - که دونون بهنیں ایك دوسرے کو اپنا لین - جب وه مبارك دن آئے گا - تب هندستانی پرچار سبها کا کام ختم مانا جائیگا - جب تك یهه حالت پیدا نهیں هوتی هندستانی پرچار سبها کو اپنا فرض ادا کرنا هی هے - میں یهه آمید ضرور رکهونگا که دونون بهنیں اس میل کرنے والی بهن کو نه صرف نباه لین - بلکه اس کا سواگت بهی کرین -

(سیوا گرام - ۲۷ نومبر سنه ۱۹۴۴ ع)

سوال جواب

(واردها کمیٹی کے منتری شری بهدنت آنند کو سلیان نے ۸ نومبر کو لکهکر یهه سوال پوچهے - اور گاندهی جی نے لکهکر جواب دئے) -

سوال (۱) سنہ ۱۹۴۲ع میں جس وقت ھندستانی پرچار سبھا قائم ھوئی تھی ایسا لگتا ھے کہ اُس وقت آپ کی مرضی اور کوشش تھی کہ جو لوگ ھندستانی سبھا کے ممبر ھوں وہ راشٹر بھاشا کی دونوں شیلیاں اور لپیاں ضروری طور پر سیکھیں کیا آج بھی آپ صرف ممبروں سے ھی اس علم کی آمید رکھتے ھیں ۔ یا چاھتے ھیں کہ دیش کے سب ھی بچے بوڑھے دونوں ۔ شیلیاں اور لپیاں ضرور ھی سیکھیں ۔

جواب (۱) ظاھر ھے کہ سبھا کے ممبر کے لئے کم سے کم وھی قید ھو ۔ جو آپ نے بتائی ھے سبھا کا مقصد تو ودھان سے صاف ظاھر ھے ۔ میری خواھش ضرور ھے کہ سب ھندستانی دونوں لپی سیکھین ۔ اور ایسی بھاشا بولین جس کو دونوں ھندو مسلم سمجھ سکین ۔

سوال (۲) ھندستانی پرچار سبھا کے پروگرام کے بارے میں کچھ لوگ سمجھتے ھیں ۔ کہ اس کا مقصد صرف دونوں شیلیوں کا پرچار کرنا ھی ھے ۔ لیکن کچھ لوگ کہتے ھیں کہ نہیں دونوں طرزوں کے پرچار کے علاوہ ایک تیسری شیلی ۔ جو نہ آردو کہلائیگی ۔ نہ ھندی بلکہ ھندستانی ۔ آس کا بھی پرچار کرنا بھی ھے سنہ ۱۹۴۲ع میں آپکا کہنا تھا کہ ھندستانی شکل کی سرسوتی تو ظاھر ھی نہیں ھوئی ۔ کیا آج آس وقت سے کچھ مختلف حالت

هے - اگر آج بهی وہ چهپی هوئی هے - تو هندستانی پر چار سبها پر چار کس چیز کا کریگی -

(جواب (۲) هندی اردو شیلی گنگا جمنا هیں - هندستانی سر سوتی هے - وہ چهپی هوئی بهی هے اور ظاهر بهی - سبها کی کوشش یہہ هونی چاهئے کہ اوسے پوری طرح ظاهر کرے -

سوال (۳) هندی ساهتیہ سمیلن کی طرف سے بهت سی سنستهائین دیوناگری لپی اور هندی کا پرچار کر رهی هیں - انجمن ترقی آردو فارسی لپی اور آردو کا - کیا هندستانی سبها ان دونون سنستهاؤں کے کام کو ایک ساتهہ ملاکر کرنے والی صرف تیسری سبها هوگی - یا آن کے کام کے علاوہ کوئی دونوں سنستهاؤن کے کام کو پورا کرنے والی سنستها هوگی - یا دونوں کے کام کو فضول کرکے اپنی هی اپسرا کام چلانے والی سنستها بنے گی -

جواب (۳) هندستانی پرچار سبها دونوں کے کام کو پورا کرے گی - دونوں سے مدد مانگے گی لیکن اس سبها کا کام دونون سے مختلف هوگا - اور سمجهیں تو ملتا جلتا بهی وہ اگر دونون کے کام کو ضائع کرے - تو خود ضائع هوجائیگی - سنگم کے بغیر سرسوتی کیسی -

سوال (۴) کیا دکھن بھارت اور دوسرے ھندی نہ جاننے والے صوبون کے لئے ھندستانی پرچار سبھا کی نیتی اور پروگرام وھی رھے گا ۔ جو دوسرے صوبون کے لئے ۔ یعنی دونون لپیون اور شیلیون کا ضروری پرچار ۔

جواب (۴) اس سبھا کا کام تو سارے دیش کے لئے ھوگا ۔ ھونا چاھئے ۔ صوبے صوبے کے فرق کے لئے طریقہ میں فرق آسکتا ھے ۔

سوال (۵) کیا دکھنی بھارت اور دوسرے ھندی نہ جاننے والے صوبون میں پچھلے کئی سالون سے راشٹر بھاشا پرچار کا جو کام چل رھا ھے ۔ ھندستانی پرچار سبھا کے اس نئی رحجان سے اس کام کو ویسے ھی چالو رکھنے میں کوئی رکاوٹ تو پیدا نہ ھوگی ۔

جواب (۵) رکاوٹ ھونی نہیں چاھئے ۔ اگر دونون ملکر کام کرین ۔

یہہ تین تقریرین گاندھی جی نے سبھا پتی کی حیثیت سے کی تھیں ۔ (تاریخ ۹ نومبر سنہ ۱۹۴۴ع

کل بھارتی پرچار سمیلن

(۱) مکھیہ اُستاد شری شری من نارائن کی دعوت سے آپ لوگ یہاں جمع ھوئے ھیں ۔ اس سے میں خوش ھوتا ھون ۔ ڈاکٹر عبدالحق صاحب آج ھی آنے والے تھے ۔

آمید ھے کہ کل ضرور آجائینگے آن کی مدد ھندستانی پرچار سبھا اور مین لینا چاھتا ھون - اسی طرح شری ٹنڈن جی آنے والے تھے اور میں خوش ھورھا تھا کہ وہ آئینگے - بھائی شری من نارائن نے آن کو تار بھی دیا تھا - دکھہ ھے کہ وہ بیمار پڑگئے ھیں - اور اس وجہ سے نہیں آسکتے ھیں - ھم آمید کرین کہ وہ جلدی اچھے ھوجائینگے - آپکے سامنے کام ایك طرح سے چھوٹا ھے - اور دوسری طرح اتنا ھی بڑا ھے جتنا چھوٹا - ھمیں جو کرنا ھے - وہ چھوٹا ھے - لیکن سچ کے حساب سے بہت بڑا ھے- ڈاکٹر تارا چند ھمیں کہتے ھیں کہ اصل میں جسے ھم بہت ناموں سے آج پکارتے ھیں - وہ ایك ھی بھاشا تھی - جو آتر میں ھندو مسلمان بولتے تھے - دکھہ ھے کہ جو ایک تھے وہ دو ھوگئے ھیں اور اون کی بھاشا بھی دو جیسی ھوگئی ھے یا ھو رھی ھے - ھندی اور آردو - ٹنڈن جی کی محنت سے کانگریس نے کان پور میں ایسی بھاشا کو جو دونون بول سکیں "ھندستانی" نام دیا اور لپیان دو رکھیں ناگری اور آردو- لیکن کانگریس اپنی ٹھہراؤ کے مطابق کام نہ کرسکی اسکام کو جمنا لال جی کی کوشش سے اس سبھا نے سنہ ۱۹۴۲ ع میں آٹھا تو لیا - پر جمنا لال جی چل دئے - سنہ ۱۹۴۲ ع میں کانگریس کے نیتا لوگ گرفتار ھو گئے -

آن میں ۔ میں بھی تھا بیماری کی بناء پر میں چھوٹا ۔ بیماری میں بھی میں نے ۔ بھائی ناناوٹی جی کا ھندستانی کے بارے میں کام دیکھا ۔ مجھے خوشی ھوئی اور میں نے پایا که اُس کام میں کامیابی حاصل ھوسکتی ھے جو ایک بھاشا پہلے دونوں بولتے تھے ۔ وہ آج کیوں ایک بن نہیں سکتی ۔ میں نہیں جانتا آتر میں ھندو مسلمان ایک نسل ھیں ۔ جو ایک بولی بولتے تھے اور لکھتے تھے ۔ ھندی اردو الگ بنانے میں جو محنت پڑتی ھے ۔ اُس سے آدھی بھی پرانی بولی کو زندہ کرنے میں نہیں پڑنی چاھئے ۔ آتر کے دیہاتوں میں رھنے والے ھندو مسلمان ایک ھی بولی بولتے ھیں اور لکھتے بھی ھیں ۔ اپنی یہه محنت ھم کیسے کامیاب بنا سکتے ھیں ۔ اس کا وچار کرنا آپ کا کام ھے اور اس وچار کے مطابق کام کرنا ھندستانی پرچار سبھا کا کام ھے ۔ مجھے افسوس ھے که میں کمزوری کی وجه سے دن کے وقت جہاں تک ھوسکے ۔ خاموش رھتا ھوں ۔ ان تین مہینوں میں شائد تین بار دن میں بولنا پڑا تھا ۔ آج تو سوموار کا ھی دن ھے ۔ لیکن مجھے اُمید ھے که میری خاموشی سے ھمارے کام میں کچھه اڑچن نه آئیگی ۔

(۲) مجھے اس کا دکھه ھے که آپ لوگوں کو میں جتنا وقت دینا چاھتا ھوں نہیں دے سکتا ۔ اس کے لئے

مجھے معاف کریں ۔ میری خاموشی سارے دن چلتی ہے ۔ وہ ایسی نہیں ہے کہ ٹوٹ ہی نہ سکے لیکن میں چاہتا ہوں کہ جتنے دن چپ رہ سکوں رہوں اور میرا کام ٹھیک سے چلے اس لئے خاموشی رکھتا ہوں اگر مین اپنی طاقت ایک دم خرچ کر ڈالوں ۔ تو ایک مہینے میں ٹوٹ جاؤں پر میرا ستیا گرہ اور میری اہنسا یہہ نہین سکھاتی اگر ضرورت ہو تو اس طاقت کو دونوں ہاتھوں سے لٹادوں نہیں تو کنجوس بھی ہوسکتا ہوں آج کل تو کنجوسی ہی سے کام لیتا ہوں ۔ ہندستانی پرچار کیا ہے یہہ میں آپ کو بتا دینا چاہتا ہوں ۔ ہندستانی پرچار سبھا کا مقصد یہ ہے ک زیادہ سے زیادہ لوگ ہندی اور اردو شیلیاں اور ناگری اور اردو لپیاں سیکھین ایک دن تھا جب اُتر میں رہنے والے ایک ہی زبان بولتے تھے ۔ اُون کی اولاد ہم ہیں آج ہم یہہ محسوس کر رہے ہیں ۔ کہ ہندی اور آردو ایک دوسری سے دور دور ہوتی جا رہی ہین ۔ ہندی والے مشکل سنسکرت کے اور اردو والے مشکل عربی فارسی کے لفظ چن چن کر استعمال کر رہے ہین مین مانتا ہوں کہ یہ چیز چلنے والی نہین ہے دیہات کے لوگوں کو تو روٹی

گی پڑی ھے، وہ جو زبان اج تک بولتے ائے ھین وھی اگے بھی بولتے رھین گے ھندی اور اردو کے جو الگ فرقے پیدا ھو گے ھین انھین روکنے کا کام میرے جیسے لوگون کا ھے۔ مین دونون سے کھونگا کہ آپ کا یہہ طریقہ ٹھیك نہین ھے آپ کے ان بڑے بڑے لفظون کو دیہاتی لوگ سمجھنگے بھی نہین اگر ھم دونون لکھاوٹون کو سیکھہ جائین تو اخر مین دونون بھاشائین ایك ھو جائین گی۔ لکھاوٹون کا سوال اتنا ٹیڑھا نہین ھے۔ پہلے ھی ھمیشہ کے لئے ڈولپیان رھیں یا دونون کو چھوڑ کر ھر ایك صوبہ اپنی اپنی لپی میں راشٹر بھاشا لکھنے لگے تو بھی کوئی ھرج نہین۔ مگر زبان تو ایك ھی ھو جانی چاھئے۔ آج ھم بیکار بن گئے ھیں۔ انگریزی کا بوجھہ آج ھمارے سر پر ھے۔

دو لپیان سیکھنے سے ڈرنا نہ چاھئے کوئی کہے کہ اٹھہ دس دوسری اچھی لپیان ھیں تو کیون نہ سیکھیں۔ میں تو کہتا ھون کہ دکھن کی بھی ایك لپی تو سیکھہ ھی لو۔ زبانین بھی وھان چار ھیں۔ اس سے آپ بھڑکین نہیں آپ ھندستان میں رھتے ھوئے ھندستانیون کی سیوا خدمت کرنا چاھتے ھیں تو اس کے لئے دو لپیان سیکھنے کی محنت سے ڈرنا کیا۔ زبان تو ایك ھی سیکھنی ھے۔ ھماری بد نصیبی ھے کہ ھمیں دولپیان لینی پڑتی ھیں مگر مین تو ھند کی سب زبانیں خوشی سے سیکھہ لون۔ دل میں شوق ھو تو محنت کم

پڑتی هے۔ آپ کی تعداد آج بہت هی کم هے آپ سب تو دو لپیاں سیکھہ هی لیں اُس کا نتیجہ کتنا بڑا هوگا یہہ بحث میں اسوقت نہیں کرنا چاهتا۔

(۳) تارا چند جی سے میں جلدی ختم کرنے کو نہین کہہ سکتا تھا کیونکہ میں خود اُن کی باتوں میں گرفتار هو گیا تھا۔ انہوں نے ایسی باتیں کہیں جو وہ پنڈتوں کے مجمع میں بھی کہہ سکتے هیں۔ هم تو پنڈت (عالم) نہین هیں پھر بھی سب لوگوں کے ساتھہ مین بھی شوق سے سن رہا تھا۔ انہوں نے کوئی بات دهرائی بھی نہین اس لئے مین نے انہیں نہین روکا۔ شری آنند کو سلیائن نے جو کہا وہ مین سمجھا۔ وہ دب دب کر بولے هین۔ هندی ساهتیہ سمیلن کی طرف سے انہوں نے یہہ کہا کہ دو لپیوں کا بوجھہ هو سکے تو نکال دیا جائے۔ میں آج بھی هندی ساهتیہ سمیلن میں هوں اُس میں میں اپنے آپ نہیں گیا تھا۔ جمنا لال جی جس کام میں جاتے اُس میں اپنے ساتھہ مجھے گھسیٹ لے جاتے تھے وہ مجھے اندور لے گئے۔ وهاں میں نے سمیلن کو ایک نئی چیز دی اُسے سب هضم کر گئے مین نے کہا تھا **هندی وہ زبان هے جسے هندو مسلمان دونوں بولتے هیں اور جسے لوگ دونوں لپیوں میں لکھتے هیں۔** میرا ٹھراؤ منظور هو گیا۔ میں نے اُسے سمیلن کے قاعدوں میں شامل کر دیا۔ بعد میں پھر قاعدہ بدل دیا گیا سو دوسری بات هے۔ اس لئے اب اگر میں سمیلن میں سے نکل جاؤں

تو کیا مجھے دکھ نہ ہوگا۔ ہم میں سے کئی ایسے ہیں جو ہندی اور آردو کو ملانے کی کوشش کرتے ہیں۔ کوئی کہتے ہیں اس کی کیا ضرورت ہے۔ میں تو سچی جمہوریت (ڈیموکریسی) چاہتا ہوں۔ صرف ہاں میں ہاں ملانے سے "ڈیموکریسی" دھوکہ بن جاتی ہے۔ اسی لئے میں نے کہا کہ صرف ہاں میں ہاں نہ ملائے — اپنی سچی رائے بتائے۔ میں نہیں چاہتا کہ ہندی مٹ جائے یا آردو تباہ ہو جائے۔ میں صرف یہہ چاہتا ہون کہ دونون ہمارے کام کی ہو جائین۔ ستیا گرہ کا قانون ہے کہ ایک ہاتھہ کی تالی بھی ہو سکتی ہے — وہ بجتی نہیں — پر آس سے کیا آپ ایک ہاتھہ بڑھاوین گے تو دوسرا اپنے آپ بڑھ جاوے گا — عبدالحق صاحب نے ناگپور میں جو بات کہی تھی آسے آس وقت میں نہ سمجھہ سکا — ہندی یعنی آردو اسے میں نے مانا نہیں تھا -- آس وقت آن کی بات مان لیتا تو اچھا ہوتا -- دوست بنے آئے تھے مگر مخالف اور دشمن سے بن گئے -- پر میرا دشمن تو کوئی ہے ہی نہیں -- پھر حق صاحب ہی میرے دشمن کیسے بن سکتے ہیں -- اس لئے آج پھر ہم ایک اسٹیج پر کھڑے ہو گئے ہیں -- ناگپور میں بھارتی ساہتیہ سمیلن کیا تھا لیکن وہ وہیں شروع اور وہیں ختم ہوا — ہم لوگ ملنے آئے تھے اور پھر الگ الگ ہو گئے -- ایسے

سمیلن سے کیا فائدہ ہو سکتا تھا - وہ ہندستانی نہیں بلکہ بھارتی ساہتیہ سمیلن تھا - اس لئے اُس وقت کے بھاشن میں میں نے سنسکرت کے شبد بھی دئے تھے - اگر اُن کے سامنے بولنا پڑے تو آج بھی وہی کہونگا - آنند جی کہتے ہیں که سب کو دو لپیاں سیکھنے میں بڑی مصیبت پڑیگی - میں کہتا ہوں که اُسمیں کچھہ بھی مصیبت نہیں - اور اگر ہو بھی تو اُسے پار کرنا ہی ہوگا کیونکه اگر اُسے پار نه کیا تو اُس سے بھی بڑی مصیبت کا مقابلہ ہم کیسے کر سکیں گے - میں ہندو مسلم ایکتا کے لئے جیتا ہوں - میں جانتا ہوں که ہندستانی کے پرچار سے ہندو مسلم ایکتا ہوگی - مگر اس وقت میں آپ کر یہه لالچ نہیں دے رہا ہوں - میں کہتا ہوں که ہندی اور اُردو دونوں کا بھلا ہو - ان دونوں سے مجھے کام لینا ہے - ہندستانی آج بھی موجود ہے - مگر ہم اُسے کام میں نہیں لاتے - **یہه زمانه ہندی کا اور اردو کا ہے - وہ دو ندیاں ہیں - اون مین سے ہندستانی کی تیسری ندی ظاہر ہونے والی ہے -** اس لئے وہ دونوں سوکھہ جائینگی - تو ہمارا کام نہیں چل سکتا - دیہاتی لوگ میری زبان سمجھہ لینگے - ٹھوس ٹھوس کر سنسکرت یا عربی فارسی کے شبد جس میں بھرے ہوئے ہوں - ایسی بھاشا وہ نہیں سمجھہ سکینگے -

اگر ہندی ساہتیہ سمیلان والے کہیں کہ ہم تو سنسکرت بھری ہندی ہی چلائیں گے تو میرے لئے سمیلان مرجاتا ہے۔ دیہاتی زبان تو ایک ہی ہے وہ دو نہیں ہوسکتیں۔ ہندی والے چاہتے ہیں کہ میں ہندی کی ہی نوبت بجاتا رہوں آردو کا نام نہ لوں۔ مگر میں تو اہنسا کو ماننے والا ستیاگرہی ہوں۔ میں یہہ کیسے کرسکتا ہوں۔ میں اکیلا یہہ کام نہیں کرسکتا۔ اس میں سب کی مدد چاہئے۔ میں مہاتما ہوں تو اس کا سبب یہی ہے کہ میں اپنی حدوں کو سمجھہ کر آن سے باہر نہیں جاتا۔ اسی لئے مولوی عبدالحق صاحب آئے ہیں۔ میرے پاس پنکھہ نہیں۔ بڑے بڑے بزرگوں کو اس لئے بلایا ہے کہ وہ مجھے پنکھہ دیں۔ دینگے تو میں اڑونگا اور کہونگا دیکھو کام تو اچھا ہوگیا نا، نہیں تو میں خاک میں پڑا ہوا خاکسار ہی رہ جاونگا۔ ہندی ساہیتہ سمیلان میں ایک بڑا ادمی سمجھا جاتا ہوں۔ آس حیثیت سے نہیں بلکہ عام طور پر میں یہہ کہنا چاہتا ہوں کہ ہندی ساہیتہ سمیلان کے خلاف کوئی کام نہ ہوگا پر دونوں لپیاں سیکھنے کی تکلیف تو گوارا کرنی ہوگی۔ میں تو انند جی سے بھی کام لینا چاہتا ہوں۔ مجھہ سے کہا گیا ہے کہ مسلم لڑکے تو ناگری لپی نہیں سیکھتے۔ میں کہتا ہوں اگر ایسا ہے

تو تم نے کچھہ نہیں کھویا انھوں نے کھویا ھے ۔ ایک اور اپنی سیکھہ لی تو اس سے نقصان کیا ھوا ۔ اتنی سی بات سے اتنا بڑا فائدہ جو ھوتا ھے ۔ یہی بات میں نے حسرت موھانی صاحب سے بھی کہی تھی لیکن اس وقت وہ کام نہ چلا کیونکہ اس وقت ستیاگرہ شروع ھو گیا ۔ میں یہہ نہیں کہتا کہ آپ سب لوگ جیل جائین مگر مین جیل گیا ۔ دوسرے جو جیلوں میں پڑے ھیں سو بھی کوئی بیوقوفی کی بات نہیں ھے ۔ جواھر والبھہ بھائی مولانا صاحب جیل میں بیٹھے ھین، وہ کوئی پاگل نہین ھین ۔ اگر وہ خوشامد کر کے باھر آجائین تو میری نظر میں وہ مرجائینگے ۔ اگر وہ اندر ھی مرجائین گے تو میں ایک بھی آنسو نہین بہاؤں گا، کہونگا اچھے مرے کیونکہ، وھاں بیٹھے بیٹھے بھی وہ ھندی کی خدمت کر رھے ھین ۔ **اگر ھندی اور اردو مل جائیں تو گنگا جمنا سے بڑی سرسوتی ھگلی کی طرح بن جائیگی ۔ ھگلی تو گندی ھے میں اوسکا پانی نہین پیتا ۔ لیکن اگر یہہ ھگلی بن گئی تو یہہ بڑی خوبصورت ھوگی ۔** اب رھی پیسے کی بات ۔ آپ میں سے جو لوگ پیسہ دینا چاھیں گے وہ میرے پاس یا شری نارائن کے پاس دے دین ۔ ھر ایک کو

اپنی حیثیت کے مطابق پیسہ دینا چاھئے، جو لوگ پیسہ دین کام کے لئے دین ، نام کے لئے کوئی پیسہ نہ دے ۔

(وردھا ۔ ۲۷ فروری سنہ ۱۹۴۵ع

سمیلن کے رزولیوشن

(۱) اس کانفرنس کی رائے مین ھندوستانی زبان کو پھیلانے اور ترقی دینے کے لئے اس بات کی ضرورت ھے کہ ھندی جانے والے آردو لکھاوٹ کو اور آردو جاننے والے ناگری لکھاوٹ کو جلدی سے جلدی سیکھہ لین ۔ اور جو لوگ ان دونون میں سے کسی کو بھی نہیں جانتے وہ بھی دونون کو ھی سیکھیں ۔ تاکہ سب لوگ ھندستانی کے روپون ھندی اور آردو کو پڑہ اور سمجھہ سکین اور اور اس طریقہ سے ھندستانی کی ترقی اور پرچار ھوسکے ۔

(۲) دیش کے سب لوگ اس بات کو مانتے اور سمجھتے ھین کہ ھمارے قومی جیون کو مضبوط کرنے اور الگ الگ صوبون کے لوگون میں میل جول اور بیوھار کی ایک بھاشا بنانے کے لئے ضروری یہہ ھے کہ ھندستانی زبان کو ترقی دی جائے اور آس کی روپ ریکھا ٹھیک کی جائے کیونکہ اس بات کے لئے یہی بھاشا سب سے زیادہ کام کی ھے ۔ یہہ کانفرنس فیصلہ کرتی

ھے ۔ کہ پندرہ کی تعداد تک ممبروں کی ایک کمیٹی بنائی جائے جو ھندستانی بھاشا کی ڈکشنریاں تیار کرے بھاشا کے قاعدے تیار کرے اُس کے لفظوں کا بھنڈار بڑھاوے اُن کے روپ باندھے اور اچھی اچھی اور کام کی کتابیں لکھواے ۔ کسی ممبر کی جگہ خالی ھوگی تو اُسے باقی ممبر بھر سکیں گے ۔ کمیٹی کا ایک کنوینر ھوگا جو مناسب وقت اور جگہ پر کمیٹی کی میٹنگ بلایا کریگا یہہ کمیٹی اپنے کام کا ایک ڈھانچا تیار کریگی ۔ خرچ کا بیورا بنائیگی ۔ اُسے مہاتما گاندھی جی کے پاس منظوری کے لئے بھیجے گی اور مہاتما جی کو وقت وقت پر اپنے کام کی رپورٹ دیتی رھے گی ۔ اس کمیٹی کے ممبروں کے نام مہاتما گاندھی ڈاکٹر تارا چند اور سلیمان ندوی شائع کرینگے ۔

راشٹر بھاشا

(گاندھی جی اور ٹنڈن جی کی خط وکتابت) ۔

۲ مہابلیشور ۔ ۲۸ مئی سنہ ۱۹۲۸ع

"بھائی ٹنڈن جی"

میرے پاس اُردو خط آتے ھیں اور گجراتی ۔ سب پوچھتے ھیں میں کیسے ھندی ساھتیہ سمیلن میں رہ سکتا ھوں اور ھندستانی سبھا میں بھی ۔ وہ کہتے ھیں سمیلن کے خیال سے ھندی راشٹر بھاشا ھو سکتی ھے ۔ جس

میں ناگری لپی هی کو راشٹری جگه دی جاتی هے - جب که میرے خیال سے ناگری اور آردولپی کو یهه جگه دی جاتی هے اور آس بهاشا کو جو نه فارسی سے لدی هوئی هے نه سنسکرت سے - اگر میں سمیان کی بهاشا اور ناگری لپی کو پوری راشٹری اهمیت نهین دیتا هون تو مجهے سمیان میں سے هٹ جانا چاهئے - ایسی دلیل مجهے ٹهیك لگتی هے - اس حالت میں کیا سمیان سے هٹنا میرا فرض نهیں هوتا هے - ایسا کرنے سے لوگوں کو پریشانی نه رهیگی اور مجهے پته چلیگا که میں کهاں هون - مهربانی کر کے جلدی جواب دین برت کی وجه سے میں نے اپنے قلم سے نهیں لکها هے میرے شبد پڑهنے میں سب کو مصیبت هوتی هے - اس لئے اسے لکهوا کر بهیجتا هون آمید هے که آپ اچهے هون گے --

آپ کا

(م - ك - گاندهی)

۱ـکراستهه ویٹ روڈ - الہ اباد

۸ جون سنه ۱۹۴۵ ع

پوجیه باپو جی، پرنام - آپ کا ۲۸ مئی کا خط مجهے ملا - هندی ساهیته سمیان اور هندستانی پرچار سبها کے کامون مین کوئی بنیادی اختلاف میرے خیال میں نهین هے - آپ کو خود هندی ساهیته سمیان کا ممبر رهتے

ہوئے تقریباً ۲۷ سال ہو گئے - اس بیچ آپ نے ہندی پرچار کا کام ملکی نظر سے کیا، کیا وہ سب کام غلط تھا، یہہ تو آپ نہین مانتے ہون گے - راشٹری خیال سے ہندی کا پرچار تعریف کے قابل ہے، یہہ تو آپ کا اصول ہے ہی، آپ کے نئے نقطہ نگاہ کے مطابق آردو سکھانے کا بھی پرچار ہونا چاہئے - یہہ پہلے کام سے مختلف ایک نیا کام ہے جس کا پچھلے کام سے کوئی اختلاف نہین ہے -- سمیلن ہندی کو راشٹر بھاشا مانتا ہے -- **اردو کو وہ ہندی کی ایک شیلی مانتا ہے جس کا لایق ادمیون مین رواج ہے** - وہ خود ہندی کی تمام شیلی کا کام کرتا ہے گو کہ آردو شیلی کا نہین - آپ ہندی کے ساتھہ آردو کو بھی چلاتے ہین - سمیلن آس کی ذرا بھی مخالفت نہین کرتا بلکہ راشٹری کامون سے انگریزی کو ہٹانے مین وہ آس کی مدد کا سواگت کرتا ہے - فرق صرف اتنا ہے کہ آپ دونون چلانا چاہتے ہین سمیلن شروع سے صرف ہندی چلاتا آیا ہے - ہندی ساہتیہ سمیلن کی طرف سے چنے ہوئے پرتی ندھی ہندستانی اکیڈیمی کے ممبر ہین اور ہندستانی اکیڈیمی ہندی اور آردو دونون سیلیان اور لپیان چلاتی ہے - اس نقطہ نظر سے میری عرض ہے کہ مجھے اس بات کا کوئی موقع نہین معلوم ہوتا کہ آپ سمیلن چھوڑین - ایک بات اس سمبندھ مین اور بھی ہے اگر آپ ہندی ساہتیہ

سمیلن کے اب تک ممبر نہ ہوتے تو ممکن ہے آپ کے لئے یہہ ٹھیک ہوتا کہ آپ ہندستانی پرچار سبھا کا کام کرتے ہوئے ہندی ساہیتہ سمیلن میں آنے کی ضرورت نہ دیکھتے، لیکن جب آپ اتنی دیر سے سمیلن میں ہیں ہیں تب اسے چھوڑنا ایسی حالت میں مناسب ہو سکتا ہے جب پکے طور پر اس کا کام آپ کے نئے کام کے خلاف ہوتا اگر آپ نے اپنے پہلے کام کو رکھتے ہوئے اس میں ایک شاخ بڑھای ہے تو مخالفت کی کوئی بات نہیں ہے۔ مجھے جو بات ٹھیک لگی اوپر عرض کر دی ہے۔ بلکہ اگر آپ کو میرے نقطہ نظر سے اتفاق نہین ہے اور اپ کا اتما یہی کہتا ہے کہ سمیان سے الگ ہو جاؤں تو اپ کے الگ ہونے کی بات پر بہت افسوس ہوتے ہوئے بھی سر جھکا کر اپ کے فیصلے کو منظور کرونگا۔ حال مین ہندی اور اردو کے بارے مین ایک بیان مین نے دیا تھا۔ اس کی ایک نقل سیوا مین بھیجتا ہون۔ عرض ہے کہ اسے پڑہ لیجئےگا۔

” داس “

پرشوتم داس ٹنڈن

پھر۔ اس وقت نہ صرف آپ بلکہ ہندستانی پرچار سبھا کے منتری شری من نارائن جی اور کئی دوسرے ممبر سمیلن کی راشٹر بھاشا پرچار کمیٹی کے ممبر ہین۔ ایک صاف فائدہ اس سے یہہ ہے کہ راشٹر بھاشا پرچار کمیٹی اور

ھندستانی پرچار سبھا کے کاموں میں اختلاف نہ ھو سکے گا ۔ کچھہ رائے میں فرق ھوتے ھوئے بھی ساتھہ کام کرنا مناسب ھے ۔

(پ ۔ د ۔ ٹنڈن)

پنج گنی

۱۳ جون سنہ ۱۹۴۵ ع

"بھائی پرشوتم داس ٹنڈن جی"

آپ کا خط کل ملا ۔ آپ جو لکھتے ھیں اسے میں برابر سمجھا ھوں ۔ تو نتیجہ یہہ ھونا چاھئے کہ آپ اور سب ھندی پریمی میرے نئے نقطہ نظر کا سواگت کریں ' اور مجھے مدد دیں ۔ ایسا ھوتا نہیں ھے اور گجرات میں لوگوں کے من میں اڑچن پیدا ھوگئی ھے اور وہ مجھہ سے پوچھہ رھے ھیں کہ کیا کرنا ھے ۔ میرے ھی بھتیجے کا لڑکا اور ایسے دوسرے ھندی کا کام کر رھے ھیں اور ھندستانی کا بھی ۔ اس سے مصیبت پیدا ھوتی ھے ۔ پیرین بہن کو آپ جانتے ھیں ' وہ دونوں کام کرنا چاھتی ھیں ۔ لیکن اب موقع آگیا ھے کہ ایک یا دوسرے کو چھوڑ دیں ۔ آپ جو کہتے ھیں وہ صحیح ھے کہ ایسا موقعہ آنا ھی نہ چاھئے ۔ میرے خیال سے ایک ھی آدمی ھندستانی پرچار سبھا اور ھندی ساھتیہ سمیلن کا منتری یا

بڑا بن سکتا ھے ۔ بہت کام ھونے کی وجہ سے ایسا نہ ھو سکے تو وہ دوسری بات ھے ۔ اور جو میں کہتا ھوں وھی مطلب آپ کے خط کا ھے ، اور ھونا چاھئے ۔ تب تو کوئی اختلاف رائے کی وجہہ ھی نہیں رھتی اور مجھکو بڑی خوشی ھوگی ۔ آپ کا جو بیان آپ نے بھیجا ھے میں پڑھ گیا ھوں ۔ میرے خیال سے ھندستانی پرچار سبھا بالکل آپ ھی کا کام کر رھی ھے ۔ اس لئے وہ آپ کے شکریہ کی مستحق ھے ۔ اور کم سے کم اس مین آپ کو ممبر ھونا چاھئے ۔ میں نے تو آپ سے عرض بھی کی کہ آپ اسکے ممبر بنین لیکن آپ نے انکار کیا ھے ایسا کہہ کر کہ جب تک ڈاکٹر عبدالحق نہ بنین تب تک آپ باھر رھیں گے ۔ اب میری درخواست یہہ ھے کہہ اگر مین ٹھیک لکھتا ھوں اور ھم دونوں ایک ھی وچار کے ھیں تو ھندی ساھتیہ سمیلان کی طرف سے یہہ بات صاف ھونی چاھئے ۔ اگر اس کی ضرورت نہیں ھے تو میرا کچھہ زور نہیں ھے ۔ کم سے کم ھم دونوں میں تو اس بارے مین اختلاف رائے نہیں ھے ، یہہ بات صاف ھو جانی چاھئے ۔ ھندی ساھتیہ سمیلان مین سے نکلنا میرے لئے کوئی مذاق کی بات نہیں ھے لیکن جیسے مین کانگریس میں سے نکلا تو کانگریس کی زیادہ سیوا کرنے کے لئے ، اسی طرح اگر سمیلان سے نکلا تو بھی سمیلان کی یعنی ھندی کی زیادہ

سیوا کرنے کے لئے نکلونگا جس کو آپ میرے نئے وچار کہتے ہیں' ۔ سچ مچ تو نئے نہیں ہیں لیکن جب میں سمیلن کا پہلا پریذیڈنٹ ہوا تب جو کچھہ کہا تھا اور دوبارہ سبھا پتی ہوا تب آسے زیادہ صاف کیا آسی خیال پر میں اب صاف طرح سے عمل کر رہا ہوں ۔ ایسا کہا جاسکتا ہے ۔ آپ کا جواب آنے پر میں آخری فیصلہ کر لونگا ۔

آپ کا

(م ۔ ک ۔ گاندھی)

۱۰، کراستھہ ویٹ روڈ ۔ الہ آباد

۱۱ جولائی ۱۹۴۵ع

پوجیہ باپو جی' پرنام

آپ کا پنچ گنی سے لکھا ہوا ۱۳ جون کا خط ملا تھا ۔ آس کے جلد بعد ہی سیاسی تبدیلیوں اور پنچ گنی سے ہٹنے کی بات سامنے آئی ۔ میرے من میں یہہ آیا تھا کہ سیاسی کاموں کی بھیڑ سے تھوڑی فرصت جب آپ کے پاس دیکھوں تب میں لکھوں ۔ آج ہی میرے من میں آیا کہ اس وقت آپ کو فرصت ہوگی ۔ اس کے بعد شری پیارے لال جی کا ۹ تاریخ کا خط آج ہی ملا جس میں انہوں نے خبر دی ہے کہ آپ میرے جواب کی راہ دیکھہ رہے ہیں ۔ آپ نے اپنے ۲۸ مئی کے خط میں مجھہ سے

پوچھا تھا کہ میں کیسے ھندی ساھتیہ سمیلن میں رہ سکتا ھوں اور ھندستانی پرچار سبھا میں بھی - اس سوال کا جواب میں نے اپنے ۸ جون کے خط میں آپ کو دیا - میری عقل میں جو کام ھندی ساھتیہ سمیلن کر رھا ھے اُس سے آپ کے اگلے کام کی کوئی مخالفت نہیں ھوتی - اس ۱۳ جون کے خط میں آپ نے ایک دوسرے مضمون پر بحث کی ھے - آپ نے لکھا ھے کہ آپ اور سب ھندی پریمی آپ کے نئے نقطہ نظر کا سواگت کریں اور مجھے مدد دیں - میں نے زبانی آپ کو سمجھانے کی کوشش کی تھی - اور جس بیان کی نقل میں نے آپ کو بھیجی تھی اُس میں بھی میں نے صاف کہا ھے کہ میں آپ کے اس وچار سے کہ ھر ایک دیش واسی ھندی اور اُردو دونوں سیکھے اتفاق نہیں کرتا - میری عقل منظور نہیں کرتی کہ آپ کا یہہ نیا پروگرام عمل میں آسکتا ھے - مجھے تو دکھائی دیتا ھے کہ بنگالی، گجراتی، مراٹھی، اڑیا وغیرہ بولنے والے اس پروگرام کو منظور نہیں کرینگے - ھندی اور اُردو کا ملاپ ھو، اس اصول میں پوری طرح سے میں آپ کے ساتھہ ھوں بلکہ یہہ سمجھوتہ، جیسا میں نے آپ سے بمبئی میں عرض کیا تھا، اور جیسا میں نے بیان میں بھی لکھا ھے، تب ھی ممکن ھے جب ھندی اور اُردو کے لیکھک اور اُن کی سنستھائیں اس سوال

میں شردهان دکهائین ۔ میں نے اس سوال کو آلهاباد میں صوبائی هندی ساهیته سمیلان کے سامنے تهوڑے دن هوئے رکها تها ۔ میرے مجبور کرنے پر وهان یهه فیصله هوا هے که اس طرح کے ملاپ کا هندی والے سواگت کرین ۔ ضرورت اس بات کی هے که آردو کی سنستهائین بهی اس سمجهوتے کے اصول کو منظور کرین ۔ آردو کے لیکهك نه چاهیں اور آپ اور هم سمجهوته کرلین یهه نا ممکن هے ۔ اس کام کے کرنے کا طریقه یهی هو سکتا هے که هندی ساهیته سمیلان، ناگری پرچارنی سبها، کاشی ودیا پیٹهه، انجمن ترقی آردو، جامعه ملّیه، اور اس طرح کی دو ایك دوسری سنستهاؤن کے پرتی ندهیون سے نجی بات کی جائے اور اگر آن کے سنچالکون کا رجحان سمجهوتے کی طرف هو تو آن پرتی ندهیون کی ایك بیٹهك کی جائے اور اس سوال کے پهلوون پر وچار هو۔ بهاشا اور لپی دونون هی کے ملاپ کا سوال هے کیونکه تجربه سے دکهائی پڑ رها هے که تمام کامون میں تو هم ایك بهاشا چلا کر دو لپی میں آسے لکهه لین لیکن گهرے اور ادبی کامون میں ایك بهاشا اور دو لپی کا اصول چلے گا نهیں ۔ بهاشا کا پکا سمجهوته تب هی هوگا جب هم دیش کے لئے ایك عام لپی کو ترقی دے سکیں ۔ کام بهت بڑا ضرور هے لیکن راشٹر کی بهلائی کی نظر سے بالکل صاف هے ۔ میرے

سامنے یہہ سوال سنہ ۱۹۲۰ع سے رہا ہے۔ لیکن یہہ دیکھکر کہ اُس کے اُٹھانے کے لئے جو سیاسی فضا ہونی چاہئے وہ نہیں ہے میں اُس میں نہیں پڑا اور صرف راشٹر بھاشا کے ہندی روپ کی طرف میں نے دھیان دیا۔ یہہ سمجھکر کہ اس کے ذریعہ صوبائی بھاشاؤن کو ہم ایک راشٹر بھاشا کی طرف لگا سکینگے۔ میں مانتا ہون کہ پورا کام تب ہی کیا جاسکتا ہے کہ جب ہم اُردو والون کو بھی اپنے ساتھہ لے سکین۔ لیکن اُس کام کو بیوہارک نہ دیکھکر دیش کی دوسری بھاشا بولنے والی بڑی جنتا کو ہندی کے حق مین کرنا ایک بہت بڑا کام قومیت کی ترقی کے لئے ہے۔ اس طرح اس خیال سے میں نے کام کیا ہے۔ اُردو کی مخالفت کا تو میرے سامنے سوال ہو ہی نہیں سکتا۔ میں تو اُردو والون کو بھی ایسی بھاشا کی طرف کھینچنا چاہونگا۔ جسے میں راشٹر بھاشا کہون اور اُس کھینچنے کے جوابی کام میں قدرتی طور پر اُردو والون کی صلاح لیکر بھاشا میں تبدیلی کے لئے بھی بہت دور تک کچھہ طے شدہ اصولون کی بناء پر جانے کو تیار ہون۔ لیکن جب تک وہ کام نہیں ہوتا تب تک اسی کو بہتر سمجھتا ہون کہ ہندی کے ذریعہ راشٹر کے بہت بڑے حصون میں ایکتا قائم ہو۔ آپ نے جس طرح کام اُٹھایا ہے وہ اوپر میرے عرض کئے ہوئے کام سے بالکل

الگ ھے ۔ مین اُس کی مخالفت نہیں کرتا لیکن آپ سے اپنا کام نہیں بنا سکتا ۔ آپ نے گجرات کے لوگون میں پریشانی پیدا ھونے کی بات لکھی ھے ۔ اگر ایسا ھے تو آپ مہربانی کر کے سوچین کہ اس کی وجہ کیا ھے ۔ مجھے یہہ دکھائی دیتا ھے کہ گجرات کے لوگون (اور دوسرے صوبون کے لوگون) کے دلون میں دونون لپیون کے سیکھنے کا اصول گھس نہیں رہا ھے ۔ لیکن آپ کی شخصیت اس طرح کی ھے کہ جب آپ کوئی بات کہتے ھیں تو قدرتاً طبیعت چاھتی ھے کہ اُس کو پورا کیا جائے ۔ میری بھی تو ایسی ھی خواھش ھوتی ھے ۔ لیکن عقل آپ کے بتائے راستے کی جانچ پڑتال کرتی ھے اور اُسے منظور نہیں کرتی ۔ آپ نے پیرین بہن کے بارے میں لکھا ھے ۔ یہہ سچ ھے کہ وہ دونون کام کرنا چاھتی ھیں ۔ اُس میں تو کوئی رکاوٹ نہیں ھے ۔ راشٹر بھاشا پرچار کمیٹی اور ھندوستانی پرچار سبھا کے کام کرنے والون میں اختلاف نہ ھو اور وہ ایک دوسرے کے کامون کو فراخ دلی سے دیکھیں اُس میں یہہ بات مددگار ھوگی کہ ھندوستانی پرچار سبھا اور راشٹر بھاشا پرچار کمیٹی کا کام الگ الگ سنستھاون کے ذریعہ ھو، ایک ھی سنستھا کے ذریعہ نہ چلے ۔ ایک کے ممبر دوسرے کے ممبر ھون لیکن ایک ھی عہدے دار دونون سنستھاون

۔ کے ھونے سے بیوھارک مشکلات اور خیالون میں فرق ھوگا ۔ اس لئے عہدے دار الگ الگ ھون ۔ آپ کو یاد دلاتا ھون کہ اس اصول پر آپ سے سنہ ۱۹۴۲ع میں باتیں ھوئی تھیں ۔ جب ھندستانی پرچار سبھا بننے لگی اس وقت میں نے عرض کی تھی کہ راشٹر بھاشا پرچار سمتی کا منتری اور ھندستانی پرچار سبھا کا منتری ایک ھونا مناسب نہیں۔ آپ نے اسے منظور بھی کیا تھا ۔ اور جب آپ نے شری من نارائن جی کے لئے ھندستانی پرچار سبھا کا منتری بننا ضروری بتایا تب ھی آپ کی صلاح سے یہہ فیصلہ ھوا تھا کہ کوئی دوسرا آدمی راشٹر بھاشا پرچار سمتی کے منتری پد کے لئے بھیجا جائے ۔ اور اس کے کچھہ دن بعد آنند کوسلیائن جی بھیجے گئے تھے ۔ یہی اصول پیرین بہن کے سمبندھ میں لاگو ھے ۔ جس طرح شری من نارائن جی ھندستانی پرچار سبھا کے منتری ھوتے ھوئے راشٹر بھاشا پرچار سمتی کے کرتا دھرتا بھی رھے ھیں اسی طرح پیرین بہن دونوں سنستھاؤن میں سے ایک کی سکریٹری ھون اور دوسری میں کھل کر کام کریں ۔ اس میں تو کوئی مشکل نہیں ھے ۔ یہی اصول سب صوبون کے حق میں قائم رھے گا ۔ شاید شری من نارائن جی ان سب جگھون میں جہان راشٹر بھاشا پرچار سمتی کا کام ھو رہا ھے ھندستانی پرچار

سبھا کی شاخین کھولنے کی کوشش کرینگے - انھون نے راشٹر بھاشا پرچار سمتی کے کچھہ عھدے دارون سے ھندستانی پرچار سبھا کا کام کرنے کے لئے چھٹی پتری بھی کی ھے - آپس میں اختلاف نہ ھو اس کے لئے یھہ راستہ مناسب ھے کہ دونون سنستھاؤن کی شاخین الگ الگ ھون اور آن کے بڑے بڑے عھدہ دار الگ ھون - ساتھہ ھی میل اور سمجھوتہ رکھنے کے لئے دونون کی ممبری سب کے لئے کھلی رھی ھے - یھہ تو میری عقل میں ایسا کام ھے جس کا سواگت ھونا چاھئے - آپ نے میرے بیان کو پڑھنے کی مھربانی کی اور آس سے آپ نے یھہ نتیجہ نکالا کہ ھندستانی پرچار سبھا بالکل میرا ھی کام کریگی اور مجھے آسکا ممبر ھونا چاھئے - آپ نے یھہ بھی لکھا ھے کہ آپ نے مجھے ممبر ھونے کے لئے کھا تھا لیکن میں نے یھہ کھہ کر انکار کیا کہ جب تک عبدالحق صاحب آس کے ممبر نہ بنینگے میں بھی باھر رھونگا - یھہ سچ ھے کہ مین ھندستانی پرچار سبھا کا ممبر نھین بنا ھون، اس سمبندھہ میں سنہ ۴۲ مین کاکا کالیلکر جی نے مجھہ سے کھا تھا اور حال میں ڈاکٹر تارا چند نے - آپ نے بمبئی پنچ گنی جانے سے پھلے ایک لفافہ مین دو خط مجھے بھیجے تھے - آن میں سے ایک میں آپ نے اس بارے مین لکھا تھا - لیکن مجھے بالکل یاد نھیں ھے کہ کبھی آپ نے

زبانی مجھہ سے ھندستانی پرچار سبھا کا ممبر بننے کے لئے کہا ھو اور میں نے عبدالحق صاحب کا حوالہ دے کر انکار کیا ھو۔ مجھے ایسا معلوم ھوتا ھے کہ آپ نے ایک سنی ھوئی بات کو اپنے سامنے کی بات مین یادداشت کی غلطی سے بدل دیا ھے۔ سنہ ۴۲ میں کاکا جی نے جب چرچا کی آس وقت میں نے آن سے مولوی عبدالحق اور آردو والون کو لانے کی بات ضرور کہی تھی۔ مطلب وھی تھا جو آج بھی ھے۔ یعنی یہہ کہ جب تک آردو اور ھندی کے لیکھک ھندی اور آردو کے ملاپ مین شریک نہیں ھوتے تب تک یہہ کوشش کامیاب نہین ھو سکتی۔ ھندستانی پرچار سبھا اگر آس کام میں کچھہ بھی کامیابی حاصل کرے گی تو وہ ضرور میری مبارک باد کی مستحق ھوگی۔ آج تو ھندستانی پرچار سبھا میں شامل ھونے میں میری مشکل اس لئے بڑھ گئی ھے کہ وہ ھندی اور آردو دونون کو ملانے کے سوا ھندی اور آردو دونون شیلون اور لپیون کو الگ الگ ھر ایک دیش داسی کو سکھانے کی بات کرتی ھے۔ یہہ میں نے آپ کے خط کی باتون کا جواب دیا۔ اب میری عرض ھے کہ ان باتون سے یہہ نتیجہ نہین نکلتا کہ آپ یا ھندستانی پرچار سبھا کے دوسرے ممبر سمیان سے الگ ھون۔ سمیان دل سے آپ سب کو اپنے اندر رکھنا چاھتا ھے۔ آپ کے رھنے سے وہ اپنی شان سمجھتا ھے۔ آپ آج جو کام کرنا چاھتے

ھیں وہ سمیلن کا اپنا کام نہیں ھے لیکن سمیلن جتنا کرتا ھے وہ آپ کا کام ھے۔ اپ آس سے الگ جو کرنا چاھتے ھیں اسے سمیلن مین رھتے ھوئے بھی ازادی سے کرسکتے ھیں ۔

داس
(پرشوتم داس ٹنڈن)

سیواگرام
۱۵ - ۷ - ۴۵

بھائی ٹنڈن جی

اپکا تاریخ ۴۵ - ۷ - ۱۱ کا خط ملا۔ میں نے دوبارہ پڑھا۔ بعد میں بھائی کشور لال بھائی کو دیا ۔ وہ ازاد خیال کے ھیں اپ جانتے ھون گے ۔ انھون نے لکھا ھے سو بھی بھیجتا ھون۔ میں تو اتنا ھی کہون گا کہ جہان تک ھوسکا میں اپ کے پریم میں بندھا رھا ھون ۔ اب وقت ایا ھے کہ وہ ھی پریم مجھے اپ سے علیحدہ کرائے گا۔ میں اپنی بات نہیں سمجھا سکا ھون۔ یہی خط اپ سمیلن کی مستقل کمیٹی کے سامنے رکھین ۔ میرا خیال ھے کہ سمیلن نے ھندی کی میری تشریح اپنائی نہیں ھے۔ اب تو میرے وچار اسی سمت مین اگے بڑھے ھیں ۔ **راشٹر بھاشا کی میری تشریح مین ھندی اور اردو لپی اور**

دونون شیلی کا گیان اتنا ھے ایسا ھونے ھی سے دونون کا ملاپ ھوسکیگا۔ مجھے ڈر ھے کہ میری بات سمیلن کو چبھیگی اس لئے میرا استعفے قبول کیا جائے۔ ھندستانی پرچار کا مشکل کام کرتے ھوئے مین ھندی کی سیوا کرونگا اور آردو کی بھی —

اپ کا

(م ۔ ک ۔ گاندھی)

کراستھویٹ روڈ الہ اباد

۲ - ۸ - ۴۵

پوجیہ باپو جی، پرنام،

اپ کا ۱۵ جولائی کا خط ملا مین اپ کے حکم کے مطابق افسوس کے ساتھہ اپ کا خط مستقل کمیٹی کے سامنے رکھہ دونگا۔ مجھے تو جو عرض کرنا تھا اپنے پچھلے دو خطون میں کرچکا۔ آپ کے خط کے ساتھہ بھائی کشورلال مشروالا جی کا خط ملا ھے آن کو میں الگ جواب لکھا رھا ھون وہ اس کے ساتھہ ھے مہربانی کر کے انہین دے دیجیئے گا۔

داس

(پرشوتم داس ٹنڈن)

ھندستانی کیون؟

مجھے اج دو گرنتھ دئے گئے ھین۔ وہ دونون اونچی زبان میں لکھے گئے ھین لیکن ایک ھی لپی مین — ھمارا

کاروبار دونون لپیون مین هونا چاهئے کیونکه هندستانی کی دولپیان هین - اتنا تو همین کرنا هی چاهئے ……………

اپ سب لوگ هندستانی سیکهه لین، کوئی ادمی یهان اتر سے اور اتر سے هی کیون، اندهرا دیس سے، تامل دیش مین چلا ائے تو آس سے کهنا که یهان کی چارون زبانین سیکهو، چار هی کیون، دس بارہ زبان سیکهه لو، یهه کوی نئی بات نهین هے - لیکن جتنی طاقت اپ کو اس مین خرچ کرنی پڑتی هے آس مین سے اگر کچهه بهی اپ هندستانی کے لئے خرچ کرین تو اسانی سے اپ هندستانی سیکهه سکتے هین - هندستانی هندستان کی بهاشا هے - وہ سب صوبون کی بهاشا هونی چاهئے، اس کے یهه معنی نهین هین که تامل ناڈ مین تامل کا، اندهر دیش مین تیلگو کا، ملابار مین ملیالم کا، اور کرناٹك مین کنٹری کا، کوئی استهان نهین هے - صوبون کی اپنی اپنی بهاشائین هین اور هونی چاهین - لیکن جب هم ایك دوسرے صوبے مین چلے جاتے هین تو هماری ایك ایسی عام بهاشا هونی چاهئے جو سب لوگ سمجهه سکین - هوسکتا هے که سب کے سب نه سمجهین لیکن اتنا تو هوسکتا هے که زیادہ سے زیادہ سمجهین - یهه تبهی هوسکتا هے جب لوگ جان بوجهه کر اور دهیان سے هندستانی سمجهه لین اور سیکهه لین - تب لوگون مین ایك طرح کی هندستانی فضا بن جاتی هے -

اس میں ضرور تھوڑی سی محنت ھوگی، لیکن جب ایک بار ماحول بن جائے گا تو اسے سمجھانے کے لئے کسی کو زیادہ محنت نہ کرنی پڑیگی ۔ اس فضا میں سے وہ اپنی ضرورت کی چیز کھینچ لئے گا ۔ ھندستانی کا جب ماحول پھیل جاتا ھے تب ھم اس میں سے اپنی ضرورت کی چیز کو لے لیں گے جیسے کہیں سنگیت چلتا ھے، وہ بھی مدھر سنگیت، تو آپ اس کو سمجھہ لیتے ھیں، محسوس کر لیتے ھیں، وہ مجھہ کو سکھانے کی ضرورت ھی کیا؟ ایسے ھی اگر ھندستانی کو کڑوروں آدمی سمجھنے لگ جائیں تو دیش میں ایک ھندستانی فضا بن جائے گی اور اس سے ھندستانی عام ھوگی اور آسان ھوگی۔ مجھہ کو دکھہ ھے کہ اپ لوگ وہ سب جو میں کہہ رھا ھوں پوری طرح سمجھتے نہیں ۔ اپ مجھہ سے بڑی محبت کرتے ھیں کیونکہ اپ جانتے ھیں کہ میں کنگالوں کی اور، غریب لوگوں کی سیوا کرتا ھوں ۔ اگر میں ھندستانی میں بولوں تو بھی اپ اسے شانتی سے سن لیتے ھیں، وجہ یہہ کہ میری اواز اپ لوگوں کو مدھر لگتی ھے ۔ میں اج تو یہاں سیدھی کام کی بات کہہ رھا ھوں ۔ کام کی بات کہوں تو مجھے ایسا معلوم ھوتا ھے کہ اپ سمجھہ سکتے ھیں میں اپ کو ایک اور گُر، بھید، اور رھس بتاتا ھوں ۔ ھندستانی میں پریم بھی ھے، وہ یہہ ھے کہ جب ایک ادمی

کے دل مین هندستانی کا پریم جاگ جائے گا تب وه اپنی لڑکی سے، پتنی سے، اسی زبان مین بولنے لگے گا۔ اگر وه نوکر رکھتا هے تو اُس سے اور اپنے دوستون سے بھی اسی مین بولیگا ۔ لیکن آج تو گھر گھر مین انگریزی زبان کا پرچار هے ۔ انگریزی زبان کی شراب لوگون نے پی لی، اور آج کلبون مین، گھرون مین، سب جگہ وه انگریزی زبان هی بولتے هین ۔ هندستانی تہذیب اُن مین نہین رهتی ۔ ایسی حالت اور کہین نہین هے ۔ صرف همارے غلام ملک هندستان مین یهه حالت هے ۔۔ هم نے اپنے کو غلامی کی زنجیر مین باندھ لیا هے ۔ آپ کو محنت کر کے، همت کر کے، اپنے گھرون مین بھی یهی بھاشا بولنی چاهئے، باهر تو آپ بولین گے هی ۔ مین چاهتا هون که آپ سب کے سب هندستانی سیکھه لین ۔

۲۷ برس کی محنت کے بعد آج اپنا کام هوا هے که هندستانی مین جب مین بولتا هون تو میری زبان سامنے والے جو یہان هین کچھه تو سمجھتے هین ۔ هندستانی کوئی مشکل زبان نہین هے ۔ آپ دکھن کے لوگون مین عقل هے اور سمجھه بھی، دکھن کے لوگ سارے هندستان مین پھیلے هوئے هین، وه وهان کیون جاتے هین؟ ۔ اس لئے که وهان کے لوگون کو اُن کی ضرورت هے ۔ اُن کی چترائی کی اور سمجھه بوجھه کی ضرورت هے ۔ ابھی

ابھی آپ نے سنا ھے کہ نئی ھندستانی کے سبق چھہ ھفتوں میں سکھانے کا انتظام کیا گیا ھے ۔ اس میں زیادہ کوئی محنت نہیں ھے ۔ جہاں پریم ھے وہاں محنت کی کوئی جگہ نہیں رھیگی ۔ ھماری سبھا کا نام ھندی پرچار سبھا ھے، اب اسکا نام ھندی پرچار سبھا نہیں رھے گا ۔ ھندی شبد کے بدلے اب ھمیں ھندستانی شبد لینا ھے ۔ ھندستانی سب لوگوں کو سمجھنا چاھئے ۔ یہاں میں عقل سے کام کرنے کے لئے آیا ھوں شبہ کی یہاں گنجائش نہیں ۔ یہاں عقل سے کام لینا ھے ۔ اس وقت شبہ کا نام میں لینا نہیں چاھتا ورنہ وہ پاگل پن ھوگا یہاں میں صرف عقل کو استعمال کرنا چاھتا ھوں ۔ ھندستان کی ۴۰ کڑور کی آبادی ھے ۔ جب میں آردو کی بات کرتا ھوں تو ایسا سمجھا جاتا ھے کہ یہہ مسلمانوں کی بھاشا ھے ۔ ویسے ھی ھندی کی بات کرتا ھوں، تو وہ ھندؤں کی بھاشا ھے ۔ اب یہاں تو آپکو ایک قوم کی بھاشا سکھانے کی بات نہیں ھے، ایک دھرم کی بھاشا سکھانے کی بات نہیں ھے ۔ آپ میں سے کچھہ جانتے ھونگے کہ پنجاب میں سب پڑھے لکھے ھندو اور مسلم آردو جانتے ھیں، وہ ھندی بول نہیں سکتے ۔ کشمیر میں بھی اسی طرح اچھی آردو لکھنے والے ھندو ھیں ۔ سنسکرت بھری ھندی وہ نہیں سمجھتے، آردو سمجھتے ھیں ۔ اس لئے میں آپ سے کہونگا کہ آپ کا

یہہ دھرم ہے کہ آپ آردو لپی بھی سیکھین ۔ یہہ کوئی نئی بات مین آپ کو نہیں کہہ رہا ہوں ۔ جب مین پہلے اندور کے ہندی ساہتیہ سمیلن مین گیا، تب جمنا لال جی کی مدد سے دکھن مین ہندی پرچار کا کام شروع ہوا ۔ اس کام کی جڑ وہ ہے ۔ اسی وقت یہہ کہا گیا تھا کہ ہندی وہ بھاشا ہے جو آنر کے مسلمان اور ہندو دونوں بولتے ہین اور جسے دونوں لپیوں میں لکھتے ہین ۔ آردو اور دیوناگری لپی کے بارے مین اس وقت مین نے جو کہا تھا وہی اب مین دھرا رہا ہوں ۔ راشٹر بھاشا کا پرچار کرتے ہوئے ہم اس طرف چلے جائین اور ہمارا کام برابر ہوتا رہے تو ہم کہہ سکتے ہیں اور تب ہی ہمیں یہہ کہنے کا حق ہوگا کہ یہہ ہندستان ہمارا ہے .... ہم اپنے کو ہندستانی کہتے ہیں ۔ ہندستانی بننا اور رہنا چاہتے ہیں ۔ تو آپ کا پورا فرض ہوجاتا ہے کہ دونوں لپیوں میں ہندستانی بھاشا سکیھیں ۔

(تقریر ۔ ۲۵ جنوری سنہ ۱۹۴۶ع کو ہندی
پرچار سبھا کے جلسہ میں)

کروڑوں کی راشٹر بھاشا

آج کا کام ایک نیک کام ہے ۔ کئی برس کے بعد میں یہان خاص اس میلے میں حصہ لینے کے لئے آیا ہوں ۔

ھمارے سامنے کام تو کافی پڑا ھے تھوڑا تھوڑا کرکے ھم پورا کرلینگے جبکہ ھم یہان ایک نیک کام کے لئے اکھٹے ھوئے ھیں - یہان جن جن لڑکے لڑکیون کو ڈگریان دینے کے لئے میں آیا ھون انہیں خبر دار کرکے سمجھاتا ھون کہ ھمارا جو کام ھے وہ انہیں سمجھکر کرنا ھے - عقل سے خالی انسان اور پشو تو ایک سے ھیں - آج جنہیں ڈگریان ملیں گی وہ بعد میں تو ھمارا ھی کام کرین گے، ھندستانی کا پرچار کرینگے - اس لئے آپ سب کے پاس یہہ سمجھہ کی دولت تو ضرور ھونی چاھئے- یہہ دولت اگر آپ کے پاس نہ ھو تو آپ یہہ کام کیسے کر سکینگے- دوسری بات جو میں آج کہنے والا ھون وہ یہہ ھے کہ آج آپ لوگ جو قسم لینگے اس میں ھماری راشٹر بھاشا کا نام ھندی کے بجائے ھندستانی رھیگا - ھماری راشٹر بھاشا ایک لپی میں نہیں بلکہ دولپیون میں لکھی جائیگی - راشٹر بھاشا پرچار کام کے لئے پیسہ دینے والون کو بھی یہہ بات پہلے سمجھا دینی چاھئے - ھمارا کام انہیں پسند ھے یا نہیں، یہہ دیکھکر مدد دین - کام جو چلتا ھے، وہ کوڑی سے ھی چلتا ھے - لیکن کوڑی بھی کام کے پیچھے پیچھے چلتی ھے - اگر ھم اس چیز کو ٹھیک نہیں سمجھتے جس کا کہ ھم پرچار کرنے ھیں تب تو وہ سب فضول ھے - یہہ ایک

اصول نہین بلکہ پختہ تجربہ ھے ۔ ھماری راشٹر بھاشا انگریزی نہیں ھوسکتی ھے ۔ ھمارے دل سے ھندی شبد کے بدلے میں ھندستانی شبد نکلنا چاھتا ہے ۔ اور ایسے ھی بھارت کے چالیس کروڑ کے دل ھوجائین، وہ بھی ازاد بھارت کے، تو ھماری راشٹر بھاشا سوائے ھندستانی کے دوسری کیسے رہ سکتی ھے اس ھندستانی کو آپ اچھی طرح سمجھہ لین ۔ ھندستانی تو ھندو اور مسلمان دونوں بولتے ھین لیکن آس میں اج کل دو قسمین ھوگئی ھین ۔ سنسکرت سے لدی ھندی اور اور فارسی ملی مشکل اردو ۔ سنسکرت لدی ھندی میں سنسکرت شبدون کی باڑہ ائی ھے اور فارسی ملی اردو میں فارسی اور عربی شبدوں کی باڑہ اگئی ھے ....

.... ھندی اور اردو دو ندیاں ھیں اور ھندستانی ساگر ھے ۔ ان دونوں مین سے ھمیں کسی سے نفرت نہین ھونی چاھئے، ھمیں تو دونوں کو اپنانا ھے ۔ ھندستانی کا پیٹ اتنا بڑا ھے کہ وہ دونوں کو اپنا لیگی ۔

اس کا نتیجہ کیا ہوگا؟ - وہ ایک بھارتی اور اونچی بھاشا بن جائیگی جیسے ہمارے اور دنیا کے لوگ سیکھیں کے - ہندستان میں کڑوروں لوگوں کی آبادی ہے، ہندستانی اُن کڑوڑوں آدمیوں کی، اور وہ بھی آزاد آدمیوں کی، بھاشا بن جائیگی - تو سچ مچ وہ ایک بڑی بات ہوگی - آج جو لڑکے ڈگریاں لینے آئے ہیں وہ اس بات کو کسی طرح سمجھ لیں اور اُس کے مطابق کام کریں -

(تقریر - ۲۷ جنوری سنہ ۱۹۴۶ع - مدراس کے ''دکھن بھارت ہندی پرچار سبھا'' کے جلسہ میں)

ہندستانی بنام انگریزی

ہندستانی سے کسی ہند میں رہنے والے کو نفرت کیسے ہو سکتی ہے؟ سنسکرت لدی بھاشا چاہنے والے ڈرتے ہیں کہ ہندی کو نقصان پہنچے گا، اردو بولنے والے ڈرتے ہیں کہ فارسی عربی ملی اردو کا نقصان ہوگا، دونوں کا ڈر نکما ہے -

پرچار سے کوئی بھاشا نہیں پھیلتی - ایسا ہوتا تو ''وولا پک'' 'یا ایسپیرینٹو' کو جنتا میں جگہ ملتی - لیکن ایسا نہیں ہوا چند لوگوں کی ضد سے بھی کسی بھاشا کو جگہ نہیں ملا کرتی - لیکن جو لوگ طاقت ور، محنتی، مخلص بہادر، بیوپاری ہیں اُن کی بھاشا چلتی ہے اور طاقت ور بنتی

ھے - کوشش کرنا ھمارا کام ھے - لوگ جسے اپنا لینگے
وھی آن کی بھاشا بن سکتی ھے- گو کہ انگریزی طاقت ور
بھاشا ھے تو بھی وہ راشٹر بھاشا تو بن ھی نہیں سکتی
اگر انگریزوں کا راج جب تک سورج اور چاند ھیں
تب تک رھنے والا ھے تو وہ آن کے عملوں کی بھاشا
ضرور ھوگی - لیکن عام جنتا کی کبھی نہیں - اب تو ھم
یہہ جانتے ھیں کہ انگریزی راج ٹوٹنے والا ھے، شائد
اسی برس میں وہ ختم ھو جائے گا - وہ خود یہہ کہتے
ھیں اور ھم بھی مانتے ھیں- ایسی حالت مین ھماری راشٹر
بھاشا ھندستانی کے سوائے اور کوئی ھو ھی نہیں سکتی -

آج کی ھندستانی کی دو شکلین ھین ، ھندی اور آردو،
ھندی ناگری لپی میں لکھی جاتی ھے ، آردو ، آردو لپی
میں-ایک کی سینچائی ھوتی ھے سنسکرت سے، دوسری کی
عربی فارسی سے، اس لئے اج تو دونون کو رھنا ھے-
دونوں ھی کے ملنے سے ھندستانی بنیگی - آئندہ آس کی
کیا شکل ھوگی ھم نہیں جانتے نہ کوئی کہہ سکتا ھے -
جاننے کی ضرورت ھی نہین - ۲۳ کڑور سے زیادہ
لوگ آج ھندستانی بولتے ھیں جب آبادی تیس کڑور
کی تھی تب ھندستانی بھاشا بولنے والون کی تعداد ۲۳
کڑور تھی - اگر ھم چالیس کڑور ھو گئے ھیں تو دونون
شکلون میں بولنے والے زیادہ ھونے چاھیں - سو کچھہ
بھی ھو راشٹر بھاشا اسی میں ھے-دونون بہنون کو آپس

اختیار کرین گے؟ میں کہتا ہون کہ جو میری دیوانگی کہی جاتی ہے اُس کا یہی ایک خاص مقصد ہے۔ کسی خاص کام کی اہمیت کو جانچنے کا حقیقی معیار یہہ ہے کہ اگر کوئی شخص بھی اُس کو اختیار نہ کرے تب بھی وہ مبلغ کے لئے اسطرح بیکار نہ ہو جیسے ریتے کی رسی بٹنا۔ ہندستانی کے متعلق مین اپنی تحریک کو اس معیار سے جانچتا ہوں تو معلوم ہوتا ہے کہ اگر تنہا میں ہی ہندستان میں ایک شخص ہوں جو دونوں رسم الخط جانتا ہو اور اُردو ہندی کو یکسان اسانی سے سمجھتا ہو تو ایسا شخص ایک قابل قدر جانکار کی حیثیت سے دیکھا جائے گا اور پاکستان اور ہندستان دونون میں اسکی ضرورت محسوس ہوگی .... یہہ ایک نتیجہ انگیز اشارا ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی کے آخری زمانہ مین صرف مقبول عام مقاصد ہی کی تائید کیا کرے۔ مقبول عام مقاصد کو کسی مزید تائید کی ضرورت نہیں ہوا کرتی اور اکثر مقبول عام مقاصد کا عام توہمات کی طرح پوری طاقت سے مقابلہ کرنا پڑتا ہے، خواہ طاقت کتنی ہی کم ہو۔ مین حاضرین سے کہتا ہون کہ وہ دیوانگی کے اس طوفان کا مقابلہ کرین جو تمام ملک پر چہا رہا ہے کوئی مقصد جو فی الاصل مبنی بر انصاف ہو موہوم یا تائید سے محروم نہین کہا جاسکتا۔

(پراتہنا ۔ ہریجن ۔ ١٣ جولائی سنہ ١٩٥٠)

قومی زبان

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ قومی زبان کے متعلق یہہ جھگڑا کھڑا ہو گیا ہے کہ قومی زبان کیا ہو۔ مجھہ سے کہا گیا ہے کہ وہ ہندی ہوگی جو دیوناگری حروف مین لکھی جائے گی۔ مین تو کبھی اس پر رضامند نہین ہو سکتا۔ مین دو دفعہ ہندی ساہتیہ سمیلان کا صدر رہ چکا ہون۔ مین ہندی یا آردو کا دشمن نہین ہو سکتا۔ لیکن مین یہہ سمجھہ چکا ہون کہ عوام کی زبان اور ہندستان کی قومی زبان صرف وہی ہو سکتی ہے جو اردو ہندی کا مرکب ہو اور دیوناگری اور آردو دونون رسم الخط مین لکھی جائے، یعنی ہندستان مین بہت سے ہندوون کو جانتا ہون، قطع نظر مسلمانون کے، جو سنسکرت ملی ہوئی ہندی کو نہین سمجھہ سکتے اور نہ دیوناگری رسم الخط مین لکھہ سکتے ہین۔ لہذا مین تو ہندستانی ہی زبان پر زور دیتا رہون گا چاہے مین اوسکی تائید مین بالکل تنہا رہون۔ آج مسلمان اپنے کو ہندوؤن کا دشمن سمجھین مگر ہندستان کو انہین اپنے ساتھہ متفق کرنا ہے، نہ تو چاپلوسی سے، نہ خوشامد سے

اور نه دشمنی کے ذریعه سے - یهه تو صرف دوستی هی کے ذریعه سے هو سکتا هے جو بهادروں کا عدم تشدد هے۔ میں تو کبهی بزدلی کا سبق نهیں دے سکتا، میں ایک راسخ العقیده هندو هوں لیکن میرا مذهب مجهے تمام مذاهب کے ساتهه یکساں روا داری سکهاتا هے -

(هریجن - ۲ اگست سنه ۱۹۴۷ ع)

ایک خط اور اوس کا جواب

"شری متی پیرین بین کیپٹن لکهتی هیں" -

"دلی ریڈیو پر مجهے یهه سنکر بڑا درد اور شرم معلوم هوئی که وهاں سبها کے کچهه اپنے هی لوگ هماری اس راشٹر بهاشا کو گدی سے اتارنا چاهتے هیں جس کے لئے هم برسوں سے لڑتے رهے هیں - سب سے زیاده چوٹ لگانے والی بات تو یهه هے که کانگریس کے کئی پرانے لوگ بهی آج اس طرح اپنا دماغ کهو بیٹهے هیں که جس چیز کو انهوں نے محنت سے بنایا، جسے پیار سے اپنایا، اسی کو توڑنے پر تیار هو گئے هیں - مجهے آشا تهی که همارے بڑے بڑے نیتا تو عقلمندی اور راج نیتی سے کام لیں گے - مهربانی کرکے صاف صاف لکهئے که آپ اس بارے میں کیا چاهتے هیں -

(۱) هماری هندستانی کمیٹی کیا کرے -

(۲) ہمارے ایماندار اور تیاگ کا جذبہ رکھنے والے ہندستانی پر چارك کیا کریں ـ

(۳) ہمارے دیش کے رہنے والے جو ہندو، مسلمان، پارسی، عیسائی اور یہودی کانگریس کے ٹہراؤ میں مانی ہوئی ہندستانی کو منظور کرچکے ہیں اور آسے پیار کرتے ہیں وہ کیا کریں ـ

میں جانتی ہوں کہ آپ بہت سے کاموں میں پھنسے ہوئے ہیں مگر اس کام کے لئے بھی آپ کو چند منٹ تو نکالنے ہی ہونگے کیونکہ میں سمجھتی ہوں کہ یہہ اچھے دنوں میں ملك کو ایك کرنے والی مضبوط سے مضبوط ایك کڑی ہے ـ ہم نے تو اکھنڈ ہندستان کی تصویر اپنی انکھوں کے سامنے ہمیشہ رکھی ہے اور آسی کے لئے ساری زندگی کام کیا ہے ـ کل ہماری ایك کلاس کے قریب ۲۵ نوجوان میرے پاس آئے اور کہنے لگے ہمیں تو ہندستانی پیاری ہے، ادب کے ہندی اور آردو دونوں روپ پیارے ہیں، ہم ہندستانی کی راشٹر اہمیت بھی جانتے ہیں کچھہ تنگ دل لوگ کیوں ہمارا دائرہ محدود کرنا چاہتے ہیں ـ مہربانی کرکے ہمارے دوستوں کو دشمنی اور نفرت کے پنجے میں پھنسکر دور اندیشی کھونے سے روکئے ـ نہیں تو کنیا کماری سے لیکر کشمیر تك اور آسام سے لیکر سندھ تك کے سارے دیش کو سچی

دوستی اور دلی محبت کی زنجیر میں باندھنے کی آمید ختم ہو جائیگی ۔ پیرین بہن کی طرح بہت سے دوسرے دیش بھگت بھی چاہے وہ کانگریس والے کہلاتے ہوں یا نہ کہلاتے ہوں، بہت دکھی ہیں ۔ یہہ خط لکھے جانے کے بعد راشٹر بھاشا کے سوال کا فیصلہ قریب دو ماہ کے لئے ملتوی ہو گیا ہے ۔ جب ودھان سبھا پھر ملے گی تب اس چیز کا فیصلہ ہوگا ۔ یہہ اچھی بات ہے ۔ اس سے لوگوں کو ٹھنڈے دل اور صاف دماغ سے سوچنے کا موقعہ ملیگا، ہندوؤں کو اپنے ظاہر یا غیر ظاہر برتاؤ سے مسلم لیگ کے اس بیان کو غلط ثابت کر دکھانا ہے کہ ہندستان کے ہندوؤں اور مسلمانوں کا دھرم الگ ہے اور اس لئے وہ ایک نہیں بلکہ دو راشٹر ہیں، کانگریس کی پیدایش سے ہی کانگریس والوں نے یہہ اعلان کیا ہے کہ ہندستان ایک راشٹر ہے جس مین دنیا کے ہر دھرم اور ہر فرقے کے لوگ رہتے ہیں، کانگریس سے کئی بار بھولین ہوئی ہین ۔ پھر بھی کسوٹی کے وقت اکثر اسنے اپنے اس دعوی کو ثابت کر دکھایا ہے کہ ہندستان کے رہنے والے سارے ہندستانی ایک راشٹر ہیں، پیرین بہن دادا بھائی ناروجی کی پوتی ہین ۔ وہ ہندستان کے بڑے پتا تھے اور ہمیشہ رہیں گے ۔ فیروز شاہ مہتا بمبئی صوبے کے بے تاج کے بادشاہ تھے اور دادا بھائی ناروجی کے سورگ باسی

هونے کے بعد کانگریس میں ان هی کی چلتی تهی - یهه حق انهیں آن کی بے لوث سیوا کی وجه سے ملا تها - اور بدرالدین طیب جی کون تهے - وه ایك وقت کانگریس کے پریزیڈنٹ تهے - کیا وه پکے مسلمان نه تهے، مسلمان هونے کی وجه سے کیا آن کے هندستانی هونے میں کوئی کمی تهی - هندستان میں کئی دهرم هیں مگر راشٹر ایك هی هے - اور یهه بات میں آج بهی کهنے کی همت کرتا هوں جبکه هندستان کے دو ٹکرے هوچکے هیں - یهه ٹکرے شاید لمبے عرصے تك قایم رهیں، مگر همیں ایك منٹ کے لئے بهی ایك دوسرے کا دشمن نهیں بننا چاهئے - لڑائی کے لئے دو کی ضرورت هوتی هے - تالی دو هاتهه سے بجتی هے - مگر دوستی ایك طرف سے بهی هوسکتی هے - دوستی سودا نهیں - یهه دوستی جسکا دوسرا نام اهنسا یا محبت هے بزدلوں کا کام نهیں بلکه بهادروں اور دور اندیش لوگوں کا کام هے -

میں پیرین بهن کی اس بات سے اتفاق کرتا هوں که نه تو دیوناگری لپی میں لکهی هوئی اور سنسکرت شبدوں سے بهری هوئی هندی اور نه فارسی لپی میں لکهی هوئی اور فارسی لفظوں سے بهری هوئی آردو هی هندستان کی دو یا زیاده جاتیوں کو ایك دوسری سے باندهنے والی زنجیر بن سکتی هے - یهه کام تو دونوں کے میل سے بنی هوئی هندستانی هی کرسکتی هے جو دونوں سے

زیادہ قدرتی ھے اور دیوناگری یا فارسی لپی میں لکھی جاتی ھے۔ ھندی اور آردو کا ملاپ قدرتی طور پر برسوں سے ھوتا آیا ھے۔ سب قدرتی باتوں کی طرح یہہ بھی دھیمے دھیمے ھو رھا ھے، مگر ھو رھا ھے۔ یہہ بات پکی ھے۔ جسطرح میں آردو بھاشا اور لپی سیکھہ رھا ھوں آسی طرح میرا مسلمان بھائی بھی میری بھاشا اور لپی سیکھنے سمجھنے کی کوشش کرتا ھے یا نہیں، اسکی مجھے کوئی پرواہ نہیں، اگر وہ ایسا نہیں کرتا تو نقصان آسی کا ھے۔ میں تو آسکی بھاشا سیکھہ کر فائدہ ھی آٹھاتا ھوں۔ میں نے کئی مولویوں سے باتیں کی ھیں۔ ھندستانی میں انہیں اپنی بات سمجھانے میں مجھے کوئی دقت نہیں معلوم ھوئی، اگرچہ میں نے آنکی فارسی شبدوں سے بھری اونچی آردو بولنے کا ڈھونگ کرنے کی کبھی کوشش نہیں کی۔ قریب قریب سب مولوی ھندی یا ھندستانی نہیں جانتے، آس میں نقصان آنکا ھے۔ مین نے تو ھمیشہ فائدہ ھی اُٹھایا ھے۔ مجھے یقین ھے کہ جو بات میرے لئے سچ ھے وہ دوسرے بھائیوں کے لئے بھی سچ ھے،

اب پیرین بین کے خاص سوالوں کو لوں :-

(۱) ھندستانی کمیٹی کے ھر ایک ممبر کو اپنے عقیدے پر عمل کرنا ھے، یعنی آسے دونوں لپیان سیکھنی ھین اور

ھندی اور آردو کی ملاوٹ سے بنی ھوئی بھاشا ھندستانی پر قابو پانا ھے - یہہ تب ھی ھوگا جب سادہ ھندی اور سادہ آردو کی محنت کے ساتھہ مشق کی جائیگی اور یہہ پہلی ضرورت پوری کرنے کے بعد یعنی خود ھندستانی سیکھہ لینے کے بعد آسے (ممبر کو) چاھئے کہ وہ دوسروں کو ھندستانی سیکھنے کے لئے کہے -

(۲) اگر ھندستانی پر چارك ایمان دار اور تیاگی ھیں، تو آن کے آس پاس کی فضا پر آن کی بات کا اثر پڑے بنا نہ رھے گا -

(۳) جو لوگ ھندستانی کو راشٹر بھاشا مانتے ھیں اور آسے پیار کرتے ھیں، آنھیں اس کا ثبوت دینے کے لئے آن لوگوں سے ھمیشہ صرف ھندستانی میں ھی بولنا چاھئے یا خط لکھنا چاھئے جو آن کی مادری زبان نہیں جانتے - اس طرح تامل ناڈ کا آدمی اپنے یہاں کے آدمی سے تامل میں ھی بولے گا، مگر دوسرے صوبوں کے لوگوں کے ساتھہ ھندستانی میں بات کرے گا، آج کی انگریزی میں نہیں -

ھریجن سیوك - ۳ اگست سنہ ۱۹۴۷ع

کانگریسی بھی اردو کے مخالف

شری مگن بھائی ڈیسائی نے آس خط و کتابت کی نقل مجھے بھیجی ھے جو شری رتن لال پرمکھہ کے ساتھہ ھوئی

شری رتن لال کے خط مین لکھا ھے کہ، اخبارون مین کانگریس پارٹی کا ھندی بھاشا کے بارے مین جو فیصلہ چھپا ھے آس کا لوگون پر بہت اثر پڑا ھے ۔ آردو لپی سے انہین اتنی چڑہ ھو گئی ھے کہ وہ کہتے ھین کہ یہہ زندہ چیز نہیں ۔ کٹر کانگریسی بھی اب تو آردو کی مخالفت کرنے لگے ھیں، اس لئے اگلی فروری مین ھونے والے ھندستانی امتحانون میں ودیارتھیون کی تعداد شاید بہت گھٹ جائے گی ۔ مین اشا کرتا ھون کہ یہہ بات سچ نہیں ھے ۔ گجرات ایسی نادانی نہیں کرسکتا ۔ مجھے آردو لپی لکھنے والے سے کی جانے والی نفرت پسند نہیں ھے، پھر بھی میں اوسے سمجھہ سکتا ھون ۔ مگر لپی سے نفرت کیسی؟ ایسا کرنے مین مجھے گجراتیون کی بیوپاری عقل کی کمی دیکھائی دیتی ھے، ان میں وچار کی کمی معلوم ھوتی ھے ۔ گجراتی لوگ بیوپار میں دشمن اور دوست میں کوئی فرق نہیں کرتے، دونون کا پیسہ انہین پیارا لگتا ھے ۔ ایسی بیوپاری عقل وہ راج نیتی میں کیون نہیں دکھاتے؟ مجھے تو دلی مین روز ھندو اور مسلمان ملتے رھتے ھیں، آن میں سے زیادہ تر ھندوؤن کی بھاشا مین سنسکرت کے شبد کم سے کم رھتے ھیں، فارسی کے ھمیشہ زیادہ ۔ ناگری لپی تو وہ جانتے ھی نہیں ۔ آن کے خط یا تو آردو میں یا ٹوٹی پھوٹی انگریزی میں

ہوتے ہیں۔ انگریزی میں لکھنے کے لئے میں انہیں ڈانٹتا ہوں تو وہ آردو لپی مین لکھتے ہیں۔ اگر راشٹر بھاشا ہندی ہو اور لپی ناگری تو ان سب کا کیا حال ہوگا۔ لیکن مین یہہ قبول کرتا ہوں کہ ہندستانی پر میرا زور مسلمان بھائیوں کی خاطر ہے۔ یہاں میں گجرات کے مسلمانوں کی بات نہیں کرتا، وہ تو آردو جانتے ہی نہیں، وہ بہت مشکل سے آردو سیکھتے ہین، آنکی ماتری بھاشا گجراتی ہے۔ لیکن اتر کے مسلمانوں کی بھاشا ہندستانی ہے، آردو نہیں۔ یعنی آنکی راشٹر بھاشا آسان آردو ہے۔ گاؤں کے کڑوڑوں ہندو مسلمان کا کتابوں سے بہت کم لینا دینا ہوتا ہے، آن کی بولی ہندستانی ہے۔ اس بولی کو مسلمان آردو لپی میں لکھین گے اور کچھہ ہندو ناگری میں اور کچھہ آردو لپی میں لکھیں گے۔ اس لئے میرا اور آپ کا یہہ دھرم ہے کہ ہم دونوں لپیوں میں لکھیں۔ اس دھرم کو گجرات کے بھائی بہنوں نے سمجھہ بوجھہ کر اب تک پالا ہے۔ انہوں نے ایسا کرنے میں آنند مانا ہے، کڑوا گھونٹ نہیں پیا ہے۔ اب کیا آردو لپی آن کے لئے کڑوی ہو گئی ہے؟ میرے لئے تو وہ آج کی زہریلی فضا میں زیادہ میٹھی بن گئی ہے۔

مجھے اج پاکستان کے باہر کے مسلمان زیادہ پیارے لگتے ہین، انہین اپنی حفاظت کے لئے پاکستان کی طرف نہین دیکھنا ہے۔ اگر ایسا

ھوا تو یہہ میرے اور اپ کے ھندو دھرم کے لئے شرم کی بات ھو گی۔ سناتن ھندو دھرم کمینہ نہین ھے۔ وہ بڑا فراخ دھرم ھے، وہ کنوئین کے مینڈک کی طرح کنوئین کو ھی اپنا دیش نہین مانتا۔ وہ انسان کا دھرم ھے۔ مہا بھارت کے ایک شرح کرنے والے نے کہا ھے کہ مہا بھارت انسان کی تاریخ ھے یہی ٹھیک ھے۔ مگر ایسا ھو یا نہ ھو ھندو شبد سنسکرت کا نہیں ھے۔ سندھ کے آس پار رھنے والے کو پردیسیوں نے ھندو کہا اور ھم نے یہہ شبد لے لیا۔ منو کسی ایک آدمی کا نام نہیں ھے، آن کا بنایا ھوا شاستر انسانی دھرم کا شاستر کہا جاتا ھے، یہہ شاستر انسان کا ھے، اس مین اصل اشلوک کون سے ھیں اور بعد میں کون سے جوڑے گئے ھیں یہہ کہنا مشکل ھے۔ ایسا انسانی دھرم شاستر سب پر لاگو ھونا چاھئے آس میں جات پات کا فرق نہیں ھو سکتا۔ اسکے لئے کوئی ھندو نہیں، مسلمان نہیں، پارسی نہیں، عیسائی نہیں بلکہ سب انسان ھین۔ ایسے شاستر کو ماننے والے کسی طرح کا بھید بھاؤ کیسے رکھہ سکتے ھین؟ یہہ میرا ھے یہہ پرایا ھے۔ ایسا تو تنگ دل آدمی ھی خیال کرتے ھین۔ اس سناتن کہاوت کی بنا پر میرے اور آپ

کے لئے تو یہہ ہندستان ہے اور یہہ پاکستان ہے ایسا فرق ہی نہین رہنا چاہئے ۔ آج ایسا ماننے والے آپ اور مین دو ہی ہون مگر ہم سچے ہون گے سچے، رہیں گے تو کل سب ہمارے جیسے ہی بن جاوین گے ۔ کانگریس کی ہمیشہ ایسی ہی فراخ دلی رہی ہے ۔ آج اس فراخ دلی کی اور بھی زیادہ ضرورت ہے ۔ ہندستان کے ٹکڑے بندوق کے زور سے نہیں ہوئے ہیں نہ انہیں بندوق کے زور سے جوڑا جاسکتا ہے دونون کے دل ایک ہون گے تب ہی وہ ٹکڑے جڑین گے ۔ آج کی تیاری اس کے خلاف ہے ۔ اس حالت مین کانگریس والون کو مضبوط رہنا چاہئے ۔ **راشٹر بھاشا دو نہیں، ایک ہی ہوسکتی ہے ۔ وہ سنسکرت سے بھری ہندی یا فارسی سے بھری اردو نہیں ہوسکتی ہے ۔ وہ تو ہندستانی ہی ہوسکتی ہے جو دونون کے سندر سنگم سے ہی بن سکتی ہے ۔** اور اردو یا ناگری کسی بھی لپی مین لکھی جاسکتی ہے ۔ خوددار گجرات تو اس طوفان کے سامنے جھک نہ جاتا، جن دانتون نے چاول چبائے ہیں وہ کیا کوئلے چباوینگے؟ میری چلے تو ایسا کبھی نہ ہونے دون ۔

آردو لپی سے بھاگ کر ھمیں نامردوں کی طرح پیچھے نہ ھٹنا چاھئے۔

ھریجن سیوک — ۱۰ اگست ۱۹۴۷ع

عقل و فہم کا جرم

اگر ھم اپنی نظرکو فرقہ واری نقطہ نظر سے پاک رکھیں اور اس مسئلہ کو سائینٹیفک طریقہ سے دیکھیں تو ھم فورا اس نتیجہ پر پہنچیگے کہ خود اپنے مفاد کے لئے ھمیں ھندستان کی قومی زبان ھندستانی کو بنانا چاھئے جو نہ تو سنسکرت کے سانچہ میں ڈھالی ھوئی ھندی ھو اور نہ فارسی کے سانچہ میں ڈھالی ھوئی آردو، بلکہ دونوں کا ایك خوبصورت مرکب ھو جس میں ملك کی مختلف زبانوں سے بلکہ غیر ملکی زبانوں سے الفاظ بے تکلف لئے جائیں – اپنے کو صرف ھندی یا آردو تك محدود رکھنا عقل و فہم اور قوم پرستی کے خلاف یك جرم ھوگا – انگریزی زبان دینا میں سب سے زیادہ وسیع ھے اس لئے کہ آس نے تمام زبانوں سے الفاظ لئے ھیں – اگر انگلستان اٹلی، یونان، اور جرمنی وغیرہ سے الفاظ لے سکتا ھے تو یہہ بات سمجھہ میں نہیں آتی کہ اس صورت میں

عربی زبان سے الفاظ اپنے میں اس قدر تردد کیوں ہو؛ جب کہ صرف و نحو کا نقشہ بدستور قایم رہے ۔

(ہریجن ۔ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ع

مشترک زبان

اگر ہندستان کے مسلمان ہندستان کے وفادار ہیں اور انہوں نے اپنی آزاد مرضی سے س ملک کو اپنا وطن بنایا ہے تو اُن کا فرض ہے کہ وہ دونوں رسم الخط سیکھیں ....یونین کے لئیے ضروری ہے کہ اُس کے پاس ایک ایسی مشترک زبان ہو جو تمام صوبوں میں پڑھی اور لکھی جاسکے میں تو ایک قدم اور آگے جاؤں گا اور کہوں گا کہ اگر دونوں ملک (پاکستان اور ہندستان) ایک دوسرے کے دوست رہیں تو ہندستانی زبان کو اُن دونوں کے درمیان مشترک زبان ہونا چاہئیے اسکے یہہ معنے نہیں کہ اُردو اور ہندی ایک جداگانہ بولی کی حثیت سے باقی نہ رہیں ۔ اُن دونوں کو باقی رہنا چاہئیے اور ترقی کرنی چاہئیے ۔ لیکن اگر ہندستان میں ہندو اور مسلمان بلکہ تمام مذاہب کے لوگ آپس میں دوست ہوں تو اُنھیں ایک ایسی مشترکہ زبان کو قبول کرنا چاہئیے جو ہندی اور اُردو کے اشتراک سے پیدا ہوئی ہے ۔ اُنھیں دونوں رسم الخط سیکھنے چاہئیں اور یہی انڈین یونین کے ہندو اور مسلمانوں کا امتحان ہوگا ۔ یہہ کہنا غلط ہوگا کہ اگر

یونین کے مسلمان ناگری سیکھنے سے انکار کرین تو ہندستانی زبان قومی زبان نہین بن سکتی ۔ خواہ مسلمان ناگری سیکھیں یا نہ سیکھیں مگر ہندوؤن اور تمام دوسرے مذہب کے لوگون کو دونون رسم الخط سیکھنے چاہیں ۔ یہہ ممکن ہے کہ موجودہ زہر آلودہ فضا مین یہہ سادہ بات سمجھہ مین نہ آئے ۔ **اگر ہندو چاہتے ہین تو وہ اردو زبان اور اردو الفاظ اور اردو رسم الخط کا بائیکاٹ کرین لیکن ایسا کرنے سے نقصان سب ہی کا ہو گا ۔ لہذا جو لوگ ہندستانی پرچار کے کام مین مصروف ہین وہ اپنے اعتقاد اور کوشش کو کمزور نہ کرین**……………………

(ہریجن ۔ ۵ اکتوبر سنہ ۱۹۴۷ ع)

مجھے دکھہ ہوا

میں نے اخبارون مین ایک پیراگراف دیکھا ہے کہ ایندہ سے صوبہ متحدہ کی سرکاری زبان ہندی دیوناگری رسم الخط کے ساتھہ ہوگی ۔ اس سے مجھے دکھہ ہوا ۔ انڈین یونین میں جتنے مسلمان ہیں اونکے ایک چوتھائی صوبہ متحدہ مین رہتے ہیں ۔ سر تیج بہادر سپرو کی طرح بہت سے ہندو ایسے ہین جو آردو کے عالم ہیں ۔ کیا

وہ آردو رسم الخط کو بھول جائین؟ صحیح بات یہی ھوگی که دونون رسم الخط کو قایم رکھا جائے اور سرکاری کامون کے لئے آن میں سے کسی ایک کو پسند کرلیا جائے۔ اس کا نتیجه یہه ھوگا که دونون رسم الخط کا سیکھنا لازمی ھو جائے گا۔ اس طرح زبان خود اپنا راسته پیدا کرلیگی اور ھندستانی صوبه کی زبان بن جائے گی۔ دونون رسم الخط سے یہه واقفیت ضایع نه جائے گی۔ وہ آن کر اور آن کی زبان کو مالا مال کردیگی۔ کسی کو بھی اس اقدام پر ناراض ھونے کی کوئی وجهه نہیں ھے۔ انہین چاھئے که مسلمانون کے ساتھه انہیں شہری سمجھه کر برتاؤ کریں۔ مساویانه برتاؤ کا تقاضه یہه ھے که آردو رسم الخط کا بھی احترام کیا جائے انہیں۔ ایک ایسی مملکت نه بنانی چاھئے جہان (مسلمانون کے لئے) عزت کی زندگی ناممکن ھو جائے۔ اور ایسا عمل کر کے یہه دعوی نه کرنا چاھئے که وہ یہه نہیں چاھتے که مسلمان چلے جائیں اگر حقیقی طور پر مساویانه برتاؤ کے باوجود مسلمان پاکستان جانا چاھیں تو یہه انکی مرضی ھے۔ لیکن ھمارے برتاؤ مین کوئی ایسی بات نه ھونی چاھئے جو آنہیں خوفزدہ کر کے بھگادے۔ ھمارے طرزعمل کو صحیح ھونا چاھئے، تب ھی ھم ھندستان کی خدمت کرسکین گے اور اپنے

دھرم کی حفاظت کرسکینگے۔ مگر ہم مسلمانون کو قتل کرکے یا آن کو بھگا کر یا آن پر کسی صورت میں جبر کرکے یہہ مقصد حاصل نہین کرسکتے، ہمین صحیح کام کرنا ہے بلا لحاظ اس امر کے که پاکستان میں کیا ہو رہا ہے۔

(دہلی ڈائری۔ ۱۵ اکتوبر سنه ۱۹۴۷ ع)

ادنی قوم پرستی

مجھے کوئی شبه نہیں که ہندستانی ہی تمام ہندستانیون کے لئے بہترین بین الصوبائی زبان ہوسکتی ہے۔ نه تو فارسی کے سانچه میں ڈھلی ہوئی آردو، اور نه سنسکرت کے سانچه میں ڈھلی ہوئی ہندی عوام کے لئے عام طور پر قابل فہم ہوسکتی ہے۔ برطانوی راج کے ختم ہوجانے کے بعد انگریزی زبان کو مشترکه بول چال کے ذریعه کی حیثیت سے اور نیز بحیثیت سرکاری زبان کے ختم ہوجانا ہے۔ میں انگریزی زبان کا آس کے اپنے مقام پر احترام کرتا ہون مگر وہ کبھی ہندستان کی قومی زبان نہیں ہوسکتی............ایک دوست نے مجھے یاد دلایا ہے که دونون رسم الخط کے سیکھنے پر میرا اصرار ممکن ہے که دونون رسم الخط کو اپنی جگه سے ہٹادے اور رومن رسم الخط کے لئے جگه پیدا کردے............ میں اس خیال سے متفق نہیں ہون، نه مجھے یہه اندیشه ہے

که دونون رسم الخط کی جگه کبھی بھی رومن رسم الخط حاصل کرسکیگا ۔ میں اس مسئله پر بحث کرنا نہیں چاھتا ۔ مین نے صرف یہه ظاهر کرنے کے لئے اس مسئله کا ذکر کیا ہے که **ھماری قوم پرستی اگر دونوں رسم الخط کے سیکھنے سے گھبراتی ھے تو وہ بہت ھی ادنی قسم کی قوم پرستی ھے ۔** ملك کے لئے تمہاری محبت ایسی ھونی چاھئے که دونون رسم الخط کا سیکھنا تمہارے لئے باعث مسرت ھو........ ...

(۱۸ اکتوبر ۔ سنه ۱۹۴۷ ع)

"میرے رخصت ھوجانے کے بعد میرے الفاظ کو یاد کروگے!"

لاله لاجپت رائے میرے دوست تھے اور میں انہیں یہه کہه کر چھیڑا کرتا تھا که آخر وہ کب خالص ھندی زبان میں لکھنا پڑھنا سیکھینگے ۔ لاله جی کہا کرتے تھے که وہ ایسا نہیں کرسکتے (حالانکه وہ بہت پر جوش آریه سماجی تھے) اس لئے که اُن کی مادری زبان اُردو ھے ۔ اسی زبان میں وہ جلسوں کے حاضرین کو مسحور کردیا کرتے تھے ۔ میں دو دفعه ھندی ساھتیه سمیلن کا صدر رہ چکا ھوں اُس وقت تو سمیلن قومی زبان کے متعلق میری کوششوں کا سواگت کرتی تھی مگر اب کیوں وہ اس بات کو

نا پسند کرتی ھے ۔ کیا آردو اور ھندی کو ملاکر ایک زبان بنانے کی کوشش کرکے میں کمتر درجہ کا ھندو یا ھندستانی ھوگیا ؟............ کیا وہ ایک کل ھندستان کی زبان کی خدمت کرسکتے ھیں اگر آردو رسم الخط اور آردو زبان کو آس سے خارج کردیا جائے؟ میں ھمیشہ تو تمھارے پاس رھونگا نہیں مگر تم میرے رخصت ھوجانے کے بعد میرے الفاظ کو یاد کروگے؟ .... عدم روا داری مذھب کی نفی ھے ۔

(۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ع

ھندستان میں پیدا ھوئی

ایک نامہ نگار نے لکھا ھے کہ انہیں میری زبان سے یہہ سنکر تعجب اور رنج ھوا کہ مجھے انگریزی زبان میں خطوط ملتے ھیں تو دکھہ ھوتا ھے ۔ میں نے تو کہا تھا کہ ھندستان سب کا دوست ھے، لہذا اگر مسلمانوں اور انگریزوں کے متعلق مساوی طور پر میں دوستانہ احساسات رکھتا ھوں تو پھر یہہ کیا بات ھے کہ میں آرذو کو محفوظ رکھنے اور انگریزی کو جگہ سے ھٹا کر آس کی جگہ دوسری زبان رکھنے کوشش کر رھا ھوں ۔ مجھے اس سوال پر سخت حیرت ھوئی ۔ آس سے حقایق سے

انتہائی بے خبری ظاہر ہوتی ہے ۔ انگریزی تو ایک غیر ملکی زبان ہے، اردو تو ایسی نہیں ہے ۔ مجھے تو اس بات پر فخر ہے کہ اردو ایک ایسی زبان ہے، جو ہندستان میں پیدا ہوئی اور ہندستانی زبان ہے ۔ شروع میں تو تو زبان وہ تھی جو مسلمانوں کی حکومت کے زمانہ مین فوجی کیمپوں مین بولی جاتی تھی اور فوج مین زیادہ تر ہندستانی لوگ تھے، ہندو بھی اور مسلمان بھی ۔ مسلمان حکمرانوں نے ہندستان کو اپنا وطن بنا لیا تھا ....

جب سے کہ جنوبی افریقہ سے مین ہندستان واپس آیا ہوں مین تو بہ آواز دھل کہتا رہا ہوں کہ ہندستان کی قومی زبان سوائے اس زبان کے کوئی زبان نہیں ہوسکتی جسے شمالی ہندستان میں ہندو اور مسلمان بولتے ہیں، اور جو ناگری اور اردو رسم الخط میں لکھی جاتی ہے ۔ وہی شاعر تلسی داس کی زبان تھی ۔ اس شاعر اور مرد خدا نے اپنے زمانہ میں بھی فارسی اور عربی کے الفاظ استعمال کرنے میں تکلف نہیں کیا تھا .... یہی زبان جس نے اب ترقی کرلی ہے آج صوبائی زبان ہے جو دونوں رسم الخط میں لکھی جاتی ہے .... اردو ایک ایسی زبان ہے جس میں عربی اور فارسی کے الفاظ زیادہ ہیں.............. ہندی میں عربی اور فارسی کو خارج کرنے کا رجحان ہے ۔ ہندستانی

ان دونوں کا ایک خوشگوار مرکب ہے، جس کی گریمر پر فارسی یا عربی کا اثر نہیں پڑا ہے ....

(۱۸ دسمبر سنہ ۱۹۴۷ع)

LIBRARY
Date
ALIGARH
MUSLIM UNIVERSITY

ALIGARH

نوا جیون پبلیشنگ ھاوس (احمد اباد) کی کتابیں

گجراتی زبان سے مہادیو ڈیسائی نے ترجمہ کیا۔ قیمت سات روپیہ Rs. 7-0-0	Story of my Experiments with Truth.
حفظان صحت کے طریقوں کے متعلق گاندھی جی کا ایک خاص نظریہ تھا جسکو اس کتاب میں واضح کیا گیا ہے۔ قیمت دس آنہ 0-10-0	Key to Health.
(جلد پہلی اور دوسری) جنگ کے متعلق عدم تشدد پر گاندھی جی کی تحریروں کا مجموعہ۔ قیمت پہلی جلد سات روپیہ (Rs. 7-0-0) – دوسری جلد پانچ روپیہ آٹھہ آنہ (Rs. 5-8-0)	Non-Violence in Peace and War.
اس تحریک پر مہاتما جی کے خیالات یکجا کر دیے گئے ہیں۔ قیمت دو روپیہ (Rs. 2-0-0)	Cent Per Cent Swadeshi.
گجراتی سے ترجمہ ۔ یہ وہ خطوط ہیں جو مہاتما جی نے یراودا جیل سے لکھے تھے ۔ قیمت آٹھہ آنہ (0-8-0)	From Yeravda Mandir.
نفرت کے بجائے محبت کا پرچار ۔ سوراج کے متعلق مہاتما جی کا تصور ۔ قیمت آٹھہ آنہ (0-8-0)	Hind Swaraj.
جنسی تعلقات کے متعلق مہاتما جی کے اصول قیمت دو روپیہ (Rs. 2-0-0)	Self Restraint vs. Self Indulgence.
عورتوں کی حق تلفی پر مہاتما جی کے احساسات۔ قیمت تین روپیہ (Rs. 3-0-0)	Women & Social Injustice.

رام بابو سکسینہ

Delhi Diary.	پرارتھنا کے جلسوں میں مہاتما جی کی تقریریں، آخری دفعه جب وہ دهلی میں مقیم تھے ۔ قیمت تین روپیه (Rs. 3-0-0)
The Nations Voice.	قیمت تین روپیه (Rs. 3-0-0)
Gandhiji's correspondence with the Govt.	سنه ۱۹۴۲ ع سے ۱۹۴۴ ع - قیمت دو روپیه آٹھه آنه (Rs. 2-8-0)
Constructive Programme.	قیمت ۶ آنه (-6-)
Communal Unity.	فرقه واری اتحاد کے متعلق جو کچھه گاندهی جی نے کہا وہ سب اس کتاب میں جمع کر دیا گیا ھے ۔ قیمت ۹ روپیه (Rs. 9-0-0)
To the Students.	قیمت تین روپیه آٹھه آنه (Rs. 3-8-0)
Food Shortage.	قیمت دو روپیه آٹھه آنه (Rs. 2-8-0)
Diet and Diet Reform.	قیمت دو روپیه (Rs. 2-0-0)
Ramnama	قیمت ایک روپیه (Re. 1-0-0)
Bapu's Letters to Mira	قیمت چار روپیه (Rs. 4-0-0)
Gleanings.	قیمت ۶ آنه (0-6-0)
Selected Letters.	قیمت ۷ آنه (0-7-0)
Selections from Gandhi.	قیمت چار روپیه (Rs. 4-0-0)
Satyagraha in Champaran.	قیمت ۲ روپیه چار آنه (Rs. 2-4-0)

پوری فہرست نوا جیون پبلیشنگ هاوس احمدآباد سے طلب کیجئے

گ ۱۱
(مز)

۴۹۱۵۴۳

DUE DATE

Ram Babu Saksena Collection.

۳۳۰۴۴

[illegible] Babu Saksena Collection.

ل۱۱ ۹۱۶۲۳م

(۲ن)

۳۳-۲۲

Date	No.	Date	No.